Presented By: https://jafrilibrary.com

درایت الحدیث

استاد حجۃ الاسلام والمسلمین کاظم مدیر شانہ چی

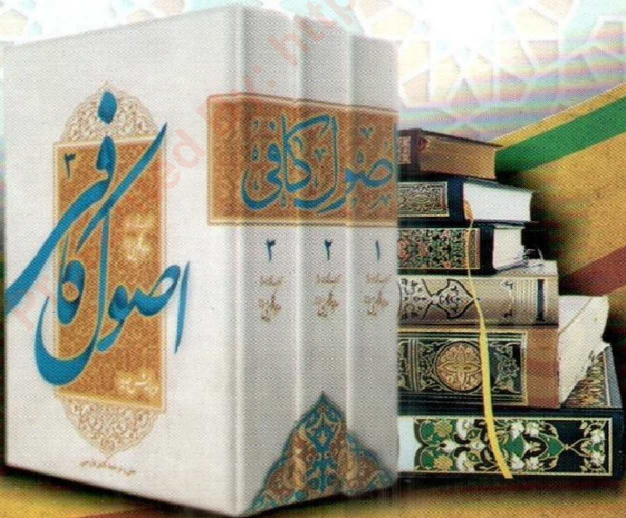

جامعہ تعلیماتِ اسلامی پاکستان
پوسٹ بکس ۵۴۲۵ - کراچی - پاکستان

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

القائم بک سنٹر (دینی کتب کا مرکز)
بیرون جامعۃ المنتظر ایچ بلاک مارکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور
شوزب حسین رضا۔ 0304-8355141
0306-4155782

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

القائم بک سنٹر (دینی کتب کا مرکز)
بیرون جامعۃ المنتظر ایچ بلاک مارکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور
شوزب حسین رضا۔ 0304-5355141
0306-4155782

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حجتہ الاسلام استاد کاظم مدیر شانہ چی کا شمار علم حدیث کے ممتاز محققین میں ہوتا ہے۔
آپ ۱۹۲۶ء میں ایران کے شہر مشہد میں پیدا ہوئے۔

آپ کے اساتذہ میں آیت اللہ میرزا حسین فقیہ سبزواری، آیت اللہ سید ابو القاسم خوئی، شیخ ہاشم قزوینی، سعید یونسی اردبیلی، میرزا احمد کفائی اور سید محمد ہادی میلانی قابل ذکر ہیں۔ آپ نے اپنے زمانے کے نامور اساتذہ سے عقلی علوم حاصل کئے اور شیخ آقا بزرگ تہرانی، شیخ ہاشم قزوینی، شیخ مہدی الٰہی قمشہ ای نیز مراکش کے دار الحدیث حسنی کے استاد ابو العباس عمرانی سے روایت حدیث کا اجازہ حاصل کیا۔

۱۹۵۷ء میں جب مشہد یونیورسٹی میں شعبہ الٰہیات کا افتتاح ہوا تو آپ نے شیخ ہاشم قزوینی کے حکم سے وہاں پڑھانا شروع کیا اور طلباء کو علم حدیث، تاریخ اسلام و ادیان، آیات احکام اور ادوار فقہ پڑھائی نیز ان موضوعات پر سیکڑوں مقالات سپردِ قلم کئے۔ علاوہ ازیں آپ ایک ماہر کتاب شناس، نسخہ شناس اور مخطوطات شناس تھے۔ اس حوالے سے آپ کی کئی فہرستیں شائع ہوئیں۔

آپ نے اپنی تحقیقات میں اہل تشیع اور اہل سنت کی معتبر کتابوں کو موضوع بنایا اور قابل قدر کتابیں اور مقالات تحریر کئے۔ مخطوطات پر تحقیق کے سلسلے میں آپ نے روس، آذر بائیجان، اُزبکستان، مصر، ترکی، شام اور لبنان سے مخطوطات اور قدیم قلمی نسخوں کی عکس برداری کی۔ آپ نے مشہد یونیورسٹی میں تدریس کے علاوہ آستانِ قدس رضوی کے شعبہ حدیث کے سربراہ کی حیثیت سے بھی بہت کام کئے۔

استاد کاظم مدیر شانہ چی نے مندرجہ ذیل کتابیں تالیف کی ہیں:

تاریخ حدیث، علم حدیث، درایت الحدیث، پژوہشی دربارہ حدیث و فقہ، تاریخ اسلام، تاریخ فقہ مذاہب اسلامی، سنن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتاب الطہارۃ والصلاۃ، چہل حدیث حضرت علیؑ، آیات الاحکام تاریخچہ ادوار منطق، تاریخچہ علم منطق، مبانی فقہ، انوار البھیۃ فی تواریخ الحجج الالھیۃ، شرح الجمل والعلم والعمل، ھدایۃ الامۃ الی حکام الائمہ، الصحیفۃ السجادیۃ، المسائل، اربعین جامی، رسالۃ البرائۃ، فہرست نسخہ ہای خطی، فرہنگ فرق اسلامی، نوای کربلا، روش استنباط، اختصار وفیات الاعیان، الحاشیہ علی الکفایہ، الحاشیہ علی المکاسب، کتاب شناسی کتب اربعہ حدیث شیعہ، ترجمہ و شرح تبصرۃ المتعلمین، مزارات خراسان۔

آپ نے ۷۵ سال کی عمر میں ۲۰۰۲ء میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ امام علی رضا علیہ السلام کے حرم مطہر کے احاطے میں آپ کو دفن کیا گیا۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrililibrary.com

درایت الحدیث

استاد حجۃ الاسلام والمسلمین کاظم مدیر شانہ چی

Presented By: https://jafrililibrary.com

جامعہ تعلیمات اسلامی پاکستان
پوسٹ بکس ۵۴۲۵ - کراچی - پاکستان

Presented By: https://jafrililibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نام کتاب فارسی	....	دِرایۃ الحدیث
نام کتاب اردو	....	درایت الحدیث
تالیف	....	حجۃ الاسلام کاظم مدیر شانہ چی
ترجمہ	....	محمد حسن جعفری
تطبیق وتہذیب	....	رضا حسین رضوانی
ہمکار	....	علی محمد رحمانی
طبع اول	....	نومبر ۲۰۱۵ء
مطبع	....	محراب پریس کراچی

ISBN 978-969-9303-38-0

جملہ حقوق محفوظ ہیں: یہ کتاب کُلّی یا جزوی طور پر اس شرط کے ساتھ فروخت کی جاتی ہے کہ جامعہ ہذا کی پیشگی اجازت حاصل کئے بغیر یہ موجودہ جلد بندی اور سرورق کے علاوہ کسی بھی شکل میں تجارت یا کسی اور مقصد کی خاطر نہ تو عاریۃً کرائے پر دی جائے گی اور نہ ہی دوبارہ فروخت کی جائے گی۔ علاوہ ازیں کسی آئندہ خریدار یا بطور عطیہ حاصل کرنے والے پر یہ شرط عائد نہ کرنے کے لیے بھی ایسی ہی پیشگی اجازت کی ضرورت ہوگی۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کچھ اپنے بارے میں

حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید ابو القاسم خوئی ؒ نے ۱۹۷۷ء میں جامعہ تعلیمات اسلامی پاکستان کی بناء رکھی تھی۔ یہ ادارہ اب حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی حسینی سیستانی دام ظلہ کی سرپرستی میں کوشش کر رہا ہے کہ حتی الامکان معتبر اسلامی لٹریچر دنیا تک پہنچایا جا سکے۔ اس ادارے کا مقصد دور حاضر کی روحانی ضرورتوں کو پورا کرنا، لوگوں کو محکم اسلامی علوم و معارف کی طرف متوجہ کرانا اور اُس گراں بہا علمی سرمائے کی حفاظت کرنا اور اسے اگلی نسلوں تک منتقل کرنا ہے جو اہلبیت رسولؐ نے ایک مقدس امانت کے طور پر ہمارے سپرد کیا ہے۔

الحمد للہ یہ ادارہ اب تک اردو اور انگریزی زبانوں میں عراق، ایران، لبنان، افغانستان، سوڈان، مصر اور تیونس کے علماء اور دانشوروں کی سیکڑوں کتابیں شائع کر چکا ہے جو اپنے مشمولات اسلوب بیان اور طباعت کی خوبیوں کی بنا پر فردوس کتب میں نمایاں مقام حاصل کر چکی ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ نشر و اشاعت کا یہ سلسلہ انشاء اللہ انسانیت کو صراط مستقیم کی شناخت کرواتا رہے گا۔

علاوہ ازیں یہ ادارہ ایک ہزار سے زائد مدارس و مکاتب میں زیر تعلیم نونہالوں اور نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو اسلامی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔

اسلام کی دعوت ایک ایسا کام ہے جس کو فروغ دینے کے لیے تمام مومنین کو باہمی تعاون کرنا چاہیے۔ ادارہ آپ سب کو اس کارِ خیر میں تعاون کرنے کی دعوت دیتا ہے تاکہ اسلامی تعلیمات کو دنیا میں عام کیا جا سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بحق محمدؐ و آل محمدؑ ہم سب پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔

شیخ یوسف علی نفسی
وکیل آیت اللہ العظمیٰ سید علی سیستانی دام ظلہ العالی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اسلام

اسلام ہی وہ دین ہے جسے اللہ نے اپنی پہچان کرانے کے لیے پسند کیا، اپنی نظروں کے سامنے اس کی دیکھ بھال کی، اس کی تبلیغ کے لیے بہترین خلق کا انتخاب فرمایا۔ اپنی محبت پر اُس کے ستون کھڑے کئے، اُس کی برتری کی وجہ سے تمام ادیان کو سرنگوں کیا اور اس کی بلندی کے سامنے سب ملتوں کو پست کیا۔ اس کی عزت کے ذریعے دشمنوں کو ذلیل اور اُس کی مدد سے مخالفوں کو رسوا کیا۔ اس کے ستون سے گمراہی کے کھمبوں کو گرا دیا۔ پیاسوں کو اس کے تالابوں سے سیراب کیا اور پانی اُلچنے والوں کے ذریعے حوضوں کو بھر دیا۔ پھر اسے اس طرح مضبوط کیا کہ نہ اس کے بندھن ٹوٹ سکتے ہیں، نہ اس کی کڑیاں الگ الگ ہوسکتی ہیں، نہ اس کی بنیاد گر سکتی ہے، نہ اس کے ستون اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں، نہ اس کا درخت اکھڑ سکتا ہے، نہ اس کی مدت ختم ہوسکتی ہے، نہ اس کے قوانین ختم ہوسکتے ہیں، نہ اس کی شاخیں کٹ سکتی ہیں، نہ اس کی راہیں تنگ نہ اس کی آسانیاں دشوار ہیں، نہ اس کے سفید دامن پر سیاہی کا دھبہ، نہ اس کی استقامت میں پیچ وخم، نہ اس کی لکڑی میں کجی، نہ اس کی کشادہ راہ میں کوئی دشواری ہے، نہ اس کے چراغ گل ہوتے ہیں، نہ اس کی خوشگواریوں میں تلخیوں کا گزر ہوتا ہے۔ اسلام ایسے ستونوں پر حاوی ہے جس کے پائے اللہ نے حق کی سرزمین میں قائم کئے ہیں اور اُن کی بنیاد کو استحکام بخشا ہے اور ایسے سرچشمے ہیں جن کے چشمے پانی سے بھرپور اور ایسے چراغ ہیں جن کی لوئیں ضیا بار ہیں۔ ایسے مینار ہیں جن کی روشنی میں مسافر قدم بڑھاتے ہیں اور ایسے نشان ہیں جن سے سیدھی راہوں کا قصد کیا جاتا ہے اور ایسے گھاٹ ہیں جن پر اترنے والے اُن سے سیراب ہوتے ہیں۔ اللہ نے اسلام میں اپنی انتہائے رضامندی، بلند ترین ارکان اور اپنی اطاعت کی اونچی سطح کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ اللہ کے نزدیک اس کے ستون مضبوط اس کی عمارت سربلند، اس کی دلیلیں روشن اور لوئیں ضیابار ہیں۔ اس کی سلطنت غالب اور مینار بلند ہیں اور اس کی بیخ کنی دشوار ہے۔ پس تم اس کی عزت باقی رکھو اس کے احکام کی پیروی کرو، اس کے حقوق ادا کرو اور اس کے ہر حکم کو اس کی جگہ پر قائم کرو۔

(نہج البلاغہ خطبہ ۱۹۶)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

فہرست

پیش گفتار ۱۳

مقدمہ ۲۱
علوم الحدیث میں شیعہ علماء کا کردار ۲۸

علم دِرایت یا مصطلح الحدیث ۳۲

علم درایت کے مبادی ۳۳
علم درایت کی تعریف ۳۳
لفظ سند کی وجہ تسمیہ ۳۴
متنِ حدیث ۳۴
حدیث ۳۴
خبر ۳۶
سنت ۳۶
روایت ۳۶

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اثر ۳۷
حدیث قدسی ۳۷
ان الفاظ کے استعمال کی کیفیت ۳۸
اختصارِ سند ۴۶
طبقہ ۴۶
صحابہ ۴۶
تابعین اور تبع تابعین (اتباع) ۴۷
مخضرم ۴۷
مولیٰ ۴۸
مملی ۴۸
مستملی ۴۸
مسند ۴۹
محدث ۴۹
شیخ الحدیث (جمع : مشائخ) ۴۹
مشیخہ ۴۹
حافظ (جمع : حفاظ) ۴۹
مُخرِج اور مُخَرِّج ۵۰
مَخرَج ۵۰
عِدَّةٌ ۵۰
اصحابِ اجماع ۵۰
اصل ۔ کتاب ۔ مصنف ۵۲

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جامع (جمع: جوامع) ۵۲

مسند (جمع: مسانید) ۵۳

معجم (جمع: معاجم) ۵۳

مستدرک ۵۳

مستخرج (جمع: مستخرجات) ۵۳

جزء (جمع: اجزاء) ۵۴

نوادر ۵۴

امالی ۵۴

اصطلاحات حدیث کی اَقسام ۵۹

متواتر اور آحاد ۵۹

متواتر کی تقسیم بندی ۶۱

حدیث کی چار اَقسام ۶۱

قوی ۶۲

صحیح ۶۲

حسن ۶۴

حسن کالصحیح ۶۴

حسن الاسناد ۶۴

موثق ۶۵

ضعیف ۶۵

ضعیف حدیث کی قسمیں ۶۵

ضعفِ حدیث کے اسباب ۶۶

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

متقدمین اور متأخرین کی اصطلاح میں ضعیف حدیث ۷۴
حدیث کی دوسری اصطلاحات کے نام ۷۴
متفق (جمع: متفقات) ۷۵
متفرد (جمع: متفردات) ۷۵
غریب الاسناد ۷۵
غریب المتن والاسناد ۷۵
غریب المتن، مفرد ۷۶
غریب الالفاظ ۷۶
مسند ۷۶
متصل وموصول ۷۶
معنعن ۷۶
مؤنن ۷۷
مرفوع ۷۷
معلق ۷۷
مفرد۔ شاذ۔ نادر۔ محفوظ ۸۴
متابع، شاہد ۸۵
مدرج ۸۵
مکاتب ۸۵
مصحف ۸۶
محرف ۸۶
عالی اور نازل ۸۷

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مساوات اور مصافحہ ۸۷

مطروح ۸۸

روایۃ الاقران ۸۸

مدبج ۸۸

روایۃ الاکابر عن الاصاغر ۸۸

معروف، منکر، مردود اور متروک ۸۸

محفوظ اور شاذ ۸۹

مسلسل ۸۹

مزید ۸۹

ناسخ ومنسوخ ۹۰

محکم ۹۰

متشابہ ۹۰

نص، مجمل، ظاہر، مؤوّل ۹۰

مبین ومجمل ۹۱

مقبول ومردود ۹۱

مردود ۹۱

معتبر ۹۱

مشترک ۹۸

مؤتلف ومختلف ۹۸

مشکل ۹۹

موقوف، اثر ۹۹

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مرسل ۹۹
مضمر ۱۰۱
مقطوع ۱۰۱
منقطع ۱۰۱
معضل ۱۰۲
معلل ۱۰۲
مدلس ۱۰۲
مضطرب ۱۰۳
مقلوب ۱۰۳
مہمل ۱۰۴
مجہول ۱۰۴
موضوع ۱۰۵
اعتبار ۱۰۵
جعلی حدیث ۱۱۱
حدیث سازی کی وجوہات ۱۱۲
خبر واحد کی حجیت ۱۱۶
روایت اور راوی کی شرائط ۱۱۸
شرائط راوی ۱۱۸
عدالت کا مطلب ۱۲۰
راوی کا حال جاننے کے ذرائع ۱۲۵
راوی کی جرح تعدیل ۱۲۵

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

توثیق اور مدح کے الفاظ ۱۲۵
جرح کے الفاظ ۱۲۷
حدیث کے راویوں کی جرح و تعدیل ۱۲۸
جب جرح و تعدیل ایک دوسرے کے معارض ہوں ۱۳۰
کیا ایک فرد کے بیان سے جرح یا تعدیل ثابت ہو سکتی ہے؟ ۱۳۱
تقطیع حدیث ۱۴۰
تحمل حدیث کے طریقے ۱۴۱
آدابِ محدث ۱۴۶
محدث کو کن چیزوں کی ضرورت ہے؟ ۱۴۷
فوائد: ۱۴۷
(۱) شیعہ احادیث کی کتب اربعہ ۱۴۷
(۲) صحاح ستہ کا تعارف ۱۴۷
(۳) متقدمین کی اصطلاحات سے عدول کی وجوہات ۱۴۸
(۴) کتب رجال میں جن مشائخ کی قدح یا مدح نہیں ملتی ۱۵۱
دو متعارض روایات میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح کیسے دی جائے؟ ۱۵۱
چالیس احادیث پر مبنی کتابیں (اربعینیات) ۱۵۲
(۷) کتب اطراف ۱۵۳
(۸) حدیث کے منابع و مدارک ۱۵۳
احادیث متواترہ ۱۵۳
(۱۰) کم سن صحابہ کے نام ۱۵۵
(۱۱) وہ کمسن صحابہ جن کی منقول احادیث زیادہ ہیں ۱۵۵

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۲) عدالت راوی ۱۵۵
(۱۳) صحیح اور حسن کی اصطلاحات ۱۵۶
(۱۴) صحیح الاسناد ۱۵۶
(۱۵) حدیث مسند ۱۵۷
(۱۶) معلق ۱۵۷
(۱۷) حدیث پر تنقید کے لیے تاریخ کا جاننا ضروری ہے ۱۵۷
(۱۸) حدیث کی تصحیح ۱۵۸
(۱۹) کتب حدیث کی تصحیح ۱۵۸
(۲۰) جوامع الکلم ۱۵۹
(۲۱) لمبی عمر پانے والے صحابہ ۱۶۰
(۲۲) وہ صحابہ جو اپنے والد سے منسوب نہیں ۱۶۰
(۲۳) مردوں اور عورتوں دونوں میں مشترک نام والے صحابہ ۱۶۱
(۲۴) متفق ومفترق ۱۶۱
(۲۵) ایک حدیث کی سند میں موجود تین بھائی ۱۶۲
(۲۶) روایۃ الاقران ۱۶۲
(۲۷) وہ صحابہ جنھوں نے کثرت سے احادیث بیان کیں ۱۶۲
(۲۸) حدیث مسلسل کا ایک نمونہ ۱۶۳

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش گفتار

ایک طویل عرصے سے میں اس بات کو بڑی شدت سے محسوس کر رہا تھا کہ بہتیرے اسلامی علوم جو ماضی میں ہمارے علمی مراکز میں رائج تھے آہستہ آہستہ فراموش ہو رہے ہیں۔ اسلامی علوم میں سے صرف فقہ اور اُصول فقہ اپنا مقام محفوظ رکھنے میں کامیاب ہوئے ہیں جبکہ حقیقت میں یہ دونوں علوم کچھ دیگر اسلامی علوم پر تکیہ کرتے ہیں۔ اس بات کا ثبوت قضاوت اور قاضی کی شرائط میں دیکھا جا سکتا ہے چنانچہ جن کتابوں میں شرعی علوم کی تعلیم کی درجہ بندی پر بحث کی گئی ہے وہاں کچھ متروک علوم کو فقہ اور اُصول فقہ کے مقدمات کا درجہ دیا گیا ہے۔ اس وقت جن اسلامی علوم سے بے توجہی برتی جا رہی ہے ان میں علم کلام اور تمام علوم قرآن (قراءت، تجوید، تفسیر، احکام القرآن اور ان کے فروعات) شامل ہیں۔

اسی طرح علوم الحدیث کو بھی چند در چند وجوہات کی بناء پر نظر انداز کیا جا رہا ہے جبکہ سب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ فقہ اور احکام شریعت کو سمجھنے کا دارومدار ان علوم پر ہے۔

علوم الحدیث سے ہماری مراد ہے: متن حدیث کا حفظ و ضبط، رجال حدیث کی شناخت، مصطلحات الحدیث، مختلف الحدیث، فقہ الحدیث، غریب الحدیث کی شرح، ناسخ و منسوخ کی تقسیم اور جرح و تعدیل۔

یہ عالم اسلام کی خوش نصیبی ہے کہ گزشتہ چند دہائیوں میں جب عرب ممالک میں علوم القرآن پر کام شروع ہوا تو ایران میں بھی علوم القرآن کے مختلف موضوعات پر بہت کچھ لکھا گیا اور قرآن حکیم کی کئی تفسیریں شائع ہوئیں۔ مصر سے بھی نئے انداز سے کئی تفسیریں چھپ چکی ہیں۔ اس کے علاوہ مصر، حجاز اور اردن کے دینی مجلات میں بھی قرآن حکیم کی تفسیر کے متعلق تحقیقی مقالے شائع ہوئے ہیں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نجف اشرف میں علامہ محمد جواد بلاغی (۱) نے عصری تقاضوں کے مطابق تفسیر پر کام شروع کیا تھا لیکن زندگی نے اُنھیں زیادہ مہلت نہ دی ۔ پھر علامہ محمد حسین طباطبائی نے عصری ضروریات کے پیش نظر تفسیر المیزان لکھی۔ اس تفسیر کے منظر عام پر آنے سے دنیائے تشیع میں عصری تفسیر کا خلا پُر ہوگیا۔

علم حدیث کے خلا کی طرف بھی سب سے پہلے برادرانِ اہل سنت نے ہی توجہ دی۔ چنانچہ اُنھوں نے الازہر، دمشق اور رباط کے **دار الحدیث الحسنیٰ** میں اس کی باقاعدہ تدریس کا اہتمام کیا اور کتب حدیث کی شروح کو نہایت خوب صورتی کے ساتھ شائع کیا (۲) نیز اُنھوں نے اُصول الحدیث اور صحاح ستہ کی شروح کو نئے انداز سے مدون بھی کیا۔ (۳) علاوہ ازیں مستشرقین کی طرف سے کئے گئے حدیث کے متعلق جو لائق تحسین کام سامنے آئے اُن کا بھی عربی زبان میں ترجمہ کیا تاکہ ان کتابوں سے ہر شخص استفادہ کر سکے۔ (۴)

اس سلسلے میں ایک حقیقت یہ ہے کہ غیر مسلم اس میدان میں مسلمانوں پر بازی لے گئے ہیں خواہ اس کا تعلق تحقیقی طباعت سے ہو یا حدیث نبوی کے اہم متون کے یورپی زبانوں میں ترجمے سے ہو (حالانکہ یہ کام مسلمانوں کو کرنا چاہیے تھا)۔ عصر حاضر میں حدیث کے متعلق جدید کام غیر مسلموں نے سرانجام دیا ہے اور حدیث نبوی کی اہم کتابوں کی جامع فہرست نویسی کا کام سات مستشرقین نے **المعجم المفھرس لالفاظ الحدیث النبوی** کے نام سے کیا اور اسے بہترین انداز میں شائع کیا ہے۔ اس کام کی وجہ سے امہات الکتب سے استفادہ کرنا نہایت آسان ہوا اور اس کے ساتھ ہر حدیث کے متعلق یہ بھی جانا جاسکتا ہے کہ فلاں حدیث امہات الکتب میں سے کس کتاب میں موجود ہے۔

شیعیت کی خوش نصیبی جانیے کہ اغیار کی یہ سبقت زیادہ عرصے تک قائم نہ رہی جب شیعوں کے مرجع عالی قدر حضرت آیت اللہ سید حسین طباطبائی بروجردی نے جو عصری تقاضوں اور تبدیلیوں پر گہری نظر رکھتے تھے احادیث احکام کے متعلق ایک جامع کتاب تالیف فرمائی جو ہر لحاظ سے ایک فقیہ کو دوسری کتابوں سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ اس کتاب نے بازارِ حدیث کے جمود کو توڑ دیا۔ (۶) (۷)

پھر ان کے خرمن علم سے خوشہ چینی کرنے والے علماء نے علم رجال کی اہمیت اور فقہ کے منابع احادیث میں اس علم کے اثرات کو اجاگر کیا اور رجال الحدیث کو جو علم اُصول الحدیث ہی کا ایک حصہ ہے زندہ کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اُن کے تربیت یافتہ شاگردوں اور ان کے مشکوٰۃ افکار سے اقتباسِ فکر کرنے والے حضرات نے شیعہ احادیث کی امہات الکتب (۸) نئے سرے سے چھاپیں اور ان کی جامع فہرستیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مرتب کیں (۹) نیز بزرگ علماء کی کتب رجال (۱۰) شائع کیں۔ یوں علم رجال میں نئی کتابیں (۱۱) منظرعام پر آئیں لیکن اس کے باوجود تاریخ حدیث اور اُصول حدیث کے دوسرے موضوعات پر جن میں درایۃ الحدیث بھی شامل ہے کوئی پیشرفت سامنے نہ آئی۔

اسی کمی نے مجھے اس طرف متوجہ کیا کہ اسے پورا کرنے کے لیے کوئی اقدام کیا جائے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مشہد کے دانش کدۂ الٰہیات و معارف اسلامی میں علم الحدیث اور درایۃ الحدیث کے مضمون کو نصاب کا حصہ قرار دیا گیا اور اس کی تدریس کے لیے قرعہ فال حقیر کے نام نکلا۔ چنانچہ میں نے درایۃ الحدیث کے متعلق اپنی یادداشتوں کو یکجا کیا۔ میرے ایک شاگرد نے یادداشتوں کے متفرق صفحات کو خوش خط لکھا اور اس کی تنقیح کر کے مجھے پیش کیا۔ جب میں نے دیکھا کہ حوزہ علمیہ مشہد کے طلباء نے میری اس کاوش کو سراہا ہے تو میرے شوق کو مہمیز ملی اور موسم گرما کی تعطیلات کے دوران میں نے اس پر نظر ثانی کی اور ضروری مطالب کا اضافہ کیا۔

اگرچہ میں نے اپنے تئیں اس میں کافی اصلاحات کی تھیں لیکن میں اپنی اس کاوش کو بازارِ ادب میں پیش کرنے کے قابل نہیں سمجھتا تھا اس لیے منتظر رہا کہ جب فرصت ملے تو اس کے زیادہ سے زیادہ منابع سے استفادہ کر کے اس کی کمی بیشی کو پورا کردوں۔ (۱۲)

خدا کی مدد سے یہ کام بھی کسی حد تک مکمل ہوگیا اور خطا پوش احباب کی نگاہوں نے یہ اشتیاق دلایا کہ اس حقیر کاوش کو بازارِ دانش میں پیش کیا جائے۔

اپنی کتاب علم الحدیث کے مقدمہ میں ہم نے پہلے حدیث و روایات کے معنی اور ان کے مترادفات بیان کئے ہیں اور شیعہ سنی حدیث کے صدور اور اس کی تدوین کی تاریخ پر بحث کے علاوہ حدیث کے ارتقائی عمل کا جائزہ لیا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ مختصر کتابچوں نے بڑے بڑے جوامع کی صورت کیسے اختیار کی۔ نیز مجامع احادیث اور ان کی شروحات پر بھی تفصیلی گفتگو کی ہے۔ پھر آخری ادوار میں کثرت حدیث پر جامع بحث کر کے یہ واضح کیا ہے کہ تمام منقولات کو صحیح نہیں سمجھا جا سکتا کیونکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہی جعلی احادیث منظر عام پر آگئی تھیں اور آپ کی رحلت کے بعد جعلی احادیث کے اسباب ختم ہونے کے بجائے بڑھ گئے تھے۔ ہم نے جعلی احادیث گھڑنے کے اسباب بیان کرتے ہوئے اور ان کے نمونے بھی پیش کئے ہیں۔ ہم نے اپنے دعوے کی تائید میں کچھ جعلی احادیث نقل کرتے ہوئے کچھ حدیث سازوں کے نام بھی لئے ہیں اور بتایا ہے کہ جعلی احادیث گھڑنے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

والوں میں ایسے لوگ پیش پیش تھے جنھیں معاشرے میں نیک نام تصور کیا جاتا تھا اور یہی بات جعلی احادیث کی شناخت میں بہت بڑی رکاوٹ بن گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہم نے ایک اور بات کا بھی تذکرہ کیا ہے جو کہ حدیث کے معاملے میں سہل انگاری کا سبب بنی اور وہ ''تسامح'' ہے کیونکہ سنن، مستحبات، منقولاتِ تاریخ، مقاتل اور فضائل کے باب میں علماء نے تسامح کو روا رکھا ہے۔ ہم نے اس مقدمہ میں یہ واضح کیا ہے کہ علماء کی لاپروائی بہت زیادہ نقصانات کا پیش خیمہ ثابت ہوئی ہے۔

اس ضمن میں ہم نے جعلی اور صحیح احادیث کے تشخیص کے طریقوں کی وضاحت بھی کی ہے۔ چونکہ ہمارے یہاں حدیث کے ترجمے کے بغیر کوئی چارہ نہیں اس لیے ہم نے ترجمے کی کیفیت اور اس سے وابستہ امور بھی بیان کئے ہیں۔ نیز علم الحدیث کے مختلف شعبوں کو بھی بیان کیا ہے اور آخر میں اختصار سے مصطلحات الحدیث کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ (۱۳)

جب مذکورہ کتاب کا پہلا ایڈیشن منظرعام پر آیا تو ملک اور بیرون ملک سے مجھے کئی خطوط موصول ہوئے جس میں اہل علم کی طرف سے اس کتاب کو سراہا گیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری تحریر اتنی لائقِ تحسین نہ تھی مگر اس کا اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ اس وقت فارسی زبان میں حدیث اور علم الحدیث کے سلسلے میں جو خلا موجود تھا وہ کسی حد تک اس سے ضرور پُر ہوا۔ میں نے صرف مذکورہ مباحث پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس موضوع پر تحقیق جاری رکھی اور اس گلستان کی سیر کے دوران بہت سے پھول اپنے دامن میں چن لیے جنھیں دوسرے ایڈیشن کے ضمیمے میں پیش کروں گا۔ (۱۴)

پہلے ایڈیشن میں طلباء اور محققین کی سہولت کے لیے میں نے درایۃ الحدیث کو اختصار سے پیش کیا تھا (۱۵) لیکن اب چونکہ اس مضمون کو دانش کدہ الہیات میں باقاعدہ نصاب میں شامل کیا جا چکا ہے نیز قم المقدسہ اور مشہد مقدس کے حوزات علمیہ میں درایۃ الحدیث کی تدریس لازمی قرار پا چکی ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس علم کی کتابوں سے مزید استفادہ کر کے علم درایۃ الحدیث کی تفصیلی تعریفات کا خلاصہ بھی پیش کیا جائے۔

اس کام کے لیے میں نے درایۃ الحدیث کی امہات الکتب سے استفادہ کیا، فریقین کی کتابوں کا تحقیقی مطالعہ کیا اور ان کا نچوڑ بیان کیا۔ اس کے ساتھ مزید فائدے کے لیے جامع اور مختصر تعریفات کو بھی کتاب میں شامل کیا تاکہ طلباء انھیں آسانی سے یاد کر سکیں۔ واضح رہے کہ علمی ماہرین کے ہاں مختلف مفاہیم کی تعبیر اور نام میں اختلاف پایا جاتا ہے اور شیعہ اصطلاحات، اہل سنت کی اصطلاحات سے جدا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہیں اس لیے میں نے دونوں کو بیان کیا ہے تاکہ جب کوئی طالب علم اہل سنت کے مجامع حدیث کا مطالعہ کرے تو اسے ان کی اصطلاحات کو سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

کتاب ہذا میں یہی معروضات صاحبانِ فکر کے سامنے پیش کی جائیں گی جو اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ بظاہر آسان دکھائی دینے والا یہ کام کتنا مشکل ہے۔ آخر میں میں عماد کاتب (خدا ان پر رحمت فرمائے) کے یہ جملے دہرانا چاہتا ہوں۔ اُنھوں نے کہا تھا:

انی رأیت انه لا یکتب انسان کتابا فی یومه الا قیل فی غدہ: لو غیر هذا لکان احسن ولو زید کذا لکان یستحسن ولو قدم هذا لکان افضل ولو ترك هذا لکان اجمل و هذا من اعظم العبر و هو دلیل استیلاء النقص علی جملة البشر

"آج کوئی آدمی کتاب لکھے تو کل کہا جائے گا کہ اگر وہ اس جملے کو بدل دیتا تو اچھا ہوتا اور اگر اس میں فلاں فلاں باتوں کا اضافہ کردیتا تو بہت اچھا ہوتا اور اگر فلاں مطلب کو پہلے رکھتا تو خوب ہوتا اور اگر اس بات کو چھوڑ دیتا تو بہت ہی خوب ہوتا۔ یہ چیز بہت عبرت آموز ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ ہر انسان خطا کا پتلا ہے۔"

آخر میں میں اُن تمام دوستوں کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس کام میں میری رہنمائی کی، مجھے شوق دلایا اور اس کتاب کی نشر و اشاعت میں تعاون کیا۔ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان سب کی توفیقاتِ خیر میں اضافے کے لیے دعا گو ہوں۔

کاظم مدیر شانہ چی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حواشی وتشریحات

(۱) الآء الرحمن فی تفسیر القرآن

(۲) ان میں مسند احمد بن حنبل پر استاد احمد شاکر کی تحقیق اور صحیح بخاری شرح قسطلانی اور شرح کرمانی شامل ہیں۔

(۳) مثلاً حاکم نیشاپوری کی علوم الحدیث کا تحقیقی ایڈیشن۔ الکفایہ فی علم الروایۃ، خطیب بغدادی۔ مقدمہ حافظ ابن صلاح ۔ **التقریب** نووی۔ **فتح المغیث** محمد بن عبد الرحمان سخاوی۔ **المحدث الفاصل** رامہرمزی در (مصطلح الحدیث) متون حدیث کی جمع وتدوین میں **التاج الجامع للصحاح**

(۴) ان میں **مفتاح کنوز السنة** جیسی شان دار کتاب شامل ہے۔

(۵) مثلاً مستشرقین کی خدمات

صحیح بخاری جو کہ L.Krehl اور Th.W.Juynboll کے توسط سے Leiden (ہالینڈ) سے شائع ہوئی ۔ اسے صحیح بخاری کے نسخہ مرسیہ (اسپین) ۴۹۲ھ کے مطابق چھاپا گیا اور اس کا فرانسیسی ترجمہ ۱۹۲۸ء میں پیرس سے شائع ہوا تھا۔

صحیح بخاری کا فرانسیسی ترجمہ ۱۹۰۳ء۔ ۱۹۱۴ء میں OctaveHoudas اور William.Marcais کے توسط سے شائع ہوا۔ یہودی سے مسلمان ہونے والے مستبصر محمد اسد Leopold Weiss نے ۱۹۳۵ء میں صحیح بخاری کا انگریزی زبان میں ترجمہ اور شرح شائع کی۔ پھر **راینفرید** نے اس کے کچھ حصوں کا جرمن زبان میں ترجمہ کیا۔ (دیکھئے: Carl Brockelmann ج ۳)

(۶) اس نفیس کتاب کی جمع آوری اور تدوین کا کام آیت اللہ بروجردی کی زیر نگرانی حوزہ علمیہ قم کے علماء کے ایک گروہ کی مدد سے شروع ہوا۔ اس کتاب کی دو جلدیں آیت اللہ موصوف کی زندگی میں منظر عام پر آئی تھیں اور باقی جلدیں آیت اللہ خوئی کی زیر نگرانی شائع ہوئیں۔

(۷) یہاں عصر حاضر کے دو عظیم محدثین میرزا حسین نوری اور ان کے شاگرد شیخ عباس قمی کی خدمات کا اعتراف کرنا ضروری ہے۔ مرحوم نوری نے مستدرک الوسائل کی تیسری جلد میں علم حدیث اور علم رجال پر تفصیلی بحث کی ہے جبکہ شیخ عباس قمی نے **سفینة البحار** لکھ کر بحار الانوار کی فہرست مرتب کی ہے جو بذاتِ خود ایک مفید اور مستقل کتاب ہے۔ حدیث اور علماء کے حالات زندگی کے حوالے سے وہ موسوعہ (دائرۃ المعارف) کی حیثیت رکھتی ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۸) مثلاً شیعہ حدیث کی کتب اربعہ (اصول کافی کی دو جلدیں اور فروع کافی کی آٹھ جلدیں۔ **من لا یحضرہ الفقیہ** کی چار جلدیں۔ تہذیب کی نو جلدیں اور استبصار کی چار جلدیں)۔

(۹) مثلاً میرے فاضل دوست سید جواد مصطفوی کی وسائل الشیعہ اور نہج البلاغہ کی فہرستیں۔

(۱۰) مثلاً جامع الرواۃ اردبیلی، رجال شیخ طوسی، رجال قہپانی، رجال بحر العلوم، رجال کشی کا نیا ایڈیشن اور فہرست طوسی کا تحقیقی ایڈیشن۔

(۱۱) مثلاً قاموس الرجال اور معجم الرجال آیت اللہ خوئی

(۱۲) مقدمہ علم الحدیث ص ۵

(۱۳) مقدمہ علم الحدیث، طبع اول

(۱۴) پیش گفتار، طبع دوم علم الحدیث

(۱۵) مذکورہ تمام حصے کو علم الحدیث کے دوسرے ایڈیشن میں ۱۹ صفحات میں پیش کیا گیا ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

خَطَبَ النَّبِيُّ بِمِنٰى فَقَالَ

اَيُّهَا النَّاسُ مَا جَاءَكُمْ عَنِّيْ يُوَافِقُ كِتَابَ اللّٰهِ فَاَنَا قُلْتُهُ

وَمَا جَاءَكُمْ يُخَالِفُ كِتَابَ اللّٰهِ فَلَمْ اَقُلْهُ

نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منیٰ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! مجھ سے منسوب جو بات کتاب اللہ کے موافق ہو تو سمجھ لو کہ میں نے کہی ہے

اور جو کتاب اللہ کے مخالف ہو تو سمجھ لو کہ وہ میں نے نہیں کہی ہے

(کافی ج ۱، ص ۶۹، حدیث رقم ۵)

عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ

كُلُّ شَيْءٍ مَرْدُوْدٌ اِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

وَكُلُّ حَدِيْثٍ لَا يُوَافِقُ كِتَابَ اللّٰهِ فَهُوَ زُخْرُفٌ

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے:

ہر چیز کتاب و سنت کی طرف لوٹائی جائے گی

اور جو بات بھی کتاب اللہ کے موافق نہ ہو وہ جھوٹ ہے۔

(کافی ج ۱، ص ۶۹، حدیث رقم ۳)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مقدمہ

دین اسلام کے امتیازات میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے قوانین اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین آج بھی قرآن وسنت کے ضمن میں مسلمانوں کے پاس محفوظ ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں قرآن مختلف نوشتہ جات کی صورت میں محفوظ تھا اور آپ کی رحلت کے بعد اس کی باقاعدہ تدوین کی گئی(۱) اس کے کچھ عرصہ بعد (۲) اس کی متعدد نقول تیار کی گئیں اور یوں قرآن عام لوگوں کی دسترس میں آ گیا۔ قرآن کریم جو اب تک صدر اسلام کے مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ تھا اب نسخوں کی شکل تمام بلادِ اسلامی میں اس کی حفاظت کا بندوبست ہوگیا۔ (۳)

لیکن سنت کا معاملہ ایسا نہیں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند احادیث کے سوا جنھیں کچھ صحابہ نے اپنے صحیفوں میں لکھا تھا باقی احادیث صحابہ اور تابعین کے حافظے کی بدولت دوسروں تک منتقل ہوئیں کیونکہ کچھ صحابہ اور تابعین بوجوہ تدوینِ حدیث کے سخت مخالف تھے۔(۴) سیوطی نے تدریب الراوی میں لکھا ہے کہ سلف (صحابہ و تابعین) کے درمیان کتابتِ حدیث میں اختلاف تھا۔ چنانچہ ابن عمر، ابن مسعود، زید بن ثابت، ابوموسیٰ اشعری، ابوسعید خدری، ابو ہریرہ اور ابن عباس کتابتِ حدیث کے مخالف تھے اور اسے ناجائز سمجھتے تھے۔ ان کے مقابلے میں عمر، علی، ابن عمر (۵)، انس، جابر، ابن عباس، حسن، عطاء، سعید بن جبیر اور عمر بن عبدالعزیز اسے جائز سمجھتے تھے لیکن ابن عبدالبر اور ابن سعد (۶) حضرت عمرؓ کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ بھی کتابتِ حدیث سے منع کرتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ احادیث کو جمع کرنے کا ارادہ کیا اور صحابہ نے بھی اس کی تائید کی مگر بعد میں اُن کا ارادہ بدل گیا اور اُنھوں نے کہا: ”یہود نے اپنے انبیاء کے فرامین لکھے جس کی وجہ سے وہ کتاب اللہ سے دستبردار ہو کر سنت کی پیروی میں لگ گئے۔“

بہرحال دوسری صدی کے وسط میں تدوینِ حدیث کا کام عمر بن عبدالعزیز کے حکم پر شروع ہوا۔ اُنھوں نے اس وقت کے حاکم مدینہ ابوبکر بن محمد کو لکھا کہ احادیث جمع کرو کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ کہیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

علماء کا علم ضائع نہ ہو جائے۔ (۷)

دوسری صدی ہجری یعنی تدوینِ حدیث کا ابتدائی دور، تابعین کا درمیانی دور ہے۔ اس وقت کچھ واسطوں کے ذریعے اور کبھی اسماء الرواۃ کے بغیر حدیث کو "مرسل" یا "منقطع" صورت میں نقل کیا جاتا تھا۔ اس طرح زبانی نقل کرنے کی صورت میں غلطی کا امکان ہوتا تھا۔ پھر دوسری صدی کا درمیانی دور جو کہ صغار تابعین اور تبع تابعین کا دور ہے اس میں حدیث کے درمیانی واسطوں یعنی راویوں کا نام بھی لیا جانے لگا۔ اس دور میں مذہبی فرقہ بندی عام ہو چکی تھی اس لیے منقول روایات میں غلطی کا احتمال بڑھ گیا تھا۔ اس کے ساتھ سیاسی اسباب و وجوہات اور اجتماعی حالات، کچھ لوگوں کی کم علمی اور منفعت طلبی بھی اس بات کا ذریعہ بنی کہ لوگ احادیث اختراع کر کے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کرنے لگے تھے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حدیث کے زبانی بیان اور ناقلین کے انداز میں کوئی محدودیت نہ ہونے سے غلطی اور وضع حدیث کا احتمال مزید بڑھ جاتا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے اپنی دُور اندیشی سے اس مشکل کا علاج ڈھونڈ لیا اور احادیث کی تدوین کا فرمان جاری کیا۔

البتہ اس معاملے میں حضرت علیؑ کے پیروکاروں کی حالت بالکل جداگانہ تھی۔ خود حضرت علیؑ اور آپ کے بعد دوسرے ائمہ طاہرینؑ بالخصوص امام محمد باقرؑ نے عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے بہت پہلے اور ان کے بعد امام جعفر صادقؑ نے اپنے ماننے والوں کو حکم دیا کہ وہ احادیث کو ضبط تحریر میں لائیں ائمہ اہل بیتؑ نے ہر دور میں احادیث لکھنے کی حوصلہ افزائی کی اور ہمیشہ لوگوں کو اس کی ترغیب دی جیسا کہ امام جعفر صادقؑ نے مفضل بن عمر سے فرمایا تھا:

اکتب وبث علمك فی اخوانك فان مت فاورث کتبك بنیك...

لکھو اور اپنے علم کو اپنے بھائیوں میں پھیلاؤ۔ اگر مرو تو اپنی اولاد کو اپنی کتابوں کا وارث بنا کر مرو۔

عمر بن عبدالعزیز ۹۹ھ میں خلیفہ بنے اور ۱۰۱ھ میں فوت ہوئے لہٰذا تدوین حدیث کا کام اُن کی زندگی میں مکمل نہ ہو سکا لیکن جو کام اُنھوں نے شروع کرایا تھا وہ بدستور جاری رہا اور حدیث کی کئی کتابیں منظر عام پر آگئیں۔ پھر ان کتابوں کی مدد سے بہت بڑے مجموعے تیار ہوئے اور اپنی قابلِ توجہ ضخامت کے ساتھ مختلف طبقات (محدثین، مفسرین اور فقہاء) کے لیے مرجع قرار پائے مگر طالبانِ حدیث کی پیاس نہ بجھی تو اُنھوں نے زیادہ سے زیادہ احادیث جمع کرنے کے لیے کمر ہمت باندھی اور اس مقصد کے لیے دور دراز علاقوں کے سفر کیے۔ ابو العالیہ کہتے ہیں ہم نے بصرہ میں اگرچہ اصحابِ رسولؐ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سے احادیث سنی تھیں لیکن ہم نے ان سے سننے پر اکتفا نہ کیا بلکہ مدینہ گئے تاکہ اصلی راویوں کی زبان سے بھی یہ احادیث سن سکیں۔ ابو قلابہ بصری کہتے ہیں کہ میں تین سال تک مدینہ میں مقیم رہا تاکہ اصلی راویوں سے حدیث سنوں۔ (۸)

سچ یہ ہے کہ حدیث اس اہتمام اور احتیاط کے قابل تھی اور ہے کیونکہ قرآن کریم کے بعد حدیث ہی اُصول عقائد، اسلامی معارف، اَخلاقیات اور انفرادی و اجتماعی احکام میں مسلمانوں کی رہنمائی کرتی ہے اور حدیث ہی وحی الٰہی کی آئینہ دار ہے جو مستقل طور پر یا آیاتِ الٰہی کی تشریح و تفسیر کی حیثیت سے مسلمانوں کے عقیدے اور عمل کا معیار ہے۔

یحیٰی بن شرف بن مری المعروف امام نووی کہتے ہیں :

معرفتِ حدیث کی تحقیق بہترین علوم میں سے ایک ہے کیونکہ شریعتِ اسلام کتاب و سنت پر قائم ہے اور زیادہ تر فقہی احکام، حدیث کے گرد گھومتے ہیں۔ چونکہ قرآن میں موجود احکام کی آیات کا زیادہ حصہ مجمل ہے اور اس کی تفصیل روایات میں ہے اس لیے تمام فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اجتہاد — خواہ قضاوت میں ہو خواہ فتوے میں — احادیثِ احکام سے مشروط ہے۔

زبانی حدیث نقل کرنے سے خرابیوں کے پیدا ہونے کا خطرہ تھا اس لیے علماء نے میراثِ نبوی کی حفاظت کے لیے اسناد کے ذکر کو بڑی اہمیت دی کیونکہ ان کے صدور کو ایک طویل عرصہ گزر چکا تھا۔ حضرت علیؑ اس بات کی بہت تاکید کیا کرتے تھے چنانچہ علمائے شیعہ نے حضرت علیؑ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا :

اذا حدثتم بحدیث فاسندوہ الی الذی حدثکم فان کان حقاً فلہ و ان کان کذباً فعلیہ

جب تم کوئی حدیث بیان کرو تو جس راوی سے تم نے حدیث لی ہے اس کا سلسلہ اسناد بیان کرو۔ اگر حدیث سچی ہوئی تو ثواب میں وہ بھی شامل ہوگا اور اگر جھوٹی ہوئی تو اس کا گناہ اسی کی گردن پر ہوگا۔

امام جعفر صادقؑ کا زمانہ بھی تدوینِ حدیث کا ابتدائی زمانہ ہے۔ آپ اپنے شاگردوں کو تلقین کیا کرتے تھے کہ روایت کے سلسلہ اسناد کو بیان کیا کرو۔ آپ کی نظر میں درمیانی واسطوں کو چھوڑ کر روایت کرنا "جھوٹ" کے مترادف تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :

اَنْ یُحَدِّثَكَ الرَّجُلُ بِالْحَدِیثِ فَتَتْرُکَهُ وَ تَرْوِیَهُ عَنِ الَّذِی حَدَّثَكَ عَنْهُ جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ کوئی شخص تم سے حدیث بیان کرے اور تم اس کا نام چھوڑ کر اس روایت کو بیان کرو جس

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نے اس سے روایت کی تھی۔ (۹)

حدیث کے درمیانی واسطوں کو" سلسلۂ سند" (ناقلین کی زنجیر) کہا جاتا ہے اور اس سلسلے کے تمام افراد، وثاقت اور صحتِ نقل کے لحاظ سے یکساں نہیں ہوتے۔

تاریخ میں کئی راوی ایسے گزرے ہیں جنھوں نے چند در چند وجوہات کی بنا پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرینؑ پر جھوٹ تراشا تھا اور اُن کی زبانی احادیث گھڑی تھیں۔ پھر جوں جوں زمانہ گزرتا گیا سلسلۂ سند کے متعلق اطلاعات بھی مشکل تر ہوتی گئیں جس کی وجہ سے راویوں اور ناقلینِ حدیث کے حالات زندگی کی تحقیق ضروری ہوگئی اس لیے محدثین کو صرف احادیث کے متون ہی یاد نہیں کرنے پڑتے تھے بلکہ راویوں کے نام اور اُن کی جرح و تعدیل کو بھی مدنظر رکھنا پڑتا تھا۔

راویوں کے حالات زندگی پر محدثین نے اتنی محنت کی کہ علم رجال باقاعدہ ایک علم بن گیا اور اسے حدیث شناسی کے لیے ضروری قرار دیا گیا۔

تیسری صدی ہجری میں محدثین نے روایات پر نظر ثانی کی اور صحیح احادیث — جن کے راوی ثقہ ہوں — کا انتخاب کرکے حدیث کی بڑی بڑی کتابیں مرتب کیں۔ جب یہ کتابیں منظر عام پر آئیں تو دیگر علوم کے علاوہ فقہ اور تفسیر کے لیے بھی ان کتب حدیث کو مدرک قرار دیا گیا۔

راویان حدیث کی پہچان کے بعد علمائے رجال نے حدیث شناسی میں آسانی کے لیے اُنھیں کئی اقسام میں تقسیم کیا مثلاً فقہ میں تیمم کے لیے جس حدیث سے استشہاد کیا گیا ہے اس کے رسول اکرمؐ تک تمام راوی ثقہ تھے اس لیے اُس حدیث کو **صحیح** اور **حدیث متصل** کا نام دیا گیا اور اگر کوئی حدیث کسی دوسری حدیث کے حکم کو منسوخ کرتی ہو تو اس کا نام **حدیث ناسخ** اور دوسری کا نام **حدیث منسوخ** رکھا گیا۔

آہستہ آہستہ مختلف جہات کو مدنظر رکھتے ہوئے احادیث کے مختلف نام رکھے گئے کہ محدث اور فقیہ کے علاوہ بھی حدیث سے استفادہ کرنے والوں کے لیے ان اصطلاحات سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا کچھ علمائے حدیث نے ان اصطلاحات کو علم الحدیث کی ایک شاخ قرار دیا ہے اور کچھ علماء نے جن مطالب سے آگاہی محدث کے لیے بہتر ہے اُنھیں بھی علم الحدیث کا حصہ قرار دیا ہے مثلاً ناقل حدیث اور منقول الیہ کی شرعی ذمے داری اور نقلِ حدیث کے آداب وغیرہ۔ الغرض اصطلاحات کے اس مجموعے کو **مصطلح الحدیث** کا نام دیا گیا۔ چونکہ مصطلح الحدیث اور معرفۃ الرجال دونوں کا تعلق سند کی کیفیت سے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہے اس لیے ان کا مشترکہ نام **أصول الحدیث** رکھا گیا۔ بعدازاں متاخرین کی طرف سے ہر حصے میں تحقیقات اور ضمیمہ جات کو شامل کیا گیا جو خود اس موضوع کی شاخ قرار پائے۔

مثلاً کچھ احادیث ایسی ہیں جن میں مشکل الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ان احادیث کو سمجھنے کے لیے **غریب الالفاظ** کا شعبہ قائم کیا گیا۔ یہ الفاظ شارع کے زمانے میں مشکل اور نا قابلِ فہم نہیں تھے اور عام استعمال ہوتے تھے مگر جو لوگ عربی لغت سے زیادہ واقف نہیں تھے یا جو لوگ بعد میں مسلمان ہوئے اُن کے زمانے تک یہ الفاظ متروک ہو چکے تھے اور اُن کے لیے غیر مانوس تھے۔ علمائے حدیث نے عمومی فائدے کے لیے اس طرح کی احادیث کو جمع کیا اور ان کے مشکل الفاظ کے معانی کی وضاحت کی اور اس موضوع پر کئی کتابیں لکھیں۔ نیز اُنھوں نے دوسری ایسی احادیث کو بھی ضم کیا جن میں مشکل الفاظ موجود تھے۔ رفتہ رفتہ اس کام میں وسعت پیدا ہوتی گئی اور اس موضوع پر ضخیم کتابیں سامنے آئیں اور اس شعبے کا نام **غریب الحدیث** رکھا گیا۔

اسی طرح جعلی احادیث کی جمع و تدوین سے **موضوعات** کا علم تشکیل پایا۔ پھر ان احادیث کو جمع کیا گیا جو صرف ایک راوی سے مروی تھیں چنانچہ **متفردات** کا شعبہ وجود میں آیا۔ پھر ایسی احادیث جن کے راوی کم تھے اور وہ راویوں کے توسط سے معصوم سے متصل ہوتی تھیں اُنھیں **قرب الاسناد** کا نام دیا گیا۔ ایسی احادیث جن کے راوی ہم نام تھے یا اُن راویوں نے اپنے والد سے حدیث روایت کی تھی (یعنی سلسلۂ اسناد میں مشابہت تھی) ان کو **مسلسلات** کا نام دیا گیا۔

الغرض علم الحدیث کے جن ماہرین نے اس سلسلے میں خدمات انجام دی ہیں اُن کے مختصر تعارف کے لیے ہم مذکورہ شعبوں کی تاریخ تدوین کو اختصار سے بیان کرتے ہیں۔

علم مصطلح الحدیث میں سب سے پہلے (۱۰) قاضی ابو محمد رامہرمزی، حسن بن عبدالرحمان بن خلاد (متوفی ۳۶۰ ھ) نے **المحدث الفاصل بین الراوی والواعی** کے نام سے کتاب لکھی (۱۱) لیکن اس کتاب میں اس فن کے تمام متعلقہ مطالب موجود نہیں تھے۔

اس کے بعد حاکم نیشاپوری، محمد بن عبداللہ (متوفی ۴۰۳ھ یا ۴۰۵ھ) نے ایک جامع کتاب لکھی اور کا نام **معرفة علوم الحدیث** یا **أصول علم الحدیث** رکھا۔ (۱۲)

بعدازاں ابونعیم اصفہانی (جن کا انتقال پانچویں صدی کے وسط میں ہوا) نے اس میں کچھ افادات کا اضافہ کیا تھا۔ پھر خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) نے اس علم پر دو کتابیں لکھیں۔ پہلی کتاب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

الکفایه فی علم الروایه میں روایت اور مصطلح الحدیث کے قوانین کو بیان کیا (۱۳) اور دوسری کتاب **الجامع** میں شیخ اور سامع کے آداب بیان کئے۔ (۱۴) الغرض علم الحدیث کا کوئی ایسا شعبہ نہیں جس پر خطیب بغدادی نے کوئی کتاب نہ لکھی ہو۔ چنانچہ حافظ ابوبکر بن نقطہ نے لکھا ہے: ''ہر مصنف جانتا ہے کہ حاکم نیشاپوری کے بعد تمام محدثین نے ان کے علمی دسترخوان اور ان کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔''

بعدازاں کئی ایک افراد نے اس علم پر کتابیں لکھیں جن میں حسب ذیل مشاہیر سرفہرست ہیں:

۱۔ قاضی عیاض مالکی اندلسی (متوفی ۵۴۴ھ) جنھوں نے **الالماع** لکھی۔

۲۔ ابوحفص میانجی (متوفی ۵۸۰ھ) جنھوں نے **مالا یسمع المحدث جهله** لکھی۔

۳۔ اس کے بعد حافظ فقیہ ابوعمرو عثمان بن صلاح شہرزوری ساکن دمشق نے مدرسہ اشرفیہ میں درسِ حدیث دیتے ہوئے حاکم نیشاپوری کی کتابوں کو اپنا موضوع بحث بنایا اور اس پر اپنی اور دیگر علماء کی طرف سے مزید مطالب کا اضافہ کیا۔

ابن صلاح نے بعد کے علماء کو متاثر کیا چنانچہ شرف الدین طیبی، حسن بن محمد (متوفی ۷۴۳ھ) نے ابن صلاح کی کتاب کو **الخلاصه** کے نام سے پیش کیا۔ (۱۵) پھر زین الدین عراقی (متوفی ۸۰۶ھ) بدر الدین زرکشی (متوفی ۷۹۴ھ) اور حافظ ابن حجر نے اس میں اپنے افادات کا اضافہ کیا اور ان افادات کا خلاصہ درج ذیل دو کتابوں کی صورت میں سامنے آیا:

۱۔ حافظ عراقی کی **التقیید والایضاح لما اطلق و اغلق من کتاب ابن الصلاح** (۱۶)

۲۔ حافظ ابن حجر کی **الافصاح بتکمیل النکت علی ابن الصلاح**

مندرجہ ذیل علماء نے حافظ ابن صلاح کی کتاب کی تلخیص اور شرح کی ہے:

۱۔ قاضی بدر الدین بن جماعۃ (متوفی ۷۳۳ھ درمصر) اُنھوں نے اپنی کتاب کا نام **المنهل الروی فی الحدیث النبوی** رکھا۔

۲۔ حافظ ابن صلاح کے نواسے عزالدین محمد جماعۃ (متوفی ۸۱۹ھ) نے اس کتاب کی شرح لکھی اور اُس کا نام **المنهج السوی فی شرح المنهل الروی** رکھا۔

۳۔ عمر بن رسلان بلقینی (متوفی ۸۰۵ھ) نے اپنی تلخیص کا نام **محاسن الاصطلاح فی تعیین کتاب ابن الصلاح** رکھا۔

۴۔ محی الدین نووی، یحییٰ بن شرف (متوفی ۶۷۶ھ) نے بھی **تقریب الارشاد الی علم الاسناد**

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کے نام سے اس کتاب کی تلخیص لکھی۔

حافظ زین الدین عبدالرحیم حسین عراقی (متوفی ۸۰۵ھ) نے حافظ ابن صلاح کی کتاب کو منظوم صورت میں پیش کیا اور ایک ہزار اشعار پر مشتمل کتاب **نظم الدرر فی علم الاثر** لکھی۔ (۱۷) بعد میں خود اُنھوں نے **فتح المغیث** (۱۸) کے نام سے اس منظوم کتاب کی پہلی شرح لکھی اور بعد میں اس کی دو مزید شرحیں لکھیں۔

پھر سخاوی نے **فتح المغیث** ہی کے نام سے عراقی کی منظوم کتاب کی شرح لکھی۔ اور سیوطی نے **قطر الدرر** کے نام سے اس کتاب کی شرح لکھی۔

بعد ازاں قطب الدین **خیضری** دمشقی نے **صعود المراقی** لکھی اور شیخ الاسلام ابو یحییٰ زکریا (متوفی ۹۲۸ھ) نے **فتح الباقی** نامی کتاب تحریر کی۔ پھر شیخ علی بن احمد صعیدی عدوی (متوفی ۱۱۸۹ھ) نے اس کتاب پر حاشیہ تحریر کیا۔ سیوطی نے عراقی کی منظوم کتاب **(الفیه)** طرح دوسرا **الفیه** نظم کیا۔

اس علم کے جامع متون میں شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی کی کتاب **نخبة الفکر فی مصطلح اهل الاثر** بہت اہمیت رکھتی ہے۔ حافظ ابن حجر نے اپنی اس کتاب کی شرح بھی **نزهة النظر** کے نام سے خود لکھی۔

پھر شیخ ابو الامداد قانی (متوفی ۱۰۴۱ھ) نے **نزهة النظر** پر **قضاء الوتر من نزهة النظر** کے نام سے حاشیہ لکھا۔ پھر مؤلف کے فرزند کمال الدین محمد نے **نخبة الفکر** کی شرح **نتیجة النظر** کے نام سے تحریر کی۔ علاوہ ازیں کمال الدین محمد خلف تمیمی داری (متوفی ۸۲۱ھ) اور محمد اکرم مکی نے اس کی شرحیں لکھیں۔ پھر مؤلف کی شرح پر علی بن سلطان ہروی قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے شرح لکھی جس کا نام **مصطلحات اهل الاثر** ہے۔

شیخ عبدالرؤف مناوی (متوفی ۱۰۱۲ھ) نے بھی اس کی شرح لکھی جس کا نام **الیواقیت والدرر** ہے۔ اسی طرح شیخ ابو الحسن سندی مدنی (متوفی ۱۱۳۸ھ) نے بھی اس کی ایک شرح لکھی۔

جن علماء نے ''نخبہ'' کو بصورت نظم پیش کیا ان میں کمال الدین شمنی اور شیخ ابو البرکات غزی (متوفی ۹۳۵ھ) اور ابو حامد سیدی عربی (متوفی ۱۰۵۲ھ) شامل ہیں۔

شیخ شہاب الدین ابو العباس احمد بن فرج لخمی اشبیلی (متوفی ۶۹۹ھ) نے ایک قصیدہ لکھا جس میں اس علم کی اصطلاحات کو بھی بیان کیا۔ یہ قصیدہ چونکہ **غرامی صحیح** کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے اس لیے اسے **قصیده غرامیه** کہا جاتا ہے۔ اس قصیدے کی بہت سی شروحات لکھی گئی ہیں ان میں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

شیخ بدرالدین ابن جماعۃ کی شرح ''زوال الترخ بشرح منظومۃ ابن فرج'' اور حافظ قلطوبغا قاسم حنفی کی شرح قابل ذکر ہے۔

بیقونی دمشقی (متوفی ۱۰۸۰ھ) نے **مصطلح الحدیث** کے بارے میں بیقونیہ کے نام سے ایک منظوم کتاب مرتب کی تھی۔ علماء نے اس کی بھی کئی شرحیں لکھی ہیں۔ اس علم کی جامع ترین کتابوں میں سے ایک علامہ جمال الدین قاسمی دمشقی (متوفی ۱۳۳۲ھ) کی کتاب **قواعدالتحدیث** ہے۔ (۱۹)

اس علم کی ایک اور جامع کتاب ڈاکٹر صبحی صالح (متولد ۱۹۵۳ء) استاد دمشق یونیورسٹی کی تالیف ہے جس کا نام **علوم الحدیث و مصطلحه** ہے۔ (۲۰)

علوم الحدیث میں شیعہ علماء کا کردار

حدیث کی رائج اصطلاحات کو سب سے پہلے (سید) ابن طاؤس جمال الدین احمد بن موسیٰ (متوفی ۶۷۳ھ) نے استعمال کیا پھر علامہ حلی جمال الدین ابو منصور حسن بن یوسف (متوفی ۷۲۶ھ) نے ان پر گفتگو کی لیکن ان دونوں بزرگوں نے اس موضوع پر کوئی کتاب نہیں لکھی۔ مذکورہ اصطلاحات کے رائج ہونے کے بعد اس علم پر سب سے پہلے شہید ثانی نے قلم اٹھایا اور ''بدایہ'' نامی کتاب تالیف فرمائی اور خود ہی اس کی شرح بھی لکھی۔ یہ کتاب اگرچہ مختصر ہے مگر اہم فوائد، مطالب اور جامع تحقیق پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ بہت سلیس اور آسان زبان میں لکھی گئی ہے۔

شہید ثانی کے فرزند جمال الدین ابو منصور حسن بن زین الدین (صاحب معالم) نے مذکورہ اصطلاحات کے کچھ حصے پر اپنی کتاب **منتقی الجمان** کے مقدمہ میں بحث کی ہے۔ (یہ کتاب صحیح اور حسن احادیث کا مجموعہ ہے)

پھر (شیخ بہائی کے والد محترم) اور شہید ثانی کے شاگرد عزالدین حسین بن عبدالصمد حارثی نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور **وصول الاخیار الی اصول الاخبار** لکھی پھر ان کے فرزند شیخ بہاؤ الدین (المعروف شیخ بہائی) نے اس علم کی اصطلاحات کے بارے میں ایک کتاب لکھی اور حاج میرزا محمد علی مرعشی شہرستانی حائری (۱۲۸۰ھ ۔ ۱۳۴۴ھ) نے اس کی شرح لکھی۔ واضح رہے کہ شارح موصوف فاضل ایروانی، میرزا رشتی اور میرزا شیرازی کے شاگرد تھے۔ (۲۱)

علاوہ ازیں علامہ سید حسن صدر موسوی اصفہانی (۱۲۷۲ھ ۔ ۱۳۵۴ھ) نے اس کتاب کی مفصل

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

شرح لکھی اور اس کا نام **نهاية الدرايه** رکھا (۲۲)۔ علامہ موصوف اس شرح کے لکھنے سے ۱۳۱۴ھ میں فارغ ہوئے تھے۔ (۲۳)

مذکورہ بزرگ علماء کے علاوہ حسب ذیل علماء نے بھی علم درایہ پر کتابیں لکھی ہیں :

۱۔ میر داماد، میر محمد باقر حسینی استر آبادی نے اس علم پر **الرواشح السماويه** کے نام سے ایک تحقیقی کتاب لکھی۔ (۲۴)

۲۔ فیض کاشانی کے فرزند علم الہدیٰ محمد نے اس علم پر ایک وقیع کتاب لکھی۔ (۲۵)

۳۔ میرازا محمد نے جو ایک اخباری عالم تھے (۲۶) علم رجال پر اپنی کتاب **صحيفة اهل الصفا** کے مقدمے میں اس علم کی اصطلاحات کا جائزہ لیا ہے۔ (۲۷)

۴۔ حاج ملا محمد جعفر استر آبادی المعروف شریعت مدار نے اس علم پر ایک استدلالی کتاب لکھی جس کا نام **لب اللباب** ہے۔

۵۔ ناصر الدین قاچار کے دور کے ایک عالم حاج ملا علی المعروف علامہ کنی نے **توضيح المقال** نامی اپنی کتاب میں درایت کے مباحث پر تحقیقی بحث کی ہے۔ (۲۸)

۶۔ معاصر علماء میں سے مرحوم عماد تہرانی فہرستی، حاج محمد مہدی (جنھوں نے آستان قدس رضوی کے کتاب خانہ کی فہرست کی پہلی تین جلدیں مرتب کی ہیں) نے **امان الحثيث** کے نام سے اس موضوع پر ایک کتاب تالیف کی ہے۔

۷۔ حاج سید محمد عصار نے درایت الحدیث اور اصول رجال پر **تلخيص المقال** کے نام سے کتاب لکھی ہے۔ دیکھئے : فہرست آستان قدس شمارہ ۱۰۶ درایہ خطی

۸۔ حاج مروج الاسلام کرمانی شیخ علی اکبر نے فارسی زبان میں **هداية المحدثين** نامی کتاب لکھی۔ پھر انھوں نے اس کتاب پر نظر ثانی کرتے ہوئے کچھ اضافے کئے اور **هدية المحصلين** یا درایہ فارسی کے نام سے کتاب لکھی جو تہران سے شائع ہوئی ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حواشی وتشریحات

(۱) حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا پہلا سال، جنگ یمامہ کے بعد

(۲) ۲۵ ہجری میں

(۳) پانچ یا اس سے زیادہ نسخے

(۴) مؤلف ہذا کی کتاب **علم الحدیث** دیکھئے۔

(۵) ممکن ہے دستہ اول میں ابن عمر سے عبداللہ بن عمر اور دوسرے دستے میں عبیداللہ بن عمر مراد ہوں۔ ابن عباس کے متعلق یہ احتمال ہے کہ کتابتِ حدیث کو جائز قرار دینے والوں میں عبداللہ بن عباس شامل ہوں اور کتابتِ حدیث کی مخالفت کرنے والوں میں عبیداللہ بن عباس شامل ہوں۔ کتابتِ حدیث کے مخالفین میں عبداللہ بن عباس کا نام شامل نہیں ہوسکتا کیونکہ ان کی بیان کردہ روایات کی تعداد بہت زیادہ ہے جو کتب حدیث میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

(۶) تقیید العلم ص ۵۰۔ طبقات ابن سعد ص ۲۰۶

(۷) طبقات ج ۲، ص ۱۳۴۔ ارشاد الساری ج ۱، ص ۶۔ علم الحدیث ص ۱۷

(۸) علم الحدیث ص ۱۳

(۹) کافی ج ۱، ص ۵۲

(۱۰) ابن خلدون کے مطابق اس علم کو سب سے پہلے حاکم نیشاپوری نے مدون کیا تھا مگر جو کچھ ہم نے لکھا ہے وہ زیادہ قوی ہے کیونکہ رامہرمزی کی وفات حاکم سے ۴۵ سال پہلے ہوئی تھی۔

(۱۱) آستان قدس رضوی کے کتابخانے کی فہرست میں اس کتاب کا نام **المحدث الفاضل** لکھا ہوا ہے لیکن بظاہر کتاب کا نام وہی ہے جسے ہم نے **نخبۃ الفکر** اور **کشف الظنون** سے نقل کیا ہے اس کا قدیمی نسخہ علماء کے خطوط، قراءت اور اجازۂ روایت کے ساتھ آستان قدس کے کتابخانے میں کتب رجال شمارہ ۳۱ پر موجود ہے۔ اسی کتاب کا ایک اور نسخہ دمشق کے کتابخانے ظاہریہ میں حدیث کے خانے میں ۴۰۰ نمبر پر موجود ہے اور اس کا ایک نسخہ تکیہ اخلاصیہ حلب میں بھی موجود ہے۔

(۱۲) اس کتاب کا ایک نسخہ ایاصوفیائی لائبریری استنبول میں شمارہ ۴۰۴۴ میں موجود ہے۔ (بحوالہ ریحانۃ الادب ج ۵، ص ۲۷۸) یہ کتاب ڈاکٹر سید معظم حسین ڈین علوم اسلامی بنگالہ کالج کے مقدمہ اور حواشی کے ساتھ ۱۹۳۷ء میں **دار الکتب المصریہ قاہرہ** سے شائع ہوچکی ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۳) یہ کتاب ۱۳۵۷ھ میں جمعیت دائرۃ المعارف عثمانیہ، حیدرآباد دکن (ہندوستان) کی زیر نگرانی شائع ہوچکی ہے۔

(۱۴) اس کتاب کا ایک نسخہ بلدیہ اسکندریہ کے کتابخانے میں نمبر ۳۱۱۷ پر موجود ہے۔

(۱۵) اس کتاب کا ایک نسخہ کتب رجال کے انیسویں شمارہ میں ۸۵۴ نمبر کے تحت کتابخانہ آستان قدس رضوی میں موجود ہے۔

(۱۶) یہ کتاب حلب (شام) سے شائع ہوچکی ہے۔

(۱۷) اس کتاب کا ایک نسخہ رجال کے چوتھے شمارے میں کتابخانہ آستان قدس رضوی میں موجود ہے۔ مذکورہ نسخے پر تاریخ کتابت ۹۹۴ھ تحریر ہے اور نادر شاہ کے توسط سے وقف ہوا ہے۔

(۱۸) یہ کتاب دہلی سے شائع ہوچکی ہے۔

(۱۹) یہ کتاب محمد بہجت البیطار، مجمع علمی عربی کی تعلیقات و تصحیح کے ساتھ ۱۳۸۰ھ میں قاہرہ، مصر سے شائع ہوچکی ہے۔

(۲۰) یہ کتاب ۱۳۷۹ھ میں دمشق سے شائع ہوئی ہے۔

الجمان جمانہ کی جمع ہے اور جمانہ کا مطلب ہے موتی۔

(۲۱) یہ شرح چار فقہی رسائل سمیت مؤلف نے ۱۳۲۰ھ میں تہران سے شائع کی ہے۔

(۲۲) فہرست کتابخانہ آستان قدس رضوی ج ۶

(۲۳) یہ شرح ۱۳۲۳ھ میں لکھنو سے شائع ہوئی ہے۔

(۲۴) میر باقر داماد نے **الرواشح السماویة** کے نام سے **کافی** کی شرح لکھی تھی۔ اس کتاب کے مقدمے میں اُنھوں نے علم درایہ کی اصطلاحات پر تحقیقی بحث کی ہے مگر مؤلف **کافی** کی شرح لکھنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ دیکھئے: الذریعہ، کلمہ الرواشح السماویہ اور شرح الکافی کے ذیل میں۔ رواشح ایران میں لیتھو Litho پر چھپی ہے۔

(۲۵) اس کتاب کا ایک نسخہ جامع مسجد گوہرشاد مشہد کے کتابخانے میں موجود ہے۔

(۲۶) یہ میرزا محمد استر آبادی صاحبِ **منہج المقال** المعروف رجال کبیر (متوفی ۱۰۲۸ھ) کے علاوہ دوسری شخصیت ہیں۔

(۲۷) اس کتاب کا ایک نسخہ کتابخانہ آستان قدس رضوی کے کتابخانے میں شمارہ ۹۴ پر موجود ہے۔

(۲۸) یہ کتاب رجالِ بوعلی (**منتهی المقال**) کے ضمیمے کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

علم دِرایت یا مصطلح الحدیث

علم الحدیث وہ علم ہے جس سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ائمہ طاہرینؑ کے اقوال و افعال (۱) اور احوال (۲) یا تقریر کی پہچان ہوتی ہے۔ (۳)

ہم تک جو احادیث پہنچی ہیں وہ معصومینؑ کے فرامین کے ساتھ اُن واسطوں (راویوں) کے ناموں پر مشتمل ہیں جنھوں نے معصومین سے اُنھیں نقل کیا اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ علم الحدیث اُن قوانین کا علم ہے جن سے روایت کی سند اور متن کی پہچان ہوتی ہے۔ (۴)

علم الحدیث دو حصوں یعنی **روایۃالحدیث** اور **درایۃالحدیث** میں تقسیم ہوتا ہے کیونکہ اس کا جو حصہ سند (سلسلۂ رواۃ) سے مربوط ہے اسے روایۃ الحدیث یا اُصول الحدیث کہا جاتا ہے اور اس کا جو حصہ کلامِ معصوم کے فہم سے متعلق ہے اسے درایۃ الحدیث کہا جاتا ہے۔

روایت الحدیث وہ علم ہے جس میں معصوم سے حدیث کے اتصال کی کیفیت بیان کی جاتی ہے یعنی راویوں کے احوال (کہ عادل تھے یا مجروح) اور سند کی کیفیت (کہ متصل ہے یا منقطع) کے علاوہ دیگر امور پر بحث کی جاتی ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں:

۱۔ علم رجال

۲۔ مصطلح الحدیث

درایۃ الحدیث میں متنِ حدیث کے الفاظ، اُن کی شرح، حدیث کے مطلق یا مقید ہونے، عام و خاص ہونے اور معارض ہونے یا نہ ہونے پر بحث کی جاتی ہے۔ اگر اس کا نام **فقہ الحدیث** رکھا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔ (۵)

روایۃ الحدیث یا اُصول الحدیث کے متعلق ہم نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ دو شعبوں یعنی علم رجال اور مصطلح الحدیث میں تقسیم ہوتا ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۱۔ اگر سند کے ایک ایک راوی پر عدالت اور وثاقت کے لحاظ سے ان کی روایت اور نقل پر بحث کی جائے تو اسے **علم رجال** کہا جاتا ہے۔

۲۔ اگر راویوں کے توسط سے نقل حدیث کی کیفیت یعنی حدیث کی زنجیر کے حلقوں کے متصل یا منقطع ہونے یا سند کے موجود ہونے یا ارسال پر بحث کی جائے تو اسے مصطلح الحدیث یا درایہ کہا جاتا ہے۔ (۶) (۷) لیکن اس کے لیے پہلا نام زیادہ موزوں ہے کیونکہ فہم معانی کو درایۃ کہا جاتا ہے اور اصطلاحات سے آگہی کے لیے مصطلح الحدیث کا نام ہی مناسب ہے (جو کہ ہماری بحث کا موضوع ہے) (۸)

علم درایت کے مبادی

عام طور سے متقدمین کا طریقۂ تالیف یہ تھا کہ وہ بحث کے متعلقہ علم کی تعریف کے بعد اختصار سے تین چیزوں کو بیان کرتے تھے۔

۱۔ اس علم کا موضوع

۲۔ اس علم کو کس نے مدون کیا

۳۔ اس علم کا فائدہ اور غرض

ان بزرگوں کی پیروی کرتے ہوئے ہم علم مصطلح الحدیث کے مبادی کے متعلق گفتگو کرتے ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ عربیت یعنی ادبیات عرب

۲۔ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت

۳۔ دو اُصولوں (اُصول دین اور اُصول فقہ) کی اجمالی معرفت

۴۔ علم فقہ سے مختصر واقفیت

علم درایت کی تعریف

علم درایہ میں حدیث کی سند، متن، اس کے حصول کی کیفیت اور نقل حدیث کے آداب پر گفتگو کی جاتی ہے۔ (۹) علم درایہ کا موضوع سند اور متنِ حدیث ہے۔ (۱۰)

اس علم کے بانی اور مدون قاضی ابو محمد رامہرمزی (۱۱) (متوفی ۳۶۰ھ) ہیں (۱۲) جنھوں نے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

المحدث الفاصل بین الراوی والواعی لکھی ہے۔ (۱۳)

اس علم کا فائدہ اور مقصد یہ ہے کہ مقبول اور مردو احادیث کی شناخت ہو سکے۔ (۱۴)

سند یعنی راویوں کا ''سلسلہ'' جس کی کڑیاں متنِ حدیث کو معصوم تک پہنچاتی ہیں۔ (۱۵)

لفظ سند کی وجہ تسمیہ

سلسلۂ رواۃ کو اس لیے سند کہا جاتا ہے کہ اثباتِ حدیث کے وقت ان کے بیان کردہ متن اور نقل سے استناد کیا جاتا ہے کیونکہ سند، حدیث کے اعتبار کا وسیلہ ہوتی ہے اسی لیے معتبر شخص کو بھی ''سند'' کہا جاتا ہے مثلاً ہم کسی کے متعلق کہتے ہیں: ''فلاں سند'' یعنی فلاں شخص قابل اعتماد ہے۔ (۱۶) یا یہ کہ حدیث سند کے ذریعے ہی معصوم سے منسوب ہوتی ہے۔

عربی میں کہا جاتا ہے: **اسند الیه** یعنی اس کی طرف نسبت دی گئی۔

کچھ علماء **سند** اور **اسناد** کو ایک ہی سمجھتے ہیں (۱۷) لیکن بظاہر سند کے ساتھ نقل حدیث کو اسناد کہا جاتا ہے جیسا کہ میر سید شریف جرجانی، جلال الدین سیوطی اور میر داماد کہتے ہیں: **الاسناد رفع الحدیث الی قائله بالتناول** یعنی راویوں کے مختلف طبقات کے ذریعے حدیث کو اُس کے اصلی متکلم تک پہنچانے کو اسناد کہا جاتا ہے۔

متنِ حدیث

وہ کلام جسے آخری راوی نقل کرے یعنی وہ کلام جس میں حدیث کے مطلب کا اصل مفہوم موجود ہے (۱۸) خواہ اس کا تعلق اقوالِ معصوم سے ہو یا اس کے کردار کی حکایت سے ہو۔ (۱۹)

کیفیت تحمل حدیث: یعنی حدیث، شیخ (استاد الحدیث) سے یہاں تک کیسے پہنچی؟ کیا راوی نے حدیث شیخ سے سنی تھی یا اُس کے سامنے پڑھ کر سنائی تھی یا اس کے لیے کوئی اور طریقہ اختیار کیا تھا۔

حدیث

حدیث (۲۰) کی جمع احادیث (۲۱) ہے۔

اصطلاح میں اُس کلام کو حدیث کہا جاتا ہے جو معصوم کے قول، فعل یا تقریر کی حکایت

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کرے۔ (۲۲) حدیث کو خبر، سند، روایت اور اثر بھی کہا جاتا ہے۔

کچھ علماء نے لفظ حدیث کو کلام معصوم سے مخصوص کیا ہے اور خبر کو غیر معصوم سے منقول کلام سے مخصوص قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن مؤرخین نے واقعات کو اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے اُنھیں محدثین کے مقابلے میں اخباری کہا جاتا ہے۔ (۲۳)

خبر کو حدیث کہنے کی وجہ بظاہر یہ ہے کہ یہ لفظ قرآن کے مقابل ہے کیونکہ قرآن اور حدیث دونوں میں احکامِ الٰہی بیان ہوئے ہیں۔ سنی اکثریت قرآن کو قدیم مانتی ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صادر ہونے والے احکام کو کلام قدیم یعنی قرآن کے مقابلے میں حدیث کہتے ہیں (۲۴) مجمع البحرین میں حدیث کو کلام کا مترادف کہا گیا اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ خبر میں جدت اور حدوث پایا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ وجہ تسمیہ کی بنا پر حدیث، قول معصوم سے مخصوص نہیں ہوتی کیونکہ اس کا اطلاق ہر جدید اور نئے کلام پر ہو سکتا ہے۔

ممکن ہے کہ نبی اور امام کے قول کو حدیث اس لیے کہا جاتا ہو کہ یہ قوانینِ الٰہی کی تشریع میں تازگی اور جدت رکھتا ہے۔ قرآن کریم کو بھی اس کی تازگی اور جدت کی وجہ سے لفظ حدیث سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد اقدس الٰہی ہے:

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ اگر یہ کفار سچے ہیں تو ایسا کلام تو بنا لائیں۔

(سورۂ طور: آیت ۳۴)

فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ اب اس کے بعد یہ کون سی بات پر ایمان لائیں گے۔

(سورۂ مرسلات: آیت ۵۰) (۲۵)

یا پھر حدیث اپنے لغوی معنی جو کہ کلام ہے میں قولِ رسول اور قولِ امام کے لیے استعمال ہوا ہے البتہ ابتدا میں حدیث کے بعد اس کے مضاف الیہ مثلاً رسول یا امام کو بھی بیان کرتے ہوئے یوں کہا جاتا تھا کہ یہ حدیث رسول ہے یا یہ حدیث امام ہے لیکن بعد میں قرینہ حال یا مقال کی وجہ سے مضاف الیہ کو حذف کیا جانے لگا اور آہستہ آہستہ عرفِ محدثین میں یہ حقیقی معنی بن گیا اور بغیر کسی قرینے کے قولِ معصوم کی طرف منصرف ہو گیا۔ (۲۶)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

خبر

خبر مخبر بہ (جس چیز کی خبر دی گئی ہو) کے معنی میں آیا ہے۔ تاج العروس میں کہا گیا ہے کہ ''خبر'' وہ چیز ہے جو کسی دوسرے سے منقول ہو اور اہل ادب نے اس میں سچ اور جھوٹ کے احتمال کی قید کا اضافہ کیا ہے (۲۷) لیکن علم درایت میں یہ لفظ حدیث کے مترادف کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

سنت

لغت میں طریقے یا پسندیدہ طریقے کو سنت کہا جاتا ہے لیکن علم حدیث میں اس سے مراد معصوم کا قول، فعل یا تقریر ہے۔

تقریر کا مطلب ہے کہ معصوم کے سامنے آدمی کوئی کام کرے اور معصوم اسے دیکھ کر خاموش رہے یا اس کی اجازت دیدے۔ (۲۸)

اہل سنت اور کچھ دیگر علماء کہتے ہیں کہ تقریر، عمومی گفتگو اور روزمرہ کے افعال معیار نہیں ہیں بلکہ اس سے وہ اقوال اور افعال مراد ہیں جن کا تعلق حکمِ شرعی سے ہو۔ (۲۹)

امام کی تقریر اس لیے حجت ہے کہ امام معصوم غلط کام پر خاموش نہیں رہ سکتا مگر یہ کہ جہاں تقیہ خاموش رہنے کا تقاضا کرے۔ پھر امام کے لیے خاموش رہنا جائز ہے۔ (۳۰)

کتاب اللہ کے مقابلے میں سنت کا اطلاق معصوم کے فعل اور تقریر پر ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر جو طریقہ معصوم کی طرف منسوب ہو اُسے سنت کہا جاتا ہے۔ (۳۱)

بعض اوقات لفظ سنت ''واجب'' کے مقابلے میں آتا ہے اور اس سے مستحب عمل مراد ہوتا ہے لیکن علم الحدیث میں اس لفظ کا اطلاق زیادہ تر پہلے معنی پر کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت احادیث کی اہم کتابوں کو لفظ ''سنن'' سے تعبیر کیا جاتا ہے مثلاً سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور سنن بیہقی فقہ میں یہ لفظ (سنت) عام طور پر مستحب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

روایت

لفظ روایت حدیث کے معنی میں ہے۔ مجمع البحرین میں مرقوم ہے: روایت، اس خبر کو کہا جاتا ہے جو بطریقِ نقل معصوم تک پہنچتی ہو۔ یہ لفظ زیادہ تر اشعار، نقل، قاریوں کی قراءت اور عربی ادب کے مقالات کے نقل کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ (۳۲)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اثر

کتبِ لغت (۳۳) میں لفظ ''اثر'' کو حدیث، روایت اور خبر کا مترادف سمجھا جاتا ہے لیکن کچھ علماء نے (۳۴) لفظ اثر کو صحابہ سے منقول روایات سے مخصوص کیا ہے۔ (۳۵)

علامہ قاسمی دِمشقی نے قواعد التحدیث میں اس اصطلاح کو خراسان کے محدثین سے منسوب کیا ہے۔

حدیث قدسی

اس سے مراد وہ حدیث ہے جس کی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے روایت کریں یعنی جس کا مضمون اور مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے قلب اطہر پر القا ہوا ہو اور آپ مفہوم کو اپنے الفاظ میں بیان فرمائیں (۳۶) لہٰذا حدیث قدسی کے الفاظ کے ذریعے مثل لانے کا چیلنج نہیں دیا گیا اور نہ ہی اس میں اعجازی کیفیت ہے۔ اس کے برعکس قرآن کے الفاظ وحی ہوتے ہیں اور اس کے الفاظ کو دوسرے الفاظ سے بدلنا جائز نہیں اور لوگ اس کی مثال لانے سے قاصر ہیں۔

تھانوی نے فوائد امیر حمید الدین سے قرآن اور حدیث قدسی کے یہ چھ فرق بیان کئے ہیں:

۱۔ قرآن معجزہ ہے، لیکن حدیثِ قدسی معجزہ نہیں۔

۲۔ نماز میں قرآن کی تلاوت ضروری ہے لیکن حدیثِ قدسی کو نہیں پڑھا جا سکتا۔

۳۔ قرآن کا منکر کافر ہے لیکن حدیثِ قدسی کا منکر کافر نہیں۔

۴۔ قرآن جبریلؑ کے توسط سے نازل ہوا لیکن حدیثِ قدسی کو جبریلؑ نہیں لائے۔

۵۔ قرآن اپنے مخصوص الفاظ کے ساتھ لوح محفوظ سے نازل ہوا ہے لیکن حدیثِ قدسی میں ممکن ہے کہ الفاظ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوں۔

۶۔ قرآن کے الفاظ کو وضو کے بغیر چھونا حرام ہے لیکن حدیثِ قدسی کے لیے وضو کی شرط نہیں۔

قواعد التحدیث کے صفحہ ۶۵ پر قرآن اور حدیثِ قدسی میں ایک اور فرق بھی بیان کیا گیا ہے کہ حدیثِ قدسی کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچانے کے لیے کسی خاص کیفیت کی شرط نہیں۔ ممکن ہے کہ حدیثِ قدسی آپ پر نیند کی حالت میں القاء ہو یا بیداری کی حالت میں کسی فرشتے کے توسط سے اس کا مفہوم آپ کے دل میں القاء کیا گیا ہو جسے **القاء فی الروع** کہا جاتا ہے۔

اربعین نووی کی شرح میں حدیث ابوذرؓ کے ضمن میں ابن حجر ہیثمی لکھتے ہیں:

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو احادیثِ قدسیہ نقل ہوئی ہیں اُن کی تعداد ۱۰۰ سے زیادہ ہے جن میں سے بعض کو کچھ علماء نے اپنی کتابوں میں جمع کیا ہے۔

استاد محمد الصباغ اپنی کتاب **الحدیث النبوی** کے ص ۳۱ پر لکھتے ہیں:

۱۳۸۹ھ میں مصر کی **المجلس الاعلیٰ للشؤن الاسلامیہ** نے صحاح ستہ اور مؤطا سے چار سو احادیث جمع کیں اور اُنھیں **الاحادیث القدسیہ** کے نام سے دو جلدوں میں شائع کرایا۔ شیعہ علماء میں سے شیخ حر عاملی (متوفی ۱۱۰۴ھ) نے ایک کتاب **الجواهر السنیة فی الاحادیث القدسیة** لکھی جس میں اُنھوں نے اُن احادیثِ قدسیہ کو جمع کیا جو طریق امامیہ سے منقول ہیں۔ یہ کتاب ۱۳۰۲ھ میں ممبئی اور بعد میں نجف اشرف سے شائع ہوئی ہے۔

ان الفاظ کے استعمال کی کیفیت

حدیث باب تفعیل سے مشدد استعمال کیا جاتا ہے مثلاً کہا جاتا ہے: **حَدَّثَهُ بِكَذَا وحَدَّثَهُ كَذَا** یعنی اس نے فلاں کو اس کی خبر دی ہے۔ (۳۷)

خبر باب افعال اور تفعیل دونوں سے آیا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے:

خَبَّرَهُ وَأَخْبَرَهُ الشَّيْءَ یا أَخْبَرَهُ بِالشَّيْءِ یعنی اُس نے کسی چیز کی خبر یا اطلاع دی۔

روایت صرف باب ضَرَبَ ثلاثی مجرد سے استعمال ہوتا ہے۔ اگر صرف راوی نے استاد (شیخ) سے حدیث سنی ہو تو محدثین **حَدَّثَنِي** اور اگر سماع میں راوی کے ساتھ اور لوگ بھی شریک ہوں تو **حَدَّثَنَا** کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور اگر راوی نے شیخ کے سامنے روایت پڑھی ہو تو وہ **أَخْبَرَنِي** کہتے ہیں اور اگر راوی کے ساتھ دیگر افراد بھی روایت سنانے میں شریک ہوں تو وہ **أَخْبَرَنَا** کہتے ہیں۔ (۳۸)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حواشی وتشریحات

(۱) فعل امام اگر ''بیانِ حکم'' کے عنوان سے صادر ہوا ہو تو حجت ہے لیکن اگر امام کسی عمل کو ابتداءً بجا لائے تو وہ حجت نہیں البتہ اتنا ضرور ہے کہ امام کا فعل اُس عمل کے جائز ہونے پر دلالت کرتا ہے اور اگر اس کا تعلق عبادات سے ہو تو اس عمل کے پسندیدہ ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔

(۲) ''احوال معصوم'' سے زیادہ تر وہی تقریر اور عملی تائید مراد ہے۔ بالفاظ دیگر جب کوئی شخص امام کی موجودگی میں مشروع ہونے کے عنوان کوئی عمل کرے تو اس صورت میں تقریر امام حجت ہوگی کیونکہ معصوم کسی ناجائز کام کی تائید نہیں کرتا۔

(۳) شرح صحیح بخاری از کرمانی۔ کشف الظنون، قائمہ ۶۳۵۔ کشاف اصطلاحات الفنون ج ۱، ص ۲۸۔ وصول الاخیار ص ۷۷۔ مؤلف کی طرف سے تھوڑے تصرف کے ساتھ۔

(۴) ابن جماعہ بہ نقل سیوطی در تدریب الراوی ص ۵

محمد بن عبد الباقی زرقانی لکھتے ہیں **علم الحدیث علم بقوانین یعرف بها احوال السند والمتن من صحة و حسن و ضعف و علو و نزول و کیفیة التحمل والاداء و صفات الرجال** یعنی علم الحدیث اُن قوانین کا علم ہے جن کے ذریعے سند اور متن کے احوال یعنی صحت، حسن، ضعف، بلندی، پستی، کیفیت تحمل، ادائیگی اور صفاتِ رجال کی پہچان ہو سکے۔ (شرح بیقونیہ ص ۹)

علوم الحدیث میں حسب ذیل علوم شامل ہیں:

۱۔ مصطلح الحدیث ۲۔ تاریخ الرجال ۳۔ علم جرح و تعدیل ۴۔ مختلف الحدیث

۵۔ علل الحدیث ۶۔ ناسخ و منسوخ ۷۔ غریب الحدیث۔

ان میں سے ہر ایک موضوع پر علماء نے کتابیں لکھی ہیں۔ اس سلسلے میں آپ **الحدیث النبوی** کا مطالعہ فرمائیں۔

(۵) مناسب ہے کہ یہاں بزرگوں کے بیان کردہ علم حدیث کی تعاریف کو نقل کیا جائے:

۱۔ عزالدین بن جماعہ فرماتے ہیں: **علم الحدیث علم بقوانین یعرف بها احوال السند والمتن و موضوعه السند والمتن و غایته معرفة الصحیح من غیره** علم حدیث اُن قوانین کا علم ہے جن کے ذریعے سند اور متن کے احوال کو پہچانا جائے اور اس کا موضوع سند اور متن ہے اور اس کا مقصد صحیح اور غیر صحیح حدیث کی شناخت ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۲۔ ابن اکفانی فرماتے ہیں : علم الدراية علم يعرف منه حقيقة الرواية و شروطها و انواعها و احكامها و حال الرواة و شروطهم و اصناف المرويات وما يتعلق بها علم درایت وہ علم ہے جس کے ذریعے روایت اور اس کی شرائط، قسمیں، احکام، راویوں کے احوال و شرائط اور مرویات کی اقسام اور ان کے متعلقات کو پہچانا جاتا ہے۔

سیوطی مذکورہ بالا عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں : حقيقة الراوى نقل السنة و نحوها و شروطها : تحمل راويها لما يرويه بنوع من انواع التحمل من سماع او عرض او اجازه و نحوها و انوعها : الاتصال و الانقطاع و نحوها و احكامها : القبول والرد۔ و حال الرواة العدالة والجرح و شروطهم فى التحمل فى الاداء و اصناف المرويات : المصنفات من المسانيد و المعاجم والاجزاء و غيرها وما يتعلق بها : هو معرفة اصطلاح اهلها "حقیقت راوی" سے سنت وغیرہ کی نقل مراد ہے۔ شروطها سے راوی کا وہ تحمّل مراد ہے جس کے ساتھ وہ روایت کر رہا ہے جس میں سماع اور عرض (شیخ کے سامنے حدیث پیش کرنا) جیسی چیزیں شامل ہیں۔ انواعها سے حدیث متصل اور منقطع مراد ہیں۔ احكامها سے قبول اور رد ہونا مراد ہے۔ حال الرواة کے معنی عدالت اور جرح کے ہیں۔ شروطهم سے تحمّل فی الاداء اور اصنافِ مرویات سے مسانید، معاجم اور اجزا وغیرہ کا جاننا مراد ہے اور وما يتعلق بها سے محدثین کی اصطلاحات کا جاننا مراد ہے۔

(نقل از تدریب الراوی ص ۵۔ قواعد الحدیث ص ۷۵)

(۶) ابن اکفانی نے مصطلح الحدیث کو درایۃ الحدیث کا نام دیا ہے۔ (مقدمہ تحفۃ الاحوزی ص ۲) ابن اکفانی کو بعض اوقات اکفانی بھی کہا جاتا ہے۔ وہ علمائے بخارا میں سے تھے اور حکمت، ریاضیات، طب، تاریخ اور حدیث کے استاد سمجھے جاتے تھے۔ اُن کا نام محمد بن ابراہیم اور کنیت شمس الدین تھی۔ اُن کی وفات ۷۴۹ھ میں ہوئی۔ اُن کی مطبوعہ اہم تالیفات میں ارشاد القاصد کو خصوصی اہمیت حاصل ہے جس میں مختلف علوم پر بحث کی گئی ہے۔ (ریحانۃ الادب)

(۷) علم رجال اور علم درایت میں فرق یہ ہے کہ علم درایت میں احوالِ سند پر مختصر گفتگو ہوتی ہے جبکہ علم رجال میں ایک ایک راوی پر تفصیل سے گفتگو کی جاتی ہے۔ بالفاظ دیگر علم درایت میں بحث کی نوعیت کبروی اور علم رجال میں صغروی ہے۔ علم رجال کی تعریف میں کہا گیا ہے :

ما وضع لتشخيص رواة الحديث ذاتاً و وصفاً علم رجال وہ علم ہے جو روایت حدیث کی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تشخیص کے لیے ذاتاً اور وصفاً وضع کیا گیا ہو۔

یہاں وصف سے مراد وہ مدح یا مذمت ہے جس کی نسبت راوی کی طرف دی جاتی ہے۔

(۸) جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: **حدیث تدریہ خیر من الف ترویہ** ایک حدیث جسے تم سمجھ لو وہ ایسی ہزار احادیث سے بہتر ہے جن کی تم روایت کرتے ہو۔

امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان ہے:

اعرف منازل الشیعة علی قدر روایتھم و معرفتھم فان المعرفة ھی الدرایة للروایة و بالدرایات للروایات یرتقی المؤمن الی اقصی درجات الایمان شیعوں کی قدر و منزلت کا تعین اُن کی روایت اور معرفت سے کرو کیونکہ معرفت، روایت کی درایت کا نام ہے اور روایات کی درایات کے ذریعے مومن، ایمان کے آخری درجات تک پہنچتا ہے۔ (نوادر فیض ص ۳۱)

(۹) **ھو علم یبحث عن سند الحدیث و متنه و کیفیة تحمله و آداب نقل** یہ ایک ایسا علم ہے جس میں حدیث کی سند، متن، اس کے تحمل کی کیفیت اور نقل کے آداب پر بحث کی جاتی ہے۔

(وجیزہ شیخ بہائی۔ **مقیاس الدرایة، ھدیة المحصلحین**)

(۱۰) **ھو علم یتعرف مه انواع الروایة و احکامھا و شروط الرواة و اصناف المرویات و استخراج معانیھا** یہ وہ علم ہے جس سے روایت کی اقسام اور اس کے احکام، راویوں کی شرائط، مرویات کی اقسام اور ان کے معانی کے استخراج کی پہچان کی جا سکے۔ (تحفة الاحوزی، مقدمہ)

شہید ثانی نے درایت کی تعریف میں کہا ہے: **ھو علم یبحث فیه عن متن الحدیث و طرقه و ما یحتاج الیه من شرائط القبول والرد** یہ وہ علم ہے جس میں متنِ حدیث، اس کے طرق اور قبول و رد کے لیے ضروری شرائط سے بحث کی جاتی ہے۔ (درایہ، شہید ثانی ص ۱)

(۱۱) شہید ثانی درایت کا موضوع راوی اور روایت کو قرار دیتے ہیں۔ اُن سے قبل ابن حجر نے علم الحدیث کی تعریف میں لکھا تھا: **معرفة القواعد المعرفة بحال الراوی والمروی** علم حدیث قواعد کی شناخت اور راوی اور مروی کے حال کی پہچان کو کہا جاتا ہے۔ (تدریب الراوی ص ۵)

البتہ یہ جاننا ضروری ہے کہ متنِ حدیث جو کہ درایت کا موضوع ہے، وہ سند کی وجہ سے موردِ بحث بنتا ہے لہٰذا اس بنا پر سند اور متن سے راوی اور مروی ہی مراد ہیں (دائرة المعارف فرید وجدی مقدمہ معرفة علم الحدیث نیز حاکم نیشاپوری اور مؤلف کی کتاب علم الحدیث)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۲) کشف الظنون، مقدمہ کتاب (المحدث الفاصل بین الراعی والواعی)

(۱۳) اس کا ایک نسخہ کتابخانہ آستانِ قدس رضوی میں موجود ہے۔ علاوہ ازیں دو جلدوں پر مشتمل ایک عکسی نسخہ مطبوعہ ۵٦۸ھ جسے کتابخانہ امیر فاروق کے نسخے سے نقل کیا گیا ہے قاہرہ کے دارالکتب المصریہ میں موجود ہے۔ یہ ماضی قریب میں شائع بھی ہوا ہے۔

(۱۴) درایۃ شہید: **و غایته معرفة الصحیح من غیرہ** اس کا مقصد صحیح اور غیر صحیح حدیث کی پہچان ہے۔ (تدریب الراوی ص ۵)

(۱۵) **والسند طریق المتن وھو جملة من رواہ** سند، طریق متن کو کہا جاتا ہے اور وہ اس کی روایت کا حصہ ہے۔ (درایۃ شہید)

و سلسلة رواته الی المعصوم سندہ (وجیزہ) راویوں کا سلسلۂ سند معصوم تک ہونا چاہیے۔

والسند الاخبار عن طریق المتن کالاسناد لدی فریق (سیوطی) **ھو الاخبار عن طریق المتن** (ابن جماعہ اور طیبی) سند طریق متن کی خبر دینے کا نام ہے جیسا کہ ایک جماعت کے ہاں اسناد کی یہی تعریف ہے۔ (سیوطی) وہ طریقِ متن کی خبر دینے کا نام ہے۔ (ابن جماعہ اور طیبی)

(۱٦) **فسمی الاخبار عن طریق المتن سند الاعتماد الحفاظ فی صحة الحدیث و ضعفه علیه** طریقِ متن کی خبر دینے کو سند کہا جاتا ہے کیونکہ حفاظ حدیث، حدیث کی صحت اور ضعف جاننے کے لیے اسی پر اعتماد کرتے ہیں۔ (تدریب الراوی ص ۴)

(۱۷) ابن جماعہ کہتے ہیں: **المحدثون یستعملون السند والاسناد لشیء واحد** محدثین ایک ہی چیز کو سند اور اسناد دونوں ناموں سے تعبیر کرتے ہیں۔

(۱۸) **ما یتقوم به الحدیث متنه** (وجیزہ، شیخ بہائی) جن الفاظ کے ذریعے حدیث تشکیل پاتی ہے اس کو متنِ حدیث کہا جاتا ہے۔

ابن جماعہ کہتے ہیں: **ھو ما ینتھی الیه غایة السند من الکلام** وہ کلام جس پر سند کا مقصد اختتام پذیر ہو اُسے متن کہا جاتا ہے۔ (تدریب الراوی ص ٦)

(۱۹) گھوڑے اور سواری کے دیگر دوسرے جانوروں کی پیٹھ کو متن کہا جاتا ہے۔ حدیث کے الفاظ کو متن اس لیے کہا جاتا ہے کہ جس طرح سواری کے لیے گھوڑے کی پیٹھ ضروری ہے اس طرح حدیث سے استفادے کا دارومدار اُس کے متن پر ہوتا ہے۔ (مقیاس الدرایہ)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۲۰) قاموس میں ہے کہ خبر اور نئی چیز کو حدیث کہا جاتا ہے۔ مصباح المنیر میں لکھا ہے الحدیث ما یتحدث بہ وینقل وہ کلام جو بولا اور نقل کیا جائے اُسے حدیث کہا جاتا ہے۔

مجمع البحرین میں حدیث کو کلام کا مترادف کہا گیا ہے۔

تدریب الراوی اور کاشف اصطلاحات الفنون میں لکھا ہے: **الحدیث لغۃ ضد القدیم و یستعمل فی قلیل الکلام و کثیرہ** لفظ حدیث لغت میں قدیم کی ضد ہے، کلام کم ہو یا زیادہ اسے حدیث ہی کہا جاتا ہے۔

(۲۱) قراء کہتے ہیں کہ احادیث احدوثہ کی جمع ہے لیکن قاعدے کے خلاف اسے لفظ حدیث کی جمع کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ کاشف کے مؤلف احادیث کو اسم جمع قرار دیتے ہیں۔ ابو حیان کہتے ہیں کہ احادیث، حدیث کی خلاف قاعدہ جمع ہے جیسا کہ لفظ اباطیل باطل کی جمع ہے۔ (قواعد التحدیث)

(۲۲) وجیزہ شیخ بہائی میں مرقوم ہے کہ اس تعریف کی بنا پر غیر معصوم کے کلام پر لفظ حدیث کا اطلاق مجازاً ہوتا ہے۔ اس تعریف کے مطابق حدیث موقوف کو بھی (جو امام کے کسی صحابی سے نقل ہوتی ہے) حدیث نہیں کہا جا سکتا لیکن میر سید شریف جرجانی ''خلاصہ'' میں لکھتے ہیں:

حدیث کا اطلاق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ اور تابعین کے قول، فعل اور تقریر پر کیا جاتا ہے۔

(۲۳) شرح نخبہ ص ۳۔ درایہ شہید ثانی ص ۳۔ تدریب الراوی ص ۶ کے آخر میں مرقوم ہے کہ فقہائے خراسان حدیث موقوف کو ''اثر'' اور حدیث مرفوع کو ''خبر'' کہتے ہیں۔

(۲۴) فتح الباری ج ۱

(۲۵) علم الحدیث ص ۳

(۲۶) کتاب قواعد التحدیث میں لفظ حدیث کی وجہ تسمیہ کے بارے میں دو احتمالات بیان ہوئے ہیں جو کہ میری نظر میں صحیح نہیں ہیں:

(۱) چونکہ حروف ایک دوسرے کے پیچھے پے در پے آئے ہیں اور لازماً بعد والا حرف پہلے والے حرف کے بعد استعمال ہوتا ہے اس لیے اس کو حدیث کہا جاتا ہے۔

(۲) حدیث سننے کی وجہ سے سامع کے دل میں ایک معنی اور مفہوم پیدا (احداث) ہوتا ہے اس لیے اسے حدیث کہا جاتا ہے۔

(۲۷) یعنی خبر وہ گفتگو ہے جو کسی دوسرے سے نقل کی گئی ہو اور نقل کرنے والے کے حالات سے چشم

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

پوشی کی گئی ہو (اس میں صحیح یا غلط دونوں کا احتمال ہو)۔

(۲۸) (السنة) هي طريقة النبي والامام المحكية ...وهي قول و فعل و تقرير سنت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام کے بیان کردہ طریقے کا نام ہے ...اور وہ اُن کا قول، فعل اور تقریر ہے۔

(وصول الاخیار ص ۷۲)

(۲۹) قال في الفصول: يطلق الخبر و يراد به ما يرادف الحديث... و عرف بانه يحكى قول المعصوم او فعله اور تقريره غير قرآن ولا عادى و سمى عندهم (اى اهل الدراية) ذالك سنة... قولهم ولا عادى يخرج حكاية افعالهم و اقوالهم العادية و قال صاحب القوانين: السنة و هو قول المعصوم او فعل او تقرير الغير العاديات "الفصول" میں مرقوم ہے لفظ خبر کا اطلاق کیا جاتا ہے اور اس کو حدیث کا مترادف سمجھا جاتا ہے۔ حدیث کے متعلق ایک معروف قول یہ ہے کہ حدیث وہ ہے جس میں قرآن اور روزمرہ کاموں کے علاوہ معصوم کے قول، فعل اور تقریر کی حکایت کی گئی ہو۔ اہل درایت اسے "سنت" کہتے ہیں۔

ولا عادی سے معصوم سے صادر ہونے والے روزمرہ کے اقوال و افعال خارج ہوجاتے ہیں۔

صاحب قوانین لکھتے ہیں کہ سنت معصوم کے غیر عادی قول و فعل اور تقریر کا نام ہے۔

(۳۰) وصول الاخیار ص ۷۶

(۳۱) فعل اور تقریر پر سنت کا اطلاق ہوتا ہے حدیث کا نہیں۔ (وجیزہ، شیخ بہائی)

(۳۲) حتیٰ کہ بعض بزرگانِ ادب کو لفظ "راویہ" سے یاد کیا گیا ہے مثلاً حماد الراویہ یعنی حماد جو کثرت سے روایت بیان کرنے والا ہے۔

(۳۳) صحاح اللغہ، قاموس اللغہ، مجمع البحرین اور المنجد میں ہے کہ جب یہ کہا جائے: اثرت الحديث به تو اس کے معنی ہیں میں نے اس کی روایت کی۔ (تدریب الرواوی ص ۶)

(۳۴) شیخ بہائی کی وجیزہ اور شہید ثانی کی درایہ ص ۴۔ اگرچہ شہید ثانی کے خیال میں لفظ اثر "حدیث اور خبر" سے عام ہے۔

(۳۵) الاثار: هي اقوال الصحابة والتابعين و افعالهم (وصول الاخیار ص ۷۲)

صحابہ و تابعین کے اقوال اور افعال کو آثار کہا جاتا ہے اور آخری دونوں یعنی موقوف اور مقطوع کو "اثر" کہا جاتا ہے۔ (شرح نخبۃ الفکر ص ۴۸)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۳۶) هو ما یحکی کلامه تعالیٰ غیر متحد بشیء نحو قال اللہ تعالیٰ الصوم لی و انا اجزی علیه (وجیزہ، شیخ بہائی) هو الذی یرویه النبی عن ربه (کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم)

یعنی حدیثِ قدسی وہ کلام ہے جس کے ذریعے قول باری بیان کیا جائے جو کسی چیز سے متحد نہ ہو مثلاً ارشاد اقدس اب العزت ہے:

روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

حدیثِ قدسی وہ کلام ہے جس کی نبی اپنے رب سے روایت کرے۔

(۳۷) تحدیث سے محدث کا اس چیز کی خبر دینا مراد ہے جو اس نے شیخ سے سنی ہے۔

(کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم)

(۳۸) علم الحدیث ص ۶

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اختصارِ سند

راوی حدیث نقل کرنے کے لیے عام طور پر'' حدثنی'' یا'' اخبرنی فلان'' کہا کرتے تھے۔ بعض اوقات اختصار کے لیے دوسری مرتبہ'' حدثہ فلان'' کہنے کی بجائے صرف'' عن فلان'' کہتے تھے فعل کو حذف کر دیتے تھے۔

متأخر محدثین نے اپنی کتابوں میں'' حدثنا اور اخبرنا'' کی بجائے مختصر علامات مقرر کیں مثلاً وہ '' حدثنا'' کی بجائے'' ثنا'' یا'' نا'' اور'' اخبرنا'' کی جگہ'' انا'' استعمال کرتے ہیں۔ ایک محدث جب دو اسناد سے ایک ہی حدیث نقل کرتا ہے تو پہلی سند کو بیان کرنے کے بعد حیلولہ یعنی فاصلے کی علامت کے طور پر'' ح'' لگا دیتا ہے۔ جب'' ح'' آجائے تو اس کا مطلب ہے کہ یہاں سے پہلی اسناد ختم ہو چکی ہیں اور دوسری اسناد شروع ہو رہی ہیں۔ اسی طرح ہر راوی کے لیے عبارت میں'' قال'' کو تکرار کرنا چاہیے مگر محدثین نے اپنی سہولت کے لیے ایک مرتبہ'' قال'' لکھنے پر اکتفا کیا مثلاً **محمد بن یعقوب قال حدثنی علی بن ابراھیم (قال قال) حدثنی ابی ابراھیم بن ھاشم** ... یہاں دو مرتبہ قال قال لکھنا چاہیے تھا مگر وہ ایک مرتبہ'' قال'' لکھتے ہیں۔

متأخرین نے اختصار کا ایک اور طریقہ بھی ایجاد کیا، وہ یہ کہ جس راوی سے اُنھوں نے حدیث سنی صرف اس کا نام بیان کرتے ہیں اور درمیان میں کیفیت کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں یعنی یہ حدیث صحیح ہے یا حسن ہے یا مؤثق ہے وغیرہ۔ پھر درمیانی راویوں (وسائط) کو چھوڑ کر آخری راوی یا معصوم کا نام لکھ دیتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اگر چند احادیث ایک ہی اسناد سے مروی ہوں تو پہلی حدیث کے اسناد لکھے جاتے ہیں اور باقی احادیث میں صرف **و بھذا السناد** لکھ دیتے ہیں۔ (۱)

طبقہ

علم الحدیث کی اصطلاح میں اس جماعت کو'' طبقہ'' کہا جاتا ہے جس کے افراد ہم عصر اور تقریباً ہم عمر ہوں اور ایک ہی استاد یا چند مشائخ سے حصول حدیث میں باہم شریک ہوں۔

صحابہ

صحابہ لفظ صاحب (۲) کی جمع ہے یعنی ساتھی اور ساتھ رہنے والا شخص اور لفظ صحابی کے بھی یہی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

معنی ہیں۔ صحابہ، صحابی کی جمع کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ (۳) اصطلاح میں صحابی اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ جس نے حالتِ اسلام میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہو۔ (۴)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے وقت آپ کے صحابہ میں سے تقریبا چودہ ہزار ایک سو صحابہ ایسے تھے جنھوں نے آپ سے احادیث سنی تھیں اور صحابہ کی کل تعداد تقریباً ایک لاکھ تھی۔ (۵)

صحابہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے ابو طفیل عامر بن واثلہ تھے جن کی وفات ۱۱۰ھ میں ہوئی۔ اُنھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے آٹھ برس پائے تھے۔

عام طور پر صحابی اُسے کہا جاتا ہے جس نے کچھ عرصہ امام کی خدمت میں گزارا ہو اور ان سے احادیث نقل کی ہوں اگرچہ وہ ائمہ طاہرینؑ کی امامت کا عقیدہ نہ رکھتا ہو۔ عرف عام میں امام کا صحابی اس شخص کو کہا جاتا ہے جو امام کا عقیدت مند ہو اور اُن کی امامت پر یقین رکھتا ہو۔

تابعین اور تبع تابعین (اتباع)

تابعین، تابعی (۶) کی جمع ہے اور تابعی وہ ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھا ہو یا اگر دیکھا ہو تو اُس وقت مسلمان نہ ہو۔ پھر مسلمان ہونے کے بعد آنحضرتؐ کے اصحاب سے ملا ہو لیکن اگر کسی نے حالتِ اسلام میں کسی صحابی کو بھی نہ دیکھا ہو لیکن حالت اسلام میں کسی تابعی کو دیکھا ہو تو اسے تبع تابعی کہا جاتا ہے اور اس کی جمع ''اتباع'' ہے۔ (۷)

بعض علماء کہتے ہیں کہ ''اتباع'' کی اصطلاح ان لوگوں کے لیے استعمال ہوتی ہے جنھوں نے تبع تابعین سے ملاقات کی ہو۔

مخضرم

مخضرم کی را پر زبر اور زیر دونوں پڑھی جا سکتی ہے۔ (۸) اس لفظ کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جنھوں نے زمانۂ جاہلیت اور زمانۂ اسلام دونوں کو دیکھا ہو لیکن اُنھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل نہ ہوا ہو۔ (۹) اسی لیے مخضرمین کو تابعین کے طبقے میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کی ایک مثال ''قاضی شریح'' ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حاکم نیشاپوری نے علوم الحدیث میں بہت سے مخضرمین کا تذکرہ کیا ہے۔ شہید ثانی لکھتے ہیں کہ مخضرمین کی تعداد ۲۰ سے زیادہ تھی۔ (شرح بدایہ ص ۱۰۴)

مولیٰ

اسناد حدیث میں مولیٰ فلاں کے الفاظ بکثرت استعمال ہوئے ہیں، اس لفظ کے تین معانی ہیں :

۱۔ "مولیٰ" کے معنی صاحب وَلاء عتق (یعنی کسی غلام کا مالک۔ پرانے زمانے میں جب کوئی شخص اپنے غلام کو آزاد کرتا تو اس پر "وَلائے عتق" یعنی آزاد کرنے کا حق رکھتا تھا۔ (شریعت میں اس کے لیے کچھ احکام مقرر ہیں) مثلاً اگر آزاد شدہ غلام کچھ مال و دولت جمع کرنے کے بعد مر جائے اور اس کا کوئی شرعی وارث نہ ہو تو اُس کی میراث آزاد کرنے والے سابقہ آقا کو ملے گی۔

۲۔ وَلاء حلف یعنی ہم پیمان ہونا مثلاً امام مالک کا تعلق قبیلہ حمیر سے تھا لیکن جب اس قبیلے نے قریش کی ایک شاخ بنی تیم سے پیمان باندھا تو اس قبیلے کے افراد کو بھی "تیمی" کہا جانے لگا۔

۳۔ وَلاء اسلام مثلاً امام بخاری کے دادا "مغیرہ" نے یمان بن اخنس جعفی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا اس لیے اُنھیں بخاری جعفی کہا جاتا ہے۔

سیوطی اپنی الفیہ میں لکھتے ہیں :

ایک وَلائے عتق ہے، ایک وَلائے حلف ہے اور ایک وَلائے اسلام ہے جیسا کہ جعفی

مملی

جو شخص حدیث اِملاء کروائے اسے "مملی" کہا جاتا ہے۔ (۱۰)

مستملی

جو شخص کسی شیخ سے حدیث املاء کرانے کی درخواست کرے اسے مستملی کہا جاتا ہے۔
عموماً یہ کلمہ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب درس حدیث کی مجلس بڑی ہو اور شیخ (استاد) کی آواز تمام سامعین تک نہ پہنچتی ہو۔ ایسی صورت میں ایک یا چند آدمی کھڑے ہو کر جو شیخ سے سنتے ہیں دوسروں کو املاء کراتے ہیں۔ اُن کو بھی مستملی کہا جاتا ہے۔ (۱۱)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مسند

میم پر پیش اور نون پر زیر کے ساتھ۔ مسند کا مطلب ہے وہ شخص جو اپنی سند سے حدیث بیان کرے خواہ وہ کیفیت سند سے آگاہ ہو یا صرف نقل کرنے والا اور راوی ہو۔ (۱۲)

محدث

عام طور پر اس شخص کو محدث کہا جاتا ہے جو حدیث کو سلسلۂ سند کے ساتھ نقل کرے اور اس کے سمجھنے میں کوشاں ہو (۱۳) اور اصطلاح میں محدث وہ راوی ہے جو اسناد کو جانتا پہچانتا ہو اور حدیث کے علل و نقائص اور راویوں کے نام اور حالات جانتا ہو اور حدیث کا قابل توجہ حصہ اسے یاد ہو۔ (۱۴)

شیخ الحدیث (جمع : مشائخ)

حدیث کے استاد کو جس سے احادیث لی جاتی ہے شیخ الحدیث کہا جاتا ہے لیکن عام طور پر اس لفظ کا اطلاق اُن اشخاص پر ہوتا ہے جو اس علم میں مرجع کی حیثیت رکھتے ہوں۔

مشیخہ

عام طور پر اس لفظ کو مشائخ کا مترادف سمجھا جاتا ہے لیکن میر داماد نے الرواشح السماویہ صفحہ ۷۵ پر لکھا ہے کہ یہ لفظ شین پر جزم، میم اور یا پر زبر کے ساتھ (مَشْیَخه) شیخ کی جمع ہے۔ یہ لفظ شین پر زیر کے ساتھ شیخ کا اسم مکان ہے اور اس سے مراد وہ کتاب ہے جس میں شیوخ کا اور حدیث کا سلسلۂ اسناد مذکور ہو۔

حافظ (جمع : حفاظ)

محدثین کا خاص لقب جب کہ وہ احادیث کو سمجھتے ہوں، طرق و اسانید کا علم رکھتے ہوں اور اہل علم کے بتائے ہوئے قوانین اور اصطلاحات پوری طرح جانتے ہوں یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر عبور رکھتے ہوں اور اتفاق و اختلاف کے جملہ مقامات کو جانتے ہوں۔ نیز راویوں کے احوال اور طبقات مشائخ سے پوری واقفیت رکھتے ہوں۔ (۱۵)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مُخْرِج اور مُخَرِّج

کبھی کبھی حدیث کے بعد یہ عبارت لکھی ہوتی ہے: خَرَّجَهُ فلان یا اَخْرَجَهُ فلان

صاحب قواعد التحدیث علامہ جمال الدین قاسمی کے مطابق تخریج اور اخراج کا مطلب ہے کہ فلاں نے اس حدیث کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے لہٰذا مُخْرِج اور مُخَرِّج سے مراد وہ شخص ہے جس نے حدیث کو اپنی کتاب میں لکھا ہے مثلاً کلینی نے کافی میں اور بخاری نے اپنی صحیح میں جس حدیث کو لکھا ہے وہ اس کے مُخْرِج اور مُخَرِّج ہیں لیکن میر داماد کے مطابق متن حدیث کی تخریج کا مطلب ہے کہ بقدر ضرورت حدیث کا حصہ نقل کیا جائے اور اخراج کا مطلب ہے مکمل حدیث نقل کی جائے۔

موصوف نے ان دونوں الفاظ کی ایک اور تشریح بھی کی ہے کہ **تخریج** استخراجِ حدیث کا وہ عمل ہے جسے کتابوں سے صحیح ترین متن اور محکم ترین سند کے ساتھ بیان کیا جائے جبکہ **اخراج** کا مطلب ہے کہ کسی کتاب سے کوئی حدیث نقل کی جائے۔

مَخْرَج

مَخْرَج (اسم مکان کا صیغہ) کے معنی روایت حدیث کے ہیں۔کہا جاتا ہے: **عَرَفَ مَخْرَجَهُ** یعنی جن رجال نے اسے نقل کیا ہے وہ معلوم ہیں۔ (۱۶)

عِدَّةٌ

اصطلاحی طور پر اس لفظ کا اطلاق مشائخ حدیث کی ایک ایسی جماعت پر ہوتا ہے جن کے توسط سے کوئی محدث، حدیث کو نقل کرتا ہے مثلاً عدہ کلینی۔ (۱۷)

اصحابِ اجماع

حدیثِ امامیہ میں کچھ مشائخ ایسے بھی گزرے ہیں جن کی روایت کردہ احادیث کی صحت پر علماء کا اجماع ہے۔ ان بزرگوں کو "اصحابِ اجماع" کہا جاتا ہے۔ "رجال کشی" میں ہے کہ **قد اجمعت الصحابة علی تصحیح ما یصح عنهم والاقرار لهم بالفقه والفضل والضبط والثقة و ان کانت روایتهم بارسال او رفع او عمن یسمونه و هو لیس بمعروف الحال و لمة منهم فی انفسهم**

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

فاسد العقیدۃ ہمارے اصحاب کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس روایت کو یہ حضرات صحیح کہہ دیں وہ صحیح ہوگی اور وہ ان حضرات کے فقہ، علم وفضل، ضبط اور وثوق کا اقرار کرتے ہیں اگرچہ ان کی نقل کردہ روایت مرسل، مرفوع یا مجہول ہی کیوں نہ ہو۔ اگرچہ ان میں سے کچھ افراد کا عقیدہ خراب تھا۔

اصحابِ اجماع کی تعداد اٹھارہ ہے اور وہ تین طبقات میں منقسم ہیں:

۱۔ امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کے اصحاب

۱۔ زرارہ بن اعین

۲۔ معروف بن خربوذ

۳۔ یزید بن معاویہ عجلی

۴۔ ابوبصیر اسدی (یا مرادی)

۵۔ فضیل بن یسار

۶۔ محمد بن مسلم طائفی

۲۔ امام جعفر صادقؑ کے اصحاب

۱۔ جمیل بن دراج

۲۔ عبداللہ بن مسکان

۳۔ عبداللہ بن بکیر

۴۔ حماد بن عیسیٰ

۵۔ ابان بن عثمان

۶۔ حماد بن عثمان

۳۔ امام موسیٰ کاظمؑ اور امام علی رضاؑ کے اصحاب

۱۔ یونس بن عبدالرحمان

۲۔ صفوان بن یحییٰ

۳۔ محمد بن ابی عمیر

۴۔ عبداللہ بن مغیرہ

۵۔ حسن بن محبوب (یا حسن بن علی بن فضال یا فضالہ بن ایوب یا فضالہ بن عثمان)

۶۔ بزنطی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

رجال کشی کی اس عبارت کا بظاہر یہی مطلب دکھائی دیتا ہے کہ اگر مذکورہ بالا افراد سے کوئی روایت صحیح سند کے ساتھ نقل ہوئی ہو اگرچہ روایت کی معصوم تک باقی اسناد صحیح نہ ہوں یا وہ بطور ''مرسل'' مروی ہوں تب بھی وہ روایت قابل قبول ہوگی اور اسے صحیح سمجھا جائے گا کیونکہ یہ افراد، ثقات کے علاوہ کسی دوسرے سے روایت نقل نہیں کرتے تھے۔

(الرواشح السماویہ ص ۴۸۔ رجال بوعلی ص ۹۔علم الحدیث ص ۱۱۹)

اصل ۔ کتاب ۔ مصنف

علمائے حدیث کی اصطلاح میں اصل روایات کے اُس مجموعے کو کہا جاتا ہے جسے راوی نے براہ راست امام معصوم کی زبانِ اقدس سے سن کر لکھ لیا ہو۔ جو کتاب امام معصوم کے فرمودات پر مبنی ہو اور اُسے نقل کر کے مجموعہ تیار کیا گیا ہو اُسے فروع اور اس کے پہلے مرجع کو اصل کہا جاتا ہے۔ (۱۸) یا یہ کہ اصل سے کتاب اور تالیف کے مقابلے میں امام معصوم کا اصل کلام مراد ہوتا ہے کیونکہ کتاب اور تالیف میں کلام ائمہ کے علاوہ مؤلف کے ذاتی بیانات بھی ہوتے ہیں۔ تفصیل علم الحدیث ص ۵۱ پر دیکھئے۔

جامع (جمع : جوامع)

حدیث کی جو کتاب تمام ابواب پر مشتمل ہو اُسے جامع کہا جاتا ہے۔ حدیث کے ابواب یہ ہیں :

۱۔ باب عقائد
۲۔ باب احکام
۳۔ باب زہد و رقاق
۴۔ کھانے پینے کے آداب کا باب
۵۔ باب تفسیر
۶۔ باب تاریخ و سیرت
۷۔ باب شمائل (رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفر اور نشست و برخاست کا بیان)
۸۔ باب فتن۔ بعض علماء اس میں مناقب اور مثالب کا بھی اضافہ کرتے ہیں۔

بعض اوقات اُن کتابوں کو بھی جوامع کہا جاتا ہے جو حدیث کے ''اصل'' سے مدون کیا گیا ہو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اور یہ کوشش کی گئی ہو کہ ان کتابوں میں احادیث کی تعداد حاوی ہو مگر متاخرین امامیہ کی اصطلاح میں جوامع حدیث سے مراد کتب اربعہ ہیں اور جب جوامع متاخرہ کہا جائے تو اس سے کتاب وافی ، وسائل الشیعہ اور بحار الانوار مراد ہوتی ہیں۔

مسند (جمع : مسانید)

مسند اُس کتاب کو کہا جاتا ہے جس کی روایات ترتیب صحابہ کے مطابق جمع کی گئی ہوں (چاہے وہ ترتیب حروف تہجی کے مطابق ہو یا صحابہ کے اسلام میں سبقت کے لحاظ سے ہو) جیسے مسند احمد

تبصرہ: سب سے پہلے ابو داؤد طیالسی (متوفی ۲۰۸ھ) نے اس ترتیب سے مسند مرتب کی۔ اس کے بعد دیگر محدثین نے اُن کی پیروی کی جن میں احمد بن حنبل کی مسند کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اس میں تیس ہزار سے زیادہ احادیث ہیں۔ باقی اہم ترین مسانید کا ذکر کتاب کے آخر میں کیا جائے گا۔

معجم (جمع : معاجم)

معجم حدیث کی اُس کتاب کو کہا جاتا ہے جو صحابہ کے ناموں یا شیوخ یا شہروں یا قبائل کی ترتیب کے مطابق لکھی گئی ہو (۱۹) لیکن زیادہ تر معاجم حروف تہجی کی ترتیب پر لکھی گئی ہیں جیسے معجم طبرانی

مستدرک

مستدرک اُس کتاب کو کہا جاتا ہے جو کسی دوسری کتاب کی تکمیل کرتی ہو۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ اس میں اُن شرائط کے مطابق احادیث جمع ہوں جن کو سابقہ کتاب میں مدنظر رکھا گیا تھا اور وہ احادیث اُس کتاب میں بوجوہ شامل نہ ہوسکیں جیسے حاکم نیشاپوری کی مستدرک علی الصحیحین اور محدث نوری کی مستدرک وسائل الشیعہ ۔

مستخرج (جمع : مستخرجات)

مستخرج ہر اُس کتاب کو کہتے ہیں جس میں کوئی محدث کسی صاحب کتاب کی روایتوں کو اپنی سند سے روایت کرے اس طرح سے کہ اس کی سند صاحب کتاب کے شیخ الشیخ سے مل جائے بشرطیکہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

درمیان میں مؤلف واسطہ نہ ہو (۲۰) جیسا کہ بخاری پر **مستخرج الاسماعیلی** از ابوبکر اسماعیل جرجانی متولد ۳۷۱ھ اور صحیح مسلم پر **مستخرج ابی عوانہ** از یعقوب بن اسحاق اسفراینی متولد ۳۱۶ھ (۲۱)

جزء (جمع : اجزاء)

اجزاء سے مراد وہ کتابچہ ہے جس میں کسی ایک راوی کی روایت کردہ حدیثیں جمع کی گئی ہوں یا کسی خاص حدیث کی اسانید پر بحث کی گئی ہو یا کسی خاص موضوع سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہوں یا احادیث کے فوائد جمع کئے گئے ہوں۔ اس کی مثال صلوٰۃ الضحیٰ کے متعلق جزء سیوطی ہے۔ اسی طرح احادیث عددیہ جو دو دو، تین تین اور چار چار کی بنیاد پر جمع کی گئی ہوں جیسا کہ شیخ صدوق کی **خصال** اور ابن قاسم عاملی کی **اثنا عشریہ**۔

نوادر

وحید بہبہانی فرماتے ہیں کہ کتاب حدیث یا کتاب حدیث کا وہ باب جس میں متفرق احادیث جمع کی گئی ہوں جو کہ تعداد میں کمی کی وجہ سے باقاعدہ کسی خاص عنوان کے تحت قرار نہ دی جا سکیں **نوادر** کہلاتی ہیں چنانچہ تمام رائج کتابوں میں نوادر کے نام سے علیحدہ باب قائم کیا گیا ہے۔ اور کچھ افاضل فرماتے ہیں کہ عام طور پر معصوم تک راویوں کا ایک مخصوص طریق ہوتا ہے اور جو روایات اس طریق کے علاوہ منقول ہوں اُنھیں **نوادر** کہا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس معنی کا تعلق راویوں اور اصحابہ ائمہ کی اصطلاح سے ہے جبکہ مجامع حدیث میں یہ لفظ پہلے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

امالی

عام طور پر اس لفظ کا اطلاق حدیث کی اُس کتاب پر ہوتا ہے جسے شیخ الحدیث نے اپنی متعدد مجالس میں اس کی شاگردوں کو املاء کرائی ہوں۔ ان کتابوں کو ''مجالس'' بھی کہا جاتا ہے۔

امالی اپنی قوتِ اعتبار اور سہو و نسیان کے احتمال سے دور ہونے کی بنا پر ''اصل'' کی طرح ہوتی ہے۔ اس کی قوتِ اعتبار میں اس وقت مزید اضافہ ہوجاتا ہے جب شیخ نے کسی تصحیح شدہ کتاب سے اس کا املاء کرایا ہو یا اپنے حافظے کے بل بوتے پر احادیث لکھوائی ہوں (البتہ یہ شرط ہے کہ ہمیں اس کے حافظے پر اعتبار ہو)۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حواشی وتشریحات

(۱) جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس کے علاوہ شیخ صدوق اور شیخ طوسی نے اختصار سند کا ایک اور طریقہ بھی اپنایا ہے جسے **من لا یحضرہ الفقیہ** اور **تھذیب الاحکام** میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کا خلاصہ ہم نے اپنی کتاب علم الحدیث کے صفحہ ۸ پر بیان کیا ہے۔

(۲) المنجد اور منتہی الارب میں مرقوم ہے کہ فاعل کی '' فعالہ'' کے وزن پر جمع صرف اس لفظ کے ساتھ مخصوص ہے البتہ صاحب کی جمع صحب اور اصحاب بھی استعمال ہوتی ہے۔

(۳) المنجد ۔ **المعجم الوسیط**

(۴) صحابی کی حسب ذیل تعریفات کی گئی ہیں :

۱۔ صحابی وہ شخص ہے جس نے حالتِ ایمان میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہو اور اس کی موت بھی ایمان پر ہوئی ہو۔ (درایہ شہید ۔ **ھدایۃ المحصلین**)

۲۔ صحابی اس مسلمان کو کہا جاتا ہے جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہو۔ علمائے اُصول کے مطابق صحابی وہ ہے جس کا ایک عرصہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گزرا ہو۔ (خلاصہ، شریف جرجانی)

۳۔ صحابی وہ ہے جس نے حالتِ اسلام میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہو اگرچہ آپ کی صحبت کا دورانیہ مختصر ہی کیوں نہ ہو۔ (اختصار علوم الحدیث ص ۱۷۹)

(۵) الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ ص ۴

(۶) منتہی الارب۔ یہ جمع خلافِ قیاس ہے جیسا کہ تابعی کی جمع تابعین کہنا چاہیے۔

(۷) تابعین اور اتباع کے جداگانہ مراتب ہیں جن کا خلاصہ یوں بیان کیا جا سکتا ہے :

۱۔ کبار تابعین مثلاً سعید بن مسیب۔

۲۔ درمیانی طبقہ جیسے حسن بصری اور ابن سیرین۔

۳۔ وہ تابعی جنھوں نے زیادہ تر روایات پہلے طبقے سے لی ہوں جیسے زُہری اور قتادہ۔

۴۔ وہ تابعی جنھوں نے ایک یا دو سے زیادہ اصحاب کو نہ دیکھا ہو۔

۵۔ وہ تابعی جو چوتھی قسم کے تابعین کے ہم عصر ہوں مگر صحابہ سے نہ ملے ہوں جیسے ابن جریج

۶۔ کبار اتباع تابعین مثلاً مالک بن انس اور سفیان ثوری۔

(نقل بالاختصار از تقریب التھذیب ص ۶ / ۱)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۸) کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم

(۹) **مخضرم** کی وجہ اشتقاق یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب دورِ جاہلیت کے لوگ مسلمان ہوئے تو اُنھوں نے اپنے اونٹوں کے کان کاٹ دیئے تا کہ کفار کے ساتھ مسلمانوں کی جنگ کے دوران یہ الگ دکھائی دیں اور مسلمان اُنھیں مالِ غنیمت نہ سمجھ بیٹھیں۔ (علوم الحدیث حاکم نیشاپوری ص ۴۴)

شہید ثانی فرماتے ہیں کہ **خضرم ای قطع بین نظرائه** یعنی اپنے ہم جنسوں سے الگ ہوگیا۔

شیخ محمد بن علی تھانوی لکھتے ہیں کہ یہ لفظ **لحم مخضرم** سے مشتق ہے اور اس سے مراد وہ گوشت ہوتا ہے جس کے متعلق پتا نہ چلے کہ یہ کسی نر جانور کا ہے یا مادہ کا یعنی دونوں میں تردد ہو۔

(۱۰) لفظ املاء اور املال دونوں ایک ہی معنی میں استعمال ہوئے ہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے:

فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا (سورۂ فرقان: آیت ۵)

...وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ (سورۂ بقرہ: آیت ۲۸۲)

(۱۱) علم الحدیث

(۱۲) تدریب الراوی ص ۴، طبع اول، مصر ۱۳۰۷ھ

(۱۳) **من تحمل الحديث رواية و اعتنى به دراية فهو المحدث** جس نے روایت میں تحمل حدیث کیا اور درایت میں اس پر خوب توجہ دی وہ محدث ہے۔ (کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم)

(۱۴) ابن سید الناس فرماتے ہیں:

ہمارے دور میں محدث وہ ہے جو حدیث کی روایت و درایت کی تحقیق میں مشغول ہو اور راویوں کو جمع کرے اور اپنے دور کے راویوں اور روایات کو بخوبی جانتا ہو۔ (تدریب الراوی ص ۷)

زرکشی کہتے ہیں کہ فقہاء کے نزدیک محدث صرف وہ شخص ہے جسے سند حدیث یاد ہو اور وہ رجال کی عدالت اور جرح سے بخوبی واقف ہو۔ صرف حدیث سننے والے کو محدث نہیں کہا جا سکتا۔ (تدریب الراوی ص ۵)

(۱۵) ابو شامہ کہتے ہیں کہ علوم حدیث کے تین شعبے ہیں:

۱۔ حفظ متون یعنی متن حدیث کو یاد کرنا نیز غریب الحدیث کو جاننا اور سمجھنا۔

۲۔ حفظ اسناد یعنی اسناد کو یاد کرنا اور رجال حدیث کو پہچاننا۔

۳۔ جمع حدیث یعنی احادیث کی جمع آوری، ان کا سماع اور ان کتابت۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اس بات کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: جو مذکورہ تینوں فنون پر دسترس رکھتا ہو وہ محدث کامل ہے ورنہ وہ اس سے نچلے درجے پر ہے۔ (قواعد التحدیث ص ۷۷)

(۱۶) قواعد التحدیث

(۱۷) شیخ کلینی نے کافی کی بعض روایات کا آغاز عدۃ من اصحابنا (ہمارے اصحاب کی ایک تعداد سے منقول ہے) کے الفاظ سے کیا ہے۔

مذکورہ ''عدہ'' تین مختلف جماعتوں سے تشکیل پاتی ہے۔ ہم نے اس کی تفصیل علم الحدیث کے صفحہ ۱۷۳ پر بیان کی ہے۔

حجۃ الاسلام رُشتی نے اپنے رسائل رجالیہ میں اسی عنوان پر ایک رسالہ لکھا ہے۔ محقق کنی نے توضیح المقال اور علامہ نے خلاصۃ الاقوال، فائدہ سوم میں اس موضوع کے لیے ایک باب مخصوص کیا ہے۔

حسب ذیل نظم میں کلینی کے ''عدہ'' کے نام یوں بیان کئے گئے ہیں:

عدۃ احمد عیسیٰ بالعدد خمسہ اشخاص بھم تم السند علی الغلی (۱) و العطار (۲) ثم ابن ادریس (۳) و ھم اخیار ثم ابن کورۃ (۴) کذا ابن موسیٰ (۵) فھؤلاء عدۃ ابن عیسیٰ و ان عدۃ التی عن سھل (۶) من کان فیہ الامر غیر سھل بن عقیل (۷) و ابن العون الاسدی (۸) کذا علی (۹) بعد مع محمد (۱۰) و عدۃ البرقی و ھو احمد (۱۱) علی بن الحسن و احمد (۱۲) بعد ذین ابن اذینۃ عنی و ابن ابراھیم (۱۳) و اسمہ علی

۱۔ ابن ابراہیم	۲۔ محمد بن یحییٰ	۳۔ احمد بن ادریس اشعری قمی
۴۔ داوود	۵۔ علی الکمدانی	۶۔ ابن زیاد
۷۔ محمد	۸۔ جعفر	۹۔ ابن محمد بن علان، محمد بن یعقوب کے ماموں
۱۰۔ ابن حسن صفار	۱۱۔ ابن خالد	۱۲۔ ابن محمد
		۱۳۔ ابن ہاشم قمی

(۱۸) الذریعہ ج ۲، ص ۱۲۶۔ علم الحدیث۔ رجال بوعلی ص ۱۱۔ توضیح المقال کنی ص ۴۹ (طبع ضمیمہ رجال بوعلی) متقدمین چار سو رسائل اور ان کے مصنفین پر اعتماد کرتے تھے۔ ان رسائل کو اصول اربع مائۃ کہا جاتا تھا۔ بعدازاں ان رسائل کا بڑا حصہ زمانے کے دستبرد کا شکار ہوگیا۔ ایک جماعت نے بعض مخصوص کتابوں میں ان کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ (درایہ شہید ص ۱۹)

(۱۹) تدریب الراوی ص ۴۳

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۲۰) تدریب الراوی ص ۴۳

(۲۱) صحیح بخاری کی دوسری مستخرجات یہ ہیں :

۱۔ مستخرج ابو بکر برقانی ۴۲۵ھ

۲۔ مستخرج ابو احمد غطریفی ۳۷۷ھ

۳۔ مستخرج ابن ابی ذهل هروی ۳۷۸ھ اور

۴۔ مستخرج ابو بکر بن مردویہ ۴۱۶ھ شامل ہیں۔

صحیح مسلم کی مستخرجات یہ ہیں :

۱۔ مستخرج ابی جعفر بن حمدان

۲۔ مستخرج ابی بکر محمد بن رجاء نیشاپوری

۳۔ مستخرج ابی بکر محمد بن عبداللہ جوزقی نیشاپوری

۴۔ مستخرج ابی حامد شاذکی

۵۔ مستخرج ابی الوالد قرشی

۶۔ مستخرج ابی عمران جوینی

۷۔ مستخرج ابی نصر طوسی

۸۔ مستخرج سعید حیری (تدریب الراوی ص ۴۳)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اصطلاحات حدیث کی اَقسام

حدیث کی اصطلاحات بنیادی طور پر سلسلۂ سند کی کیفیت سے مربوط ہوتی ہیں اور ان کے متعلق اہل تشیع اور اہل سنت کے درمیان کوئی زیادہ اختلاف نہیں۔ علامہ سیوطی نے تدریب الراوی میں ابن صلاح سے نیز نووی سے حازمی کی **العجالہ** کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان اصطلاحات کی مجموعی تعداد ۱۰۰ سے زائد ہے۔ (۱)

شہید ثانی نے اصطلاحات کی مجموعی تعداد ۳۰ لکھی ہے۔ یہ تمام اَقسام صحیح، حسن، مؤثق اور ضعیف سے تعلق رکھتی ہیں (۲) لہٰذا یہ چار قسمیں درحقیقت حدیث کی اصلی اقسام ہیں اور یہ چاروں اقسام متواتر اور آحاد کے عنوان میں داخل ہیں۔

متواتر اور آحاد

خبر یعنی حدیث دو طرح سے نقل کی جاتی ہے۔ یا تو وہ ہر طبقے کے اتنے زیادہ افراد سے منقول ہوتی ہے جن کا جھوٹ پر متفق ہونا ممکن نہ ہو (۳) یا ایک یا چند ایسے افراد سے منقول ہوتی ہے جن کے کہنے سے خبر کے مضمون پر علم حاصل نہ ہو۔ ان میں سے پہلی قسم کو متواتر اور دوسری کو واحد یا آحاد کہا جاتا ہے۔ متواتر، تواتر سے نکلا ہے یعنی لگا تار یا مسلسل جس طرح ہم کہتے ہیں بارش مسلسل یا لگاتار ہوئی۔

خبر متواتر اپنے مضمون کے علم کا فائدہ دیتی ہے (یعنی اس کے مضمون پر یقینی علم حاصل ہوتا ہے)

البتہ خبر متواتر سے حصولِ علم کی کچھ شرائط (۴) ضرور ہیں جیسے:

۱۔ سننے والا خبر کے مضمون سے قبلاً آگاہ نہ ہو کیونکہ اگر سننے والا خبر کا مضمون پہلے سے جانتا ہو تو خبر متواتر سے حصولِ علم، تحصیل حاصل ہوگا۔

۲۔ سننے والا تقلید یا کسی شبہ کی وجہ سے خبر کے مضمون کے جھوٹ یا اس کی نفی کا عقیدہ نہ رکھتا ہو مثلاً غیر مسلم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے وہ آپ کے اُن معجزات کے بھی قائل نہیں ہو سکتے جو حد تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں۔

۳۔ خبر دینے والے حس (دیکھنے یا سننے) کے ذریعے خبر دیں نہ کہ مضمون پر عقلی دلیل دیں۔

محقق حلی نے معارج الاحکام میں دو اور شرائط بیان کی ہیں:

۱۔ خبر دینے والے اتنی تعداد میں ہوں کہ اُن کا جھوٹ پر جمع ہونا ممکن نہ ہو۔

۲۔ راویوں کے تمام طبقات میں مذکورہ بالا شرائط پائی جاتی ہوں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

لیکن یہ دونوں شرائط اصل تواتر کی شرائط ہیں نہ کہ خبر متواتر سے حصول علم کی شرائط۔ محقق نے کچھ علماء سے مزید شرائط نقل کی ہیں مثلاً خبر دینے والوں کا مذہب ایک نہ ہو یا یہ کہ سب خبر دینے والے عادل ہوں لیکن محقق ان شرائط کے قائل نہیں تھے اس لیے اُنھوں نے خود ہی اُن کے جواب دیئے ہیں۔

خبر واحد اگر ایسے قرائن کے ساتھ منقول ہو جن سے ثابت ہوتا ہو کہ یہ خبر معصوم کی زبان سے جاری ہوئی ہے تو یہ خبر تمام علماء کے نزدیک حجت کا درجہ رکھتی ہے اور اس سے استدلال کرنا درست ہے۔ خبر واحد کی قبولیت کے قرائن حسب ذیل ہیں:

١۔ مذکورہ حدیث **أصول اربعمائة** کے کئی رسائل میں موجود ہو۔

٢۔ مذکورہ حدیث کسی ایسی کتاب اُصول میں ہو جس کا مؤلف اصحابِ اجماع میں سے ہو۔

٣۔ مذکورہ حدیث اگر صرف ایک اصل میں ہو تو کئی طرق سے مروی ہو۔

٤۔ مذکورہ حدیث کسی ایسی کتاب میں ہو جو امام کے سامنے پیش کی گئی ہو اور امام نے جمع کرنے والے کی تعریف کی ہو۔

٥۔ حدیث ایسی کتابوں میں ہو جن پر متقدمین شیعہ اعتماد کرتے تھے مثلاً کتب بنی سعد اور کتب ابن مہزیار۔

٦۔ حدیث کسی ایسی کتاب میں ہو جس کی صحت کی تصدیق امام نے فرمائی ہو جیسا کہ بنو فضال کی کتابوں کے متعلق امام نے فرمایا تھا: **خذوا ما رووا و ذروا ما راوا** اُنھوں نے جو روایت بیان کی ہے اُسے لے لو اور اُن کے ذاتی نظریات کو چھوڑ دو۔

اگر مذکورہ حدیث قرائن سے خالی ہو تو علماء کا ایک گروہ اُسے حجت نہیں مانتا۔ (۵)

لیکن فریقین کے علماء کی اکثریت (اُن روایات کے سوا جن کے جعلی ہونے کا شک ہو) خبر واحد کو حجت مانتی ہے۔ (٦)

اگرچہ علماء کا پہلا گروہ کتب اربعہ (**کافی، من لا یحضرہ الفقیہ، استبصار اور تھذیب**) کو محفوف بہ قرائن (قرائن سے ملا ہوا) کہتے ہیں اور انھیں مفید صدق قرار دیتے ہیں اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ اختلاف تعبیر میں ہے نتیجہ وعمل میں نہیں کیونکہ فقہ میں کتب اربعہ کی احادیث سے استدلال کیا گیا ہے اور کتب اربعہ کی زیادہ تر روایات یا تو خبر واحد کی حیثیت سے حجت ہیں یا پھر قرائنِ صدق سے اتصال کی وجہ سے حجت ہیں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

متواتر کی تقسیم بندی

خبر متواتر کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ متواتر لفظی

۲۔ متواتر معنوی

۳۔ متواتر اجمالی

۱۔ متواتر لفظی: اُس خبر کو کہا جاتا ہے جس کے مضمون کو تمام ناقلین نے ایک جیسے الفاظ سے نقل کیا ہو۔ اس طرح کی متواتر روایات بہت کم ہیں۔ (۷)

۲۔ متواتر معنوی: جب چند احادیث میں کوئی قدر مشترک ہو یعنی اُن احادیث کا مفہوم اور مضمون ایک ہو اگرچہ الفاظ جدا جدا ہوں تو اسے متواتر معنوی کہا جاتا ہے جیسا کہ امیرالمومنینؑ کی شجاعت متواتر معنوی ہے جو مختلف احادیث میں مختلف الفاظ کے ذریعے بیان ہوئی ہے۔ (۸)

۳۔ متواتر اجمالی: اس سے مراد وہ احادیث ہیں جن میں سے کسی ایک کی صحت کا اجمالی علم ہے جو ایک موضوع کے بارے میں بیان ہوئی ہوں مثلاً خبر واحد کی حجیت کے لیے مختلف احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے، اگرچہ ممکن ہے کہ ان میں سے چند ایک کی حجیت پر سوالیہ نشان ہو مگر ان سب میں سے کسی ایک کا صادر ہونا تواترِ اجمالی سے ثابت ہے۔

یوں کہا جا سکتا ہے کہ تواتر اجمالی کی بازگشت بھی چند روایات میں قدر مشترک کی طرف ہوتی ہے جسے تواتر معنوی کہا جاتا ہے۔

حدیث کی چار اَقسام

متقدمین امامیہ نے روایت کو صحیح اور غیر صحیح میں تقسیم کیا ہے اور وہ صحیح کے لیے جن شرائط کو معتبر جانتے تھے اُن میں سے یہ بھی ہیں:

۱۔ روایت ثقہ اور قابل اطمینان افراد سے منقول ہو۔

۲۔ یا ایسے قرائن موجود ہوں جو اس روایت کی صحت اور معتبر ہونے کی گواہی دیں۔ اس کے برعکس اہل سنت محدثین شروع سے ہی روایت کی تین قسمیں بیان کرتے ہیں: صحیح، حسن اور ضعیف۔

صاحب معالم منتقی الجمان میں لکھتے ہیں کہ سید ابن طاوؤس (۹) یا علامہ حلی (۱۰) کے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

زمانے میں حدیث کی ان اقسام میں ''مؤثق'' کا اضافہ ہوا۔
مشرق الشمسین میں شیخ بہائی لکھتے ہیں کہ خبر مؤثق کی اصطلاح شیعوں میں بھی رائج ہوئی۔
شہید ثانی اور شیخ بہائی نے ان کی پانچویں قسم کا اضافہ کیا جسے اُنھوں نے ''حدیث قوی'' کہا۔

قوی

قوی وہ روایت ہے جس کے سلسلۂ اسناد کے سارے راوی امامی المذہب ہوں اگر چہ ان میں سے کچھ راویوں کے متعلق مدح یا مذمت کی کوئی روایت نہ پہنچی ہو مثلاً نوح بن دراج۔ (۱۱)

صحیح

صحیح وہ حدیث ہے جس کا سلسلۂ سند موثق (۱۲) اور امامی المذہب راویوں کے توسط سے معصوم سے متصل ہو۔ (۱۳)

(الف) اہل سنت اور شیخ بہائی کے والد ماجد جیسے کچھ شیعہ علماء نے حدیث صحیح کی تعریف میں عدم شذوذ اور عدم علت کی شرائط کا اضافہ کیا ہے۔ عدم شذوذ یعنی وہ حدیث مشہور سے معارض نہ ہو اور علت یعنی ایسا غیر واضح عیب نہ ہو جو حدیث کے ضعیف ہونے کا باعث بنتا ہے جیسا کہ حدیث مسند میں ''ارسال سند'' (یعنی مرسل ہونا اس کے ضعیف ہونے کا سبب بنتا ہے)۔

(ب) بعض محدثین جیسے بخاری نے ''صحیح حدیث'' کے لیے یہ شرط عائد کی ہے کہ راوی کی اس شخص سے ملاقات ثابت ہو جس سے اُس نے روایت کی ہے لیکن مسلم اور دیگر اہل سنت محدثین اور شیعہ محدثین کے ہاں یہ شرط معتبر نہیں کیونکہ جب ایک راوی دوسرے راوی سے روایت کرتا ہے تو اس سے لا محالہ ان کی ملاقات ثابت ہوتی ہے۔ پھر دونوں کے درمیان واسطے کو تلاش کرنا خلاف ظاہر ہے۔

(ج) امام شافعی، سخاوی اور اُن کی پیروی میں بہت سے علمائے اہل سنت روایت کو قبول کرنے کے لیے کسی خاص مذہب سے وابستگی کو ضروری نہیں سمجھتے اور وہ تمام اسلامی مذاہب کے ثقہ افراد کی روایت کو قبول کرتے ہیں۔ (قواعد التحدیث ص ۱۶۴)

خطیب بغدادی نے (مشہور اہل سنت محدث) علی بن مدینی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''اگر ہم شیعہ ہونے کی وجہ سے اہل کوفہ کی روایات کو مسترد کر دیں تو پھر حدیث کی ساری کتابیں ختم ہو جائیں گی۔''
(خطیب بغدادی، الکفایہ فی علم الروایہ ص ۱۲۹)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تبصرہ جات

۱۔ کسی بھی راوی کے ثقہ ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ اس کی کوئی علت (ضعیف ہونے کی وجہ) بیان نہ کی گئی ہو لیکن اگر اس کی علت بیان ہوئی ہو تو پھر اس کے بارے میں تحقیق اور غور و فکر ضروری ہے کیونکہ بہت سے راویوں کے لیے ایسے توصیفی پہلو بیان کئے گئے ہیں جو اُن کی تعدیل و توثیق کا ثبوت نہیں بن سکتے مثلاً کسی راوی کا امام کی طرف سے وکیل ہونا یا اس کا صاحب کتاب ہونا وغیرہ۔

(مقدمہ معجم رجال الحدیث، آیت اللہ خوئی)

۲۔ بعض اوقات ایسی حدیث کو بھی صحیح کہا جاتا ہے جس کے سلسلۂ اسناد میں مذموم افراد موجود نہ ہوں اگرچہ بذات خود وہ حدیث مرسل یا منقطع کیوں نہ ہو۔

۳۔ صحیح مضاف وہ حدیث ہے جس کے راویوں کا سلسلہ وہاں تک صحیح ہو جس سے روایت نقل کی گئی ہے، اگرچہ اس شخص سے لے کر معصوم تک کا سلسلہ صحیح نہ ہو چاہے وہ مرسل یا منقطع ہو یا ان کے علاوہ ہو مثلاً کہا جائے **صحیحة ابن ابی عمیر عن رجل عن ابی عبداللہ**

۴۔ بعض اوقات ایسی حدیث کو بھی صحیح کہا جاتا ہے جو طعن سے محفوظ ہو اگرچہ وہ مرسل یا مقطوع ہی کیوں نہ ہو یا اس کے کچھ راوی غیر امامی ہوں مثلاً کہا جاتا ہے "صحیحہ ابن ابی عمیر" حالانکہ مذکورہ روایت مرسل ہے یا یہ کہ علامہ حلی خلاصۃ الاقوال میں فرماتے ہیں کہ **من لا یحضرہ الفقیہ** میں شیخ صدوق کا سلسلہ سند معاویہ بن میسرہ تک صحیح ہے اگرچہ اس کی توثیق نہیں ہوئی ہے۔ اسی طرح ہمارے اصحاب کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو حدیث شرائط صحت کے ساتھ ابان بن عثمان یا دیگر اصحاب اجماع سے نقل ہوئی ہو وہ صحیح ہے حالانکہ ابان کا تعلق **فطحیہ** مذہب سے تھا۔

۵۔ مراتب کے لحاظ سے صحیح کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ اعلیٰ۔ وہ حدیث جس کے تمام روای ثقہ ہوں اور اُن کی ثقاہت اپنے علم یا دو عادل گواہوں کے ذریعے ثابت ہو۔

۲۔ اوسط۔ وہ حدیث جس کے تمام راویوں یا کسی ایک راوی کی ثقاہت ایک عادل آدمی کی گواہی سے ثابت ہو۔

۳۔ ادنیٰ۔ وہ حدیث جس کے راویوں کی ثقاہت ظن اجتہادی سے ثابت ہو۔ (۱۴)

۶۔ اہل سنت کے ہاں حدیث صحیح کے مراتب حسب ذیل ہیں:

۱۔ وہ حدیث جو شرائط صحت کے ساتھ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں آئی ہو۔ اصطلاحی طور پر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اسے ''متفق علیہ'' اور صحیح اعلیٰ کا نام دیا جاتا ہے۔

۲۔ وہ حدیث جو صرف صحیح بخاری میں ہو۔

۳۔ وہ حدیث جو صرف صحیح مسلم میں ہو۔

۴۔ وہ حدیث جس میں بخاری اور مسلم کی شرائط موجود ہوں مگر وہ صحیحین میں نہ آئی ہو۔

۷۔ اگر کسی حدیث کی حسب ذیل جہات میں سے کسی جہت سے تائید ثابت ہو تو تمام علماء کی نظر میں وہ مقبول ہے:

۱۔ دلیل قطعی جیسے قرآن کے عموم سے اس کی تائید ہو۔

۲۔ قرآن میں اس کے حکم کا مضمون آیا ہو۔

۳۔ یا یہ کہ خبر متواتر سے اس کی تائید ہو۔

۸۔ کوئی حدیث (اگرچہ سند کے لحاظ سے صحیح ہو) اگر کتاب اللہ کے مضمون کی مخالف ہو یا اجماع کے خلاف ہو یا اکثر علماء اس کے مضمون سے اعراض کرتے ہوں یا خود سے قوی کسی حدیث سے معارض ہو تو وہ حدیث قابل قبول نہیں ہوگی۔ (۱۵) (۱۶)

حسن (۱۷)

ایسی متصل حدیث جس کا پورا سلسلہ اسناد امامی المذہب اور ممدوح راویوں پر مشتمل ہو (۱۸) لیکن ہر راوی کی عدالت پر نص موجود نہ ہو یا اس سلسلے کے کچھ راوی ممدوح اور باقی ثقہ ہوں۔ (۱۹)

بعض اوقات ایسی روایت کو بھی ''حدیث حسن'' کہا جاتا ہے جس کے راویوں کو ایک معین فرد تک مذکورہ بالا صفات سے متصف کیا جائے۔ (۲۰)

حسن کالصحیح

ایسی روایت کو حسن کالصحیح کہا جاتا ہے جس کے راویوں کی ایسی مدح کی گئی ہو جو اُن کے ثقہ ہونے پر دلالت کرتی ہو یا راوی کا تعلق اصحاب اجماع سے ہو (اصحاب اجماع کا تعارف گزر چکا ہے۔)

حسن الاسناد

اہل سنت محدثین کی اصطلاح میں ایسی روایت کو کہا جاتا ہے جس کی سند حسن ہو لیکن حدیث کا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

متن شذوذ یا علت کی وجہ سے حسن نہ ہو۔

مؤثق

مؤثق وہ حدیث ہے جس کے تمام سلسلۂ اسناد کی شیعہ کتب رجال (۲۱) میں توثیق کی گئی ہو اگر چہ اس سلسلے کے کچھ راوی غیر امامی ہوں جیسے علی بن فضال اور ابان بن عثمان۔ بعض اوقات مؤثق روایت کو'' قوی'' بھی کہا جاتا ہے۔(۲۲)

ضعیف

اُس روایت کو جس میں مذکورہ اقسام (صحیح ،حسن ،مؤثق ،قوی) کی شرائط موجود نہ ہوں ضعیف کہا جاتا ہے۔ (۲۳) بعض اوقات مجروح روایت پر بھی لفظ ضعیف کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ (۲۴)(۲۵)

ضعیف حدیث کی قسمیں

۱۔ موقوف
۲۔ مقطوع
۳۔ منقطع
۴۔ معضل
۵۔ شاذ
۶۔ منکر
۷۔ متروک
۸۔ معلل
۹۔ مضطرب
۱۰۔ مقلوب
۱۱۔ مدلس
۱۲۔ مرسل

(قواعد التحدیث ص ۴۰ اور ۱۲۰)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تبصرہ جات

۱۔ اصطلاح اہل سنت کے مطابق ضعیف وہ حدیث ہے جو صحیح اور حسن نہ ہو چنانچہ بیقونیہ میں تحریر ہے: **وکل ما عن رتبۃ الحسن قصر فھو الضعیف و ھو اقسام کثیر** جو روایت حسن سے کم درجے پر ہو وہ ضعیف ہے اور ضعیف کی بہت سی قسمیں ہیں۔

۲۔ شرح بیقونیہ میں ہے کہ جس روایت میں شرائط قبول موجود نہ ہوں اسے ضعیف کہا جاتا ہے اور شرائط قبول چھ ہیں:

۱۔ اتصال سند
۲۔ عدالت راوی
۳۔ ضبط راوی
۴۔ شذوذ کا نہ ہونا
۵۔ علت کا نہ ہونا
۶۔ اس کے معارض روایت کا نہ ہونا

بعد میں شارح نے ہر شرط کے نہ ہونے پر حدیث ضعیف کی علیحدہ علیحدہ اقسام بیان کی ہیں۔

ضعفِ حدیث کے اسباب

حسب ذیل دس اسباب حدیث کے ضعف کا موجب بنتے ہیں:

۱۔ راوی کا جھوٹا ہونا۔ جھوٹے راوی کی جھوٹی حدیث کو **حدیث موضوع** کہا جاتا ہے۔
۲۔ راوی پر جھوٹ کی تہمت لگی ہو۔ ایسی روایت کو **متروک** کہا جاتا ہے۔
۳۔ راوی نقل میں بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا ہو۔ ایسے راوی کی حدیث کو **منکر** کہا جاتا ہے۔
۴۔ راوی نقل میں پختہ کار نہ ہو تو روایت کو بھی **منکر** کہا جاتا ہے۔ (۲۶)
۵۔ راوی فسق کی وجہ سے جھوٹی احادیث تراشتا ہو۔ ایسی روایت کو بھی **موضوع** کہا جاتا ہے۔
۶۔ راوی توہم کی بنا پر روایت کرے۔ (۲۷) ایسی روایت کو **معلل** کہا جاتا ہے۔
۷۔ راوی نقل روایت میں ثقات کی مخالفت کرنے والا ہو۔ اگر وہ سند میں تبدیلی کے ذریعے مخالفت کرے تو اسے **مدرج** کہا جاتا ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۸۔ راوی کا مجہول ہونا۔ اس کی روایت کو **مجہول** کہا جاتا ہے۔

۹۔ راوی اہل بدعت میں سے ہو اور اس بدعت میں کسی شبہ کی وجہ سے مبتلا ہوا ہو تو اس کی بیان کردہ روایت کو **متروک** کہا جاتا ہے۔

۱۰۔ راوی کا حافظہ کمزور ہو۔ اگر ہمیشہ اس کی یہی حالت رہے تو اس کی روایت کو **شاذ** اور اگر بڑھاپے یا دوسرے عوارض کی وجہ سے حافظہ کمزور ہوا ہو تو اس کی بیان کردہ روایت کو **مختلط** کہا جاتا ہے۔ (۲۸)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حواشی وتشریحات

(۱) قواعد التحدیث ص ۷۹۔ تدریب الراوی ص ۱۴

(۲) محدثین اہل سنت ، حدیث کی تین بنیادی اقسام بیان کرتے ہیں : صحیح ، حسن اور ضعیف ان کی مصطلحات میں مؤثق موجود نہیں۔ (شرح زرقانی بر بیقونیہ ص ۱۴)

(۳) **فان بلغت سلاسله فی کل طبقة حدا یؤمن معه تواطئهم علی الکذب فمتواتر ویرسم بانه خبر جماعة یفید بنفسه القطع بصدقة** اگر ہر طبقے میں روایت کا سلسلۂ سند اس حد تک پہنچ جائے کہ ان سب کا جھوٹ پر جمع ہونا ممکن نہ ہوتو وہ متواتر ہے۔ اس کی تعریف یوں بھی کی جا سکتی ہے کہ متواتر وہ روایت ہے جو ایک ایسے گروہ سے منقول ہو جس کی سچائی کا یقین ہو۔ (وجیزہ)

الخبر اما ان یکون له طرق بلا عدد فمتواتر و هو المفید للعلم الیقینی بشروط اگر حدیث کے بے حساب طرق ہوں تو وہ متواتر ہے اور اپنی شرائط کے ساتھ یقینی علم کا فائدہ دیتی ہے۔ (شرح نخبۃ الفکر)

محققین کے نزدیک تواتر ثابت ہونے کے لیے افراد کی کوئی مخصوص حد مقرر نہیں۔ حافظ ابن حجر شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں : حدیث کے صحیح ثابت ہونے کے لیے راویوں کی تعداد متعین کرنے کے کوئی معنی نہیں ہیں جبکہ کچھ علماء نے چار ، کچھ نے پانچ ، کچھ نے دس ، کچھ نے بارہ ، کچھ نے چالیس اور کچھ نے ستر افراد کی تعداد مقرر کی ہے۔

(۴) شہید ثانی نے درایہ میں اور اُن کے فرزند نے معالم الاصول میں یہ بات لکھی ہے۔

(۵) ابن قبہ اور سید مرتضیٰ اول الذکر حتیٰ کہ اس پر عمل کرنے کو مخالف عقل قرار دیتے ہیں۔ (معارج الاحکام ، محقق حلی اور رسائل ، شیخ انصاری ۔ حجیت ظن کے باب کا ابتدائی حصہ)

اسی بات کی نسبت شیخ طوسی کی طرف بھی دی گئی ہے۔ (ایضاً)

شیخ بہائی وجیزہ میں فرماتے ہیں :

و قد عمل بها المتأخرون وردها المرتضی و ابن زهرة و ابن البراج و ابن ادریس و اکثر قدمائنا ... ولعل کلام المتأخرین عند التأمل اقرب متأخرین نے اس پر عمل کیا ہے جبکہ سید مرتضیٰ ، ابن زہرہ ، ابن البراج ، ابن ادریس اور ہمارے متقدمین کی اکثریت نے اسے رد کیا ہے ... شاید متأخرین کا کلام فکر و تأمل سے قریب تر ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

شیخ بہائی مزید فرماتے ہیں : **والشیخ علی ان خبر المتواتر ان اعتضد بقرینة ، الحق بالمتواتر فی ایجاب العلم و وجوب العمل و الا فیسمیه خبر آحاد و یجیز العمل به تارة و منعه اخری** شیخ کا نظریہ یہ ہے کہ خبر متواتر کی اگر قرائن کے ذریعے تائید ہو رہی ہو تو اسے اس متواتر کے ساتھ شامل کیا جائے گا جو علم اور وجوب عمل کا موجب بنتی ہے اور اس کا نام خبر آحاد نہیں ہوگا کیونکہ اس پر عمل بعض اوقات جائز اور بعض اوقات ممنوع ہوتا ہے۔

شہید ثانی درایہ میں فرماتے ہیں : وہ تمام علماء جو خبر واحد کو حجت سمجھتے ہیں وہ ایسی خبر صحیح پر عمل کرتے ہیں جو شاذ نہ ہو یا دوسری کوئی خبر صحیح کی معارض نہ ہو۔ مگر یہ کہ شیخ کی مانند کچھ علماء خبر حسن کو اور کچھ علماء جیسے محقق نے ''معتبر'' میں اور شہید ثانی نے ''ذکری'' میں خبر مؤثق کو بھی حجت قرار دیا ہے۔ کچھ حضرات تو خبر ضعیف — بشرطیکہ اس پر مشہور اصحاب نے عمل کیا ہو — پر بھی عمل جائز سمجھتے ہیں۔ حد یہ ہے کہ اگر خبر صحیح شہرت عملی نہ رکھتی ہو تو انھوں نے اس پر بھی خبر ضعیف کو مقدم قرار دیا ہے۔ پھر شہید ثانی ایک تحقیق کے ضمن میں فرماتے ہیں :اصحاب کے درمیان شہرت عملی ممکن نہیں کیونکہ شیخ طوسی سے پہلے سید مرتضیٰ جیسے علماء خبر واحد پر عمل کرنے سے منع کیا کرتے تھے۔ کچھ حضرات نے صحتِ حدیث کی شرائط کو مدنظر رکھے بغیر ہر طرح کی احادیث کی جمع و تدوین کی ہے چنانچہ فریقین کے طرز عمل کو مدنظر رکھے بغیر فقہاء کے لیے فتویٰ دینا ممکن نہیں ہے اگرچہ شیخ نے اپنی فقہی کتابوں میں کچھ ضعیف احادیث پر عمل کیا ہے اور اس معاملے میں دیگر علماء نے بھی اُن کی پیروی کی ہے۔ اس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ ایسی احادیث کو شہرت عملی حاصل ہے جب اصل عمل کی بازگشت شیخ طوسی کی طرف ہو۔ (درایہ شہید ص ۲۹)

(۶) سب سے پہلے جس نے خبر واحد کی حجیت پر بحث کی وہ امام شافعی ہیں۔ اُنھوں نے اپنی کتاب ''الرسالہ'' میں اس موضوع کو چھیڑا اور متقدمین شیعہ علماء میں سے سید مرتضیٰ نے ''الذریعہ'' اور شیخ طوسی نے ''عدۃ الاصول'' میں جبکہ متاخرین میں سے شیخ انصاری نے فرائد الاصول میں اس موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے۔ اہل سنت علماء میں سے ابن حجر نے اپنی کتاب فتح الباری میں اس پر مفصل گفتگو کی ہے۔

(**باب ما جآء اجازۃ خبر الواحد** کی شرح ذیل میں)

(۷) شہید ثانی کسی بھی حدیث کے تواتر کے قائل نہیں تھے۔ وہ فقط ایک حدیث **من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعده من النار** کو ممکن التواتر سمجھتے تھے۔ اُن کے والد **من کنت مولاه فهذا علی مولاه** کو حدیث متواتر سمجھتے تھے جبکہ علماء کا ایک گروہ کئی احادیث کے تواتر کا قائل ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

من کذب... کی حدیث کو باسٹھ صحابہ کرام نے رسول خدا ﷺ سے نقل کیا ہے جبکہ بعد کے طبقات میں نقل کرنے والوں کی تعداد میں مزید اضافہ ہوا۔

(درایہ، شہید ثانی ص ۱۶۔ وصول الاخبار ص ۷۷۔ علوم الحدیث ابن صلاح ۱۵۰)

(۸) محقق قمی نے متواتر معنوی کی کچھ اقسام بیان کی ہیں۔ مقیاس الدرایہ میں ان پر بحث کی گئی ہے

(۹) سید ابن طاوٗس، جمال الدین احمد بن موسیٰ بن جعفر بن طاوٗس (متوفی ۶۷۳ھ) نے فقہ اور علم رجال میں کئی کتابیں تالیف کی تھیں۔ اُن کے بھائی رضی الدین علی کو دعاؤں کی کتابوں میں عام طور پر سید ابن طاوٗس کہا گیا ہے۔

(۱۰) حسن بن یوسف بن مطہر حلی **علامہ** کے نام اور **آیت اللہ** کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ مشہور شیعہ عالم اور صاحب شرائع الاسلام محقق حلی کے شاگرد تھے۔ آپ نے فقہ، اُصول اور رجال میں گراں قدر کتابیں تالیف کی تھیں۔ آپ نے ۷۷ برس کی عمر میں ۷۲۶ھ میں وفات پائی۔ نخبۃ المقال کے مؤلف آپ کے بارے میں لکھتے ہیں: **وآیۃ اللہ ابن یوسف الحسن سبط مطہر فریدۃ الزمن علّامۃ الدھر جلیل قدرہ ولد رحمۃ ۶۴۸ وعز ۷۷ عمرہ**

(۱۱) بعض اوقات ایسی روایت پر بھی حدیث قوی کا اطلاق ہوتا ہے جس کے راوی امامی المذہب ہوں مگر نہ تو اُن کی مدح منقول ہو اور نہ اُن کی مذمت کی گئی ہو۔ (درایہ شہید ص ۲۶)

جن راویوں کی مدح و ذم پر سکوت کیا گیا ہو اُن کی بیان کردہ روایت قوی ہے۔ (وجیزہ، شیخ بہائی)

(۱۲) راوی کی توثیق کے لیے حسب ذیل الفاظ استعمال ہوتے ہیں:

ثقۃ، عین، وجہ، مشکور، شیخ الطائفہ اور حجۃ

عین: میزان کے معنی میں ہے جیسا کہ امام جعفر صادقؑ نے ابو الصباح کنان کے متعلق یہ لفظ استعمال کیا تھا۔ جس راوی کو لفظ ''وجہ'' سے یاد کیا جائے اس کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ شخص معالم دین اور حصول حدیث کے لیے قابل اعتماد ہے۔ (شعب المقال نراقی ص ۱۰)

خطیب بغدادی الکفایہ فی علم الروایہ میں لکھتے ہیں کہ لفظ ''حجۃ اور ثقہ'' کسی راوی کی تعریف کے لیے بہترین الفاظ ہیں۔

(۱۳) جس روایت کا سلسلۂ اسناد امامی المذہب راویوں پر مشتمل ہو اور اُن کے عادل ہونے کی توثیق کی گئی ہو وہ روایت صحیح ہے خواہ وہ شاذ ہی کیوں نہ ہو۔ (وجیزہ شیخ بہائی)۔ اہل سنت حدیث صحیح کے لیے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

عدم شذوذ اور عدم علت کو شرط قرار دیتے ہیں چنانچہ حافظ ابن حجر نخبۃ الفکر صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں :

جو خبر آحاد عادل و ضابط[۱] راوی سے منقول ہو اور اس کی سند متصل ہو اور روایت شذوذ اور علت سے خالی ہو وہ صحیح ہے۔

نووی تقریب الارشاد الی علم الاسناد میں لکھتے ہیں : جس حدیث کی سند عادل و ضابط راویوں پر مشتمل ہو نیز اس میں شذوذ اور علت نہ ہو وہ "صحیح" ہے۔ (ص ۱۴)

بیقونی لکھتے ہیں : خبر واحد کی پہلی قسم "صحیح" ہے اور اس سے مراد وہ حدیث ہے جس کے اسناد متصل ہوں نیز شذوذ اور علت سے خالی ہوں (جسے عادل اور ضابط اپنے جیسے راوی سے روایت کرے جس کے ضبط اور نقل پر اعتماد ہو)۔

(۱۴) ظن اجتہادی سے وہ راجح احتمال مراد ہے جو استصحابِ عدالت یا اصالۃ عدم الفسق کے قانون یا ظاہر الحال سے حاصل ہو۔

(۱۵) وصول الاخیار ص ۸۰

(۱۶) دو احادیث کے درمیان تعارض کی تفصیل ہماری کتاب "علم الحدیث" میں دیکھیں۔

(۱۷) روایت حسن کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کے راویوں پر ہمیں حسنِ ظن ہوتا ہے۔

(۱۸) اہل سنت کی اصطلاح میں "حسن" اس خبر مسند کو کہا جاتا ہے جس کے راوی درجۂ وثاقت کے قریب ہوں یا اس سے مراد وہ حدیث مرسل ہے جس کا "ارسال" کرنے والا ثقہ ہو مگر بہرحال اس کا شذوذ اور علت سے خالی ہونا ضروری ہے۔ (قواعد التحدیث ص ۱۰۲)

ابو سلیمان خطابی کہتے ہیں کہ جس کا مخرج معروف ہو، اُس کے رجال مشہور ہوں نیز اکثر احادیث کا اسی پر دارومدار ہے، علماء کی اکثریت اسے قبول کرتی ہو اور فقہاء اسے استعمال کرتے ہوں۔ (مقدمہ ابن صلاح ص ۱۵۔ تقریب نووی ص ۸۷)

جلال الدین سیوطی نے ابو سلیمان خطابی کی عبارت کی شرح میں لکھا ہے :

مخرج کی معرفت کی قید سے منقطع اور (بیان سے پہلے والی) مدلس حدیث اس سے خارج ہوگئیں (تدریب الراوی ص ۸۷)

۱۔ ضابط یعنی وہ راوی دیگر ثقہ راویوں کی بیان کردہ احادیث کے خلاف احادیث بیان نہ کرتا ہو، حافظے میں کمزور نہ ہو، بڑی بڑی غلطیاں بکثرت نہ کرتا ہو، لا پروا نہ ہو اور وہمی طبیعت کا مالک نہ ہو۔ (رضوانی)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

زرقانی نے روایت حسن کی دو قسمیں بیان کی ہیں :

۱۔ حسن لذاتہ

۲۔ حسن لغیرہ

اور پہلی قسم کی یوں تعریف کرتے ہیں : **ھو ما اشتھر رواتہ بالصدق والامانۃ ولم تصل فی الحفظ والاتقان رتبۃ رجال الصحیح** حسن لذاتہ وہ حدیث ہے جس کے راوی صادق و امین مشہور ہوں لیکن حفظ اور ضبط میں رجال صحیح کے رتبے پر فائز نہ ہوں۔ (شرح بیقونیہ ص ۲۴)

اس بیان کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اصطلاحِ فریقین کے مطابق حدیث حسن کا درجہ حدیث صحیح سے کم ہوتا ہے اسی لیے مقدمہ ابن صلاح میں مرقوم ہے : جب کسی حدیث کے راوی اہل حفظ و اتقان کے درجے سے کم تر ہوں لیکن سچائی اور ستر میں مشہور ہوں تو وہ حدیث ، حدیث حسن کہلاتی ہے۔

(۱۹) راوی کی مدح پر دلالت کرنے والے الفاظ درج ذیل ہیں :

متقن، حافظ، ضابط، مشکور، زاھد اور **قریب الامر**

(الرواشح السماویہ ص ۵۹۔ رجال کشی۔ مقدمات رجال ابو علیٰ ص ۱۲ اور درایہ مروج)

(۲۰) علامہ نے شیخ صدوق کی **من لا یحضرہ الفقیہ** میں سماعہ بن مہران کے طریق کو ''حسن'' شمار کیا ہے جبکہ اُس کا تعلق واقفیہ مذہب سے تھا۔ (درایہ شہید ص ۲۵)

(۲۱) مذکورہ شرط (کتب شیعہ میں اس کی وثاقت کی تصریح کی گئی ہو) اس لیے ہے کہ اہل سنت کی کتب رجال میں کچھ راویوں کی وثاقت بیان کی گئی ہے۔ چونکہ علمائے اہل سنت تمام صحابہ کو عادل جانتے ہیں ، اس کے ساتھ دوسری کچھ وجوہات کی بنا پر یہ تعدیل امامیہ کی نظر میں معتبر نہیں ہے۔

(۲۲) وہ غیر امامی افراد جن کی سب نے توثیق کی ہے ان کی بیان کی ہوئی احادیث مؤثق ہیں۔ ان احادیث کو قوی بھی کہا جاتا ہے۔ (وجیزہ ، شیخ بہائی)

(۲۳) ان چار اقسام (صحیح ، حسن ، مؤثق اور قوی) کے علاوہ ایک قسم ضعیف ہے۔ (وجیزہ ، شیخ بہائی)

(۲۴) درایہ شہید ص ۸۰

(۲۵) **جرح** کا لفظ **تعدیل** کے مقابل استعمال ہوتا ہے اور جرح سے مراد وہ صفت ہے جس کی وجہ سے حدیث درجۂ صحت سے گر جاتی ہے اور ضعیف قرار پاتی ہے۔ راوی کی حسب ذیل الفاظ کے ذریعے جرح کی جاتی ہے :

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ضعیف، مضطرب، غال، مرتفع القول، متهم، ساقط، لیس بشیء، کذوب، وضاع یروی عن الضعفآء (ضعیف راویوں سے روایت کرتا ہے) **لا یبالی عن اخذ** (اس بات کی پروانہیں کرتا کہ کس سے روایت لے رہا ہے) **یعتمد المراسیل** (مرسل روایات پر اعتماد کرتا ہے)۔

نیز حسب ذیل الفاظ اختلاف کا باعث بنتے ہیں:

یعرف حدیث و ینکر (اس کی بیان کردہ کچھ احادیث ماننے اور کچھ انکار کے قابل ہیں)۔ **لیس بنقی السند** (اس کی سند صاف ستھری نہیں)۔ (وجیزہ، شیخ بہائی)

(۲۶) یہ اس رائے کی بنا پر ہے کہ **منکر** کے متعلق قواعد کی مخالفت کو شرط نہیں مانتا۔

(۲۷) راوی کے توہم کا مطلب ہے کہ راوی حدیث مرسل یا حدیث منقطع کو اس طرح بیان کرے جس سے یہ گمان ہو کہ شاید یہ حدیث متصل ہے۔ یا وہ ایک حدیث کو دوسری حدیث میں ضم کردے یا مختلف اسناد کو ایک دوسرے سے مخلوط کرے۔

(۲۸) شیخ محمد بن علی تھانوی نے **کشاف اصطلاحات الفنون و العلوم** (مطبوعہ ۱۱۵۸ھ) میں کتاب **خلاصة الخلاصه** کے حوالے سے لکھا ہے کہ حدیث ضعیف کی حسب ذیل بارہ قسمیں ہیں:

۱۔ موقوف ۲۔ مقطوع ۳۔ مرسل ۴۔ معضل ۵۔ مفصل ۶۔ شاذ

۷۔ منکر ۸۔ معلل ۹۔ مدلس ۱۰۔ مضطرب ۱۱۔ مقلوب ۱۲۔ موضوع

قواعد التحدیث صفحہ ۱۲۰ پر مذکورہ اقسام کے علاوہ ضعیف کی مزید دو قسموں کا تذکرہ کیا گیا ہے ان میں سے ایک متروک اور دوسری **مختلق** ہے لیکن یہ کہا سکتا ہے کہ مذکورہ اقسام میں سے زیادہ تر متروک ہو چکی ہیں۔ علاوہ بریں منقطع اور مرسل کے خلاف معارض ہو تو اُنھیں بھی متروک سمجھا جاتا ہے۔ **مختلق**، حدیث موضوع کا دوسرا نام ہے لہٰذا ضعیف حدیث کی وہی بارہ قسمیں ہی ہیں جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

متقدمین اور متاخرین کی اصطلاح میں ضعیف حدیث

یہاں یہ جان لیجئے کہ بہت سی احادیث جنھیں متقدمین امامیہ صحیح مانتے تھے متاخرین ضعیف جانتے ہیں۔ متقدمین کو جب اعتماد اور وثوق ہوتا تھا کہ یہ حدیث معصوم ہی سے آئی ہے تو وہ اُس کو صحیح مان لیتے تھے جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ کچھ ضعیف احادیث (قسم چہارم) کو علمائے حدیث قابل اعتماد جانتے تھے۔ علمائے متقدمین کا کسی حدیث کونقل نہ کرنا خود اُس حدیث کوضعیف قرار دیتا تھا اگرچہ اس میں ضعیف ہونے کی علامات ظاہر نہ ہوں اور متاخرین کی اصطلاح کے مطابق بیرونی قرائن اور شواہد پر غور نہیں کیا گیا اور اُن سے چشم پوشی کی گئی ہے اس بنا پر جن احادیث کو متقدین نے قابل اعتماد اور با وثوق قرائن سے موثوق الصدور سمجھا اُن کی صحت بے ملاک نہیں۔ (۱)

حدیث کی دوسری اصطلاحات کے نام

متاخرین کہتے ہیں احادیث کے لیے مستفیض ،مشہور اور عزیز کی اصطلاحات بھی رائج ہیں مستفیض یعنی وہ حدیث جس کے ہر طبقے میں دو یا زیادہ راوی ہوں اور ایک قول کے مطابق تین سے زیادہ راوی ہوں لیکن وہ حدتواتر تک نہ پہنچے۔ اس حدیث کو''مشہور'' بھی کہتے ہیں (۲) مستفیض میں یہ شرط ہے کہ اس کے راویوں (سلسلۂ سند) کے ہر طبقے کا ہر راوی مذکورہ صفت سے متصف ہو لیکن مشہور میں ممکن ہے کہ صرف چند طبقات کے راوی اس صفت سے متصف ہوں۔

اُس خبر کو بھی مشہور کہا جاتا ہے جو زباں زد عام ہو اور شہرت رکھتی ہو (۳) اگرچہ اس کے ہر طبقے یا کچھ طبقات میں راویوں کی تعداد ایک سے زیادہ نہ ہو یا سرے سے اس کی کوئی سند ہی نہ ہو مثلاً

الصلاۃ معراج المومن نماز مومن کی معراج ہے۔ (۴) یا

انما الاعمال بالنیات اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

اس حدیث کو پہلے طبقے میں صرف حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے (۵۔ ۶)

اس حدیث کو جسے ہر طبقے سے دو افراد نے نقل کیا ہو''عزیز'' کہا جاتا ہے۔ (۷)

اس عبارت کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ ہر طبقے کے دو افراد نے دو افراد سے جو حدیث نقل کی ہو اُسے عزیز کہا جاتا ہے۔ (علامہ احمد شاکر کے بقول) اس طرح کی حدیث کا وجود بہت مشکل ہے۔ اس لیے اس سے مراد یہ ہے کہ ہر طبقے میں دو راویوں نے اسے نقل کیا ہو ، اگرچہ ایک طبقے کے دو راویوں میں سے ہر ایک نے دوسرے طبقے کے صرف ایک راوی سے روایت کی ہو البتہ مروی عنہ کے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

طبقے کے ایک اور فرد نے بھی اسے روایت کیا ہو۔ (۸)

عزیز (عز، یعز) کے مادہ سے نادر یا کمیاب کے معنی میں آتا ہے یا پھر اس کے معنی قوت اور استقامت کے ہیں۔ پہلے معنی کے مطابق اس طرح کی حدیث کو عزیز کہنے کی وجہ سے اس کا نادر اور کمیاب ہونا ہے اور دوسرے معنی کے مطابق اسے عزیز اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ اطمینان اور وثوق کے قابل ہوتی ہے۔

تبصرہ: ابوعلی جبائی حدیث کی صحت کے لیے یہ شرط قرار دیتے تھے کہ اسے ہر طبقے کے کم از کم دو راویوں نے نقل کیا ہو۔ (شرح نخبۃ الفکر)

متفق (جمع : متفقات)

متفق اُس حدیث کو کہا جاتا ہے جسے بیشتر محدثین یا کم از کم بعض محدثین نے روایت کیا ہو جیسا کہ بخاری اور مسلم کی متفق علیہ احادیث۔

متفرد (جمع : متفردات)

متفرد اُس حدیث کو کہا جاتا ہے جسے صرف ایک ہی محدث نے نقل کیا ہو اور باقی محدثین نے نقل نہ کیا ہو مثلاً متفردات مسلم۔ (۹)

غریب الاسناد

وہ حدیث جسے ہر طبقے میں ایک فرد نے ایک فرد سے روایت کیا ہو۔ (۱۰) یا اس سے مراد ایسی حدیث ہے جسے کچھ طبقات میں سے ایک فرد نے نقل کیا ہو لیکن اس کا متن کسی دوسرے طریق سے معروف ہو۔ (۱۱) ایسی حدیث کو ''مفرد'' بھی کہا جاتا ہے۔ (۱۲)

غریب المتن والاسناد

وہ مشہور حدیث جسے صحابہ کی ایک جماعت نے نقل کیا ہو مگر اسے ایک صحابی کسی ایسے صحابی سے نقل کرے جس سے دوسروں نے روایت نہ کی ہو۔ بیشتر غریب احادیث صحیح نہیں ہوتیں۔ (۱۳)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

غریب المتن ، مفرد

غریب المتن ایسی حدیث کو کہا جاتا ہے جسے طبقہ اول میں یا شیخ حدیث سے نقل میں صرف ایک فرد نے روایت کیا ہو (۱۴) اگر چہ بعد کے طبقات میں اسے شہرت حاصل ہوئی ہو اور کئی لوگوں نے اسے نقل کیا ہو جیسے حدیث **انما الاعمال بالنیات** کو صرف حضرت عمرؓ نے نقل کیا ہے اور اُن سے فقط علقمہ بن وقاص لیثی نے نقل کیا ہے۔ پھر علقمہ سے صرف محمد بن ابراہیم تیمی نے اور اُن سے صرف یحییٰ بن سعید نے نقل کیا لیکن یحییٰ سے تقریباً دوسو افراد نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ (۱۵)

غریب المتن کو ایک لحاظ سے مفرد بھی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر بعد کے طبقات میں اسے زیادہ افراد نے نقل کیا ہو تو اس لحاظ سے اسے مشہور بھی کہتے ہیں جیسا کہ یہی مذکورہ بالا حدیث۔

غریب الالفاظ

یہ وہ حدیث ہے جس کے متن میں مشکل اور نامانوس الفاظ استعمال ہوئے ہوں۔ (۱۶)

مسند

یہ وہ حدیث ہے جس کے معصوم تک تمام مراتب میں سلسلۂ سند مذکور اور متصل ہو۔ (۱۷) اس تعریف سے مرسل ، معلق ، موقوف اور مقطوع روایات خود بخود خارج ہو جاتی ہیں۔

متصل و موصول

وہ حدیث ہے جس کے ہر راوی نے پہلے طبقے کے راوی سے بلا واسطہ روایت نقل کی ہو لیکن اس میں معصوم سے سلسلۂ حدیث کا متصل ہونا شرط نہیں کیونکہ یہ ممکن ہے کہ سلسلۂ حدیث کسی شیخ تک متصل ہو۔ اس صورت میں حدیث ، متصل نسبی کہلائے گی۔ اس لحاظ سے حدیث موقوف اور مرفوع بھی حدیث متصل میں شامل ہیں۔ (۱۸) البتہ مطلق متصل وہ حدیث ہے جس کے راویوں کا سلسلہ معصوم یا صحابی تک منقطع ہوئے بغیر بیان ہوا ہو۔ (۱۹)

معنعن

ایسی حدیث جس کے سلسلۂ سند کے ہر راوی نے **سَمِعْتُ** جیسے الفاظ کی بجائے **عَنْ فلان** استعمال کیا ہو۔ (۲۰)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تبصرہ جات

۱۔ معنعن میں چونکہ راوی تدلیس کے شبہے سے بری ہوتے ہیں اس لیے وہ حدیث متصل ہوتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ہر راوی کی مروی عنہ سے ملاقات ممکن ہو لیکن اگر راوی نے مروی عنہ کو نہ دیکھا ہو اور اس کے باوجود وہ ''عن فلان'' کہہ کر اس سے حدیث نقل کرے تو وہ روایت منقطع ہوگی۔

۲۔ قواعد التحدیث میں مرقوم ہے **و کثر ایضًا استعمال (عن) فی الاجازۃ** یعنی جب راوی شیخ الحدیث سے صاحب اجازہ ہوتا ہے تو وہ ''عن فلان'' کہہ کر حدیث نقل کرتا ہے۔

۳۔ لفظ معنعن **عنعنہ** کے جعلی مصدر سے ماخوذ ہے۔ (مقیاس الدرایہ)

مؤنن

وہ مسند حدیث جس کی سند میں یوں کہا جائے **حدثنا فلان ان فلاناً حدثہ** اور ہر راوی لفظ اَنّ استعمال کرے تو اسے حدیث مؤنن کہا جاتا ہے۔

مرفوع

مرفوع وہ حدیث ہے جس کے سلسلۂ سند کے درمیان یا اُس کے آخر میں ایک یا ایک سے زائد راویوں کا نام موجود نہ ہو لیکن راوی ''رفع'' یعنی نام غائب ہونے کی تصریح کرے جیسے **کلینی عن علی بن ابراھیم عن ابیہ رفعہ الی الصادق علیہ السلام قال...** (۲۱)

مرفوع کے حوالے سے ایک اور اصطلاح بھی رائج ہے اور وہ ایسی حدیث ہے جو آخر میں معصوم سے منسوب ہو چاہے سند حدیث مقطوع اور مرسل ہو یا مسند۔ (۲۲)

معلق (۲۳)

معلق اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کے سلسلہ سند کی ابتدا میں ایک یا ایک سے زیادہ راوی حذف ہو۔ (۲۴) چنانچہ **من لا یحضرہ الفقیہ**، **تھذیب** اور **استبصار** کی کچھ احادیث میں بظاہر یہی معاملہ دکھائی دیتا ہے لیکن شیخ صدوق اور شیخ طوسی نے کتاب کے آخر میں **مشیخہ** کا اضافہ کر کے معلق کو مسند بنا دیا ہے۔ (۲۵ ۔ ۲۶)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حواشی وتشریحات

(۱) کسی حدیث پر اعتماد کرنے کے قرائن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ حدیث مذہب امامیہ کی کتب اربعہ میں موجود ہو۔ اسی طرح اہل سنت کے ہاں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں کسی حدیث کا موجود ہونا اس کی صداقت کا قرینہ ہے چنانچہ ابو اسحاق اسفرائنی اور حمیدی سے منقول ہے کہ وہ صحیحین کی روایات کو علم نظری کے لیے مفید سمجھتے تھے۔ (شرح نخبۃ الفکر ص ۹)

تبصرہ جات

فیض کاشانی نے الوافی میں اور شیخ حر عاملی نے ہدایۃ الامۃ میں لکھا ہے کہ متقدمین علمائے شیعہ کے ہاں صحت حدیث کی شرائط حسب ذیل ہیں:

۱۔ کسی حدیث کا اُصول اربع مائۃ میں سے کسی اصل میں موجود ہونا جو کہ ہمارے اصحاب میں مشہور اور متداول ہیں۔

۲۔ مختلف اور معتبر طرق سے حدیث ایک یا دو اُصول میں آئی ہو۔

۳۔ حدیث کا ایسے رواۃ کے اُصول میں موجود ہونا جنکی صحت حدیث اور توثیق پر اجماع ہے۔

۴۔ حدیث کا اصحاب اجماع میں سے کسی کے اُصول میں ہونا مثلاً صفوان بن یحییٰ اور بزنطی۔

۵۔ حدیث کا ایسی کتاب میں موجود ہونا جسے ائمہ طاہرینؑ کے اصحاب میں سے کسی نے لکھا ہو اور امام کی خدمت میں اسے پیش کیا ہو اور امام نے اس کی صحت کی تصدیق کی ہو مثلاً حلبی کی کتاب جسے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا اور یونس بن عبدالرحمان کی کتاب جسے اُنھوں نے امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں پیش کیا تھا اور امام نے اس کی تصدیق کی تھی۔

۶۔ حدیث کو اُن کتابوں سے اخذ کرنا جو متقدمین کے ہاں مشہور اور قابل اعتماد تھیں چاہے ان کتابوں کا مؤلف امامی ہو مثلاً حریز کی کتاب الصلاۃ یا غیر امامی ہو مثلاً حفص بن غیاث کی کتاب۔

تبصرہ شہید: شہید ثانی بدایہ میں فرماتے ہیں کہ علماء کی اکثریت نے خبر ضعیف پر عمل کرنے سے منع کیا ہے جبکہ کچھ علماء نے اس صورت میں اس پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے جب روایت شہرت رکھتی ہو یا اس کے مضمون کے تحت فتویٰ دیا گیا ہو کیونکہ اس سے صدق راوی کے متعلق ظن و اطمینان پیدا ہوتا ہے۔ شہید ثانی نے اس کی مزید وضاحت یوں کی ہے:

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

شیخ طوسی سے پہلے شہرت روائی کی کوئی شرط نہیں تھی کیونکہ سید مرتضیٰ اور ایک جماعت نے خبر واحد پر عمل کرنے سے منع کیا تھا اور کچھ لوگوں نے جرح و تعدیل کے بغیر احادیث کو جمع کیا ہے اس طرح اس سے شہرت حاصل نہیں ہوتی۔ شیخ طوسی سے قبل شہرتِ فتوائی کا کہیں وجود دکھائی نہیں دیتا کیونکہ علماء کے فتاویٰ تنہائی میں تو نہیں لکھے جاتے تھے۔ پھر شیخ طوسی کے بعد لوگوں نے اُن کی تقلید میں شہرتِ فتوائی کو ضعیف حدیث کی قبولیت کا ذریعہ بنایا۔

(۲) اگر ہر طبقے میں تین سے زیادہ راوی ہوں تو اسے حدیث مستفیض کہتے ہیں (وجیزہ، شیخ بہائی) اور اگر ہر طبقے میں دو سے زیادہ راوی ہوں تو اسے حدیث مستفیض کہا جائے گا۔ (شرح نخبۃ الفکر)

(۳) درایہ شہید ثانی ص ۱۷۔ شرح نخبۃ ص ۶۔ قواعد التحدیث ص ۱۲۵۔ شرح الفیہ، احمد شاکر ص ۴۶

(۴) وہ روایت ہے جسے ہر جگہ فرد واحد نے روایت کیا ہو۔ (شرح نخبۃ الفکر ص ۸)

(۵) قواعد التحدیث، ص ۱۲۵۔ شرح نخبۃ الفکر ص ۶ - ۷۔ اس کی مثال وہ حدیث ہے جسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ** تم میں سے کوئی بھی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھے اپنے والد اور اولاد سے زیادہ محبوب نہ سمجھے۔

اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے انس سے نقل کیا ہے، انس سے قتادہ اور عبدالعزیز بن صہیب نے روایت کیا۔ پھر اگلے مرحلے پر شعبہ اور سعید نے قتادہ سے نقل کیا اور اسماعیل بن علیہ اور عبدالوارث نے اسے عبدالعزیز سے نقل کیا ہے۔ بعد کے طبقے میں بہت سے افراد نے اس سے روایت کو نقل کیا۔

(تدریب الراوی ص ۳۷۵)

(۶) ان مشہور احادیث کے متعلق عجلونی، اسماعیل بن محمد (متوفی ۱۱۶۲ھ) نے **کشف الخفاء و مزیل الالباس عما اشتہر من الاحادیث علی السنۃ الناس** کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جو دو جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۷) قواعد التحدیث ص ۱۲۵۔ شرح نخبۃ الفکر ص ۶۔ تدریب الراوی ص ۳۷۵ باذکر مثال

(۸) میر داماد کی نظر میں ''عزیز'' وہ حدیث ہے جسے پہلے طبقے میں حدیث غریب کی طرح صرف ایک فرد نے نقل کیا ہو لیکن بعد کے طبقات میں دو افراد نے اسے نقل کیا ہو۔ (الرواشح ص ۱۳۰)

(۹) شرف الدین بارزی نے اپنی کتاب **التیسیر فی احادیث البشیر النذیر** میں پہلے اصحاب

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

صحاح کی **متفرد** روایات اور پھر ان کی **متفقات** کو جمع کیا ہے۔

(۱۰) حدیث **صحیح غریب السند** کی مثال : عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے اہل طائف کا محاصرہ کیا مگر طائف فتح نہ ہوا تو آپ نے فرمایا: **انا قافلون ان شاء اللہ غدا** اللہ نے چاہا تو ہم کل روانہ ہوجائیں گے۔ مسلمانوں نے کہا: کیا ہم اسے فتح کئے بغیر چلے جائیں گے؟ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ جہاد کرو۔ لوگوں نے جنگ کی اور اُنھیں زخم آئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم کل روانہ ہوجائیں گے۔ لوگوں کو یہ سن کر تعجب ہوا۔ رسول خدا ﷺ نے صبح تک قیام کیا۔

اس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔

حاکم نیشاپوری کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح اور غریب ہے کیونکہ اسے صرف ابو العباس سائب نے ابن عمر سے اور اُن سے صرف عمرو بن دینار نے نقل کیا ہے اور عمرو سے صرف ایک راوی سفیان بن عیینہ نے روایت کیا ہے اسی لیے یہ حدیث غریب ہے اگرچہ اس کے راوی اوصافِ صحت کے حامل ہیں۔

(۱۱) یہ ایسی حدیث ہے جس کا متن صحابہ کی جماعت سے معروف ہو یا جو ان سے منقول ہے جو صحابہ کے حکم میں ہیں جب اس کی روایت میں صرف کوئی ایک صحابی ہو۔ (الرواشح ص ۱۳۰)

(۱۲) غرابت یا تو اصل سند میں ہوگی یا نہیں ہوگی، اگر اصل میں ہے تو یہ فرد مطلق ہوگی۔ (نخبۃ الفکر)

نووی نے تقریب اور سیوطی نے تدریب الراوی میں حدیث غریب کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ غریب وہ روایت ہے جسے ایک فرد نے ائمہ حدیث میں سے کسی سے نقل کیا ہو اگرچہ ممکن ہے کہ اس تعریف سے اُن کی مراد **غریب المتن** ہو۔

(۱۳) مالک لکھتے ہیں کہ حدیث غریب علم حدیث کا مشکل ترین حصہ ہے۔ احمد بن حنبل کہتے تھے کہ تم یہ غرائب مت لکھو۔ یہ غیر معروف ہیں اور زیادہ تر ضعیف راویوں سے منقول ہیں۔

(قواعد التحدیث ص ۱۲۵۔ تدریب الراوی ص ۳۷۶)

(۱۴) ایسی حدیث جس کی ایک ہی شخص روایت کرے۔ (شرح نخبۃ الفکر ص ۸) اگر تمام طبقات میں ایک ہی راوی ہو تو وہ غریب ہے۔ (وجیزہ، شیخ بہائی) جب کوئی عادل ضابط تنہا روایت کرے تو اسے حدیث غریب کہا جاتا ہے۔ (الرواشح السماویہ ص ۱۳۰)

(۱۵) درایہ شہید۔ قواعد التحدیث ص ۱۲۵۔ درایہ مروج۔ نووی نے ایسی حدیث کا نام غریب الحدیث رکھا ہے۔ (تقریب نووی ص ۳۸۷)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۶) علمائے اسلام نے اس علم کی بڑی خدمت کی ہے اور روایتوں کے مشکل اور نامانوس الفاظ کی تشریح کے لیے کئی کتابیں لکھی ہیں جن میں اُنھوں نے نامانوس الفاظ کی وضاحت کی ہے :

۱۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے ابو عبیدہ معمر بن مثنی (متوفی ۲۱۰ھ) نے غریب الحدیث کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ ان کے بعد بالترتیب درج ذیل علماء نے اس موضوع پر کتابیں لکھیں :

۲۔ **نضر بن شمیل مازنی**

۳۔ اصمعی عبدالملک بن قریب (متوفی ۲۱۳ھ یا ۲۱۷ھ)

۴۔ ابو عبید قاسم بن سلام (متوفی ۲۲۴ھ) نے لغات حدیث پر تفصیلی تحقیق کی اور اس موضوع پر ایک جامع کتاب تحریر کی جو چالیس برس میں مکمل ہوئی۔ جب یہ کتاب مکمل ہوگئی تو اُنھوں نے اسے خراسان کے حاکم عبیداللہ بن طاہر کو ہدیہ کیا۔ حاکم نے اُن کی اس علمی کاوش کی قدردانی کرتے ہوئے اُن کے لیے دس ہزار درہم ماہانہ وظیفہ مقرر کیا۔ یہ کتاب بے ترتیب تھی پھر موفق الدین ابن قلابہ نے اسے حروف تہجی کی ترتیب سے مرتب کیا۔

۵۔ ابن قتیبہ دینوری عبداللہ بن مسلم (متوفی ۲۷۶ھ)۔ اُنھوں نے ابو عبیداللہ کی بیان کردہ احادیث کا ضمیمہ شامل کر کے یہ کتاب لکھی۔

۶۔ ابو سلیمان خطابی (متوفی ۳۸۸ھ) نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی۔ اُن کی کتاب دراصل ابن قتیبہ کی شرح ہے۔

۷۔ عبدالغافر فارسی نے کتاب مجمع الغرائب لکھی۔

۸۔ قاسم السرقسطی المالکی (متوفی ۳۰۲ھ) نے کتاب الدلائل کے نام سے ابن قتیبہ کی کتاب کی شرح لکھی۔

۹۔ حافظ ثابت بن حزم (قاسم سرقسطی کے والد) نے اپنے فرزند کی کتاب کی تکمیل کی۔

۱۰۔ ہروی (متوفی ۴۰۱ھ) نے غریبین نامی کتاب لکھی اور اُنھوں نے اپنی اس کتاب میں غریب القرآن اور غریب الحدیث دونوں پر بحث کی ہے۔

۱۱۔ ابو موسیٰ محمد بن ابی بکر اصفہانی نے ہروی کی کتاب کی شرح لکھی۔

۱۲۔ زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ) نے اس عنوان پر الفائق لکھی جس کی وجہ سے ہروی کی کتاب پس منظر میں چلی گئی۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۱۳۔ ابن جوزی ۔ ابو الفرج

۱۴۔ ابن اثیر۔ ابو السعادات مبارک بن محمد (متوفی ۶۰۶ ھ) نے **النہایہ** لکھی جو غریب الحدیث کے موضوع پر جامع اور بہترین کتاب ہے۔ صفی ارموی نے اس پر شرح لکھی اور سیوطی نے اس کی تلخیص لکھی جس کا نام **الدر النثیر** رکھا۔ یہ کتاب النہایہ کے حاشیہ پر چھپی ہوئی ہے۔

۱۵۔ ابراہیم بن اسحاق عربی نے بھی اس موضوع پر ایک مفصل کتاب لکھی اور اس کتاب میں ایسی احادیث کے اسناد کو بھی لکھا اس لیے یہ کتاب متروک ہو کر رہ گئی۔

۱۶۔ ان علماء کے علاوہ اس عنوان پر تغلب لغوی ، ابو العباس احمد بن یحییٰ ، مبرد ، محمد بن یزید ، ابوبکر انباری ، محمد بن قاسم ، احمد بن حسن کندی ، محمد بن عبدالواحد زاہد (صاحب تغلب) نے بھی کتابیں لکھیں

۱۷۔ وہ حدیث جس کی سند راوی سے لے کر آخر تک رسول اکرم ﷺ سے مرفوعاً متصل ہو۔ (قواعد التحدیث ص ۱۲۳) وہ حدیث جس کی سند راوی سے لے کر معصوم تک مرفوعاً متصل ہو۔ (درایہ شہید ص ۳۵) اگر سارا سلسلۂ سند معلوم ہو تو وہ مسند ہے۔ (وجیزہ ، شیخ بہائی)

ابن عبدالبر کا کہنا ہے کہ یہ وہ حدیث ہے جو صرف رسول خدا ﷺ سے منقول ہو چاہے متصل ہو یا منقطع۔ حاکم نیشاپوری اور دوسرے علماء فرماتے ہیں کہ یہ اصطلاح صرف مرفوع متصل میں ہی استعمال ہوتی ہے۔ اس کے برعکس موقوف ، مرسل ، معضل اور مدلس میں استعمال نہیں ہوتی۔

(تدریب الراوی ص ۱۰۷)

سیوطی کہتے ہیں کہ مسند مرفوع متصل کو کہا جاتا ہے۔ کچھ علماء کہتے ہیں کہ مسند کا اطلاق مرفوع پر ہوتا ہے اور کچھ کا کہنا ہے کہ اس کا اطلاق متصل پر ہوتا ہے۔

۱۸۔ شرح بدایہ شہید۔ قواعد التحدیث

متصل وہ حدیث ہے جس کے اسناد سے کوئی نہ چھوٹا ہو۔ (شرح نخبۃ الفکر) وہ حدیث جو مرفوع ہو اور جس کے اسناد متصل ہوں یا کسی پر موقوف ہوں۔ (تقریب نووی ص ۱۰۸)

ان تعریفات سے لگتا ہے کہ کچھ محدثین انقطاع سلسلہ کو اتصال کے منافی سمجھتے ہیں اور کچھ مرفوع اور موقوف کو بھی متصل میں شامل سمجھتے ہیں جبکہ ہمارا نظریہ یہ ہے کہ لفظ متصل مطلق طور پر موقوف اور مرفوع کو شامل نہیں کرتا ورنہ مذکورہ صورت میں یہ کہنا چاہیے کہ یہ حدیث فلاں صحابی تک متصل ہے۔

۱۹۔ ترجمہ شرائع ص ۲۱

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۲۰۔ جو حدیث لفظ عَنْ کی تکرار کے ساتھ مروی ہو وہ معنعن کہلاتی ہے۔ (وجیزہ، شیخ بہائی)

۲۱۔ اہل سنت کی اصطلاح میں مرفوع اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کے اسناد کا سلسلہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جا کر اختتام پذیر ہو۔

ابن حجر لکھتے ہیں کہ اگر سلسلہ اسناد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچے تو وہ مرفوع ہے اور اگر صحابی پر رک جائے تو موقوف ہے اور اگر تابعی پر رک جائے تو مقطوع ہے۔ (نخبۃ الفکر ص ۴)

نووی کہتے ہیں کہ مرفوع وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچے خواہ متصل ہو یا منفصل ہو۔ (تقریب الراوی ص ۱۰۹)

ابن صلاح نے بھی یہی کہا ہے۔ (مقدمۃ الحدیث ص ۲۲)

۲۲۔ یہ وہ حدیث ہے جو قول، فعل یا تقریر کی حیثیت سے معصوم تک پہنچے خواہ اس کے اسناد متصل ہوں یا صحابی کا نام خذف ہونے یا کسی اور وجہ سے منقطع ہوں۔ (قواعد التحدیث ص ۱۱۳) مرفوع وہ حدیث ہے جس میں صحابی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول یا فعل کی خبر دے۔ (الکفایہ، خطیب)

۲۳۔ **معلق** تعلیق در طلاق سے ماخوذ ہے یعنی بیوی کو شوہر نہ تو اپنے گھر میں رکھے اور نہ ہی طلاق دے بلکہ معلق کر کے رکھے۔ اسی مناسبت سے جو حدیث نہ تو متصل ہو اور نہ منفصل وہ **معلق** کہلاتی ہے۔ (شہید اور دیگر علماء)

۲۴۔ شرح نخبۃ الفکر ص ۲۶۔ قواعد التحدیث ص ۱۲۴۔ **او سقط من اولها واحد فصاعدا فمعلق** یا اس کے ابتدائی حصے سے ایک یا ایک سے زائد راوی چھوٹ جائے وہ معلق ہے۔ (وجیزہ، شیخ بہائی)

۲۵۔ شہید ثانی فرماتے ہیں: **ولا یخرج المعلق عن الصحیح اذا عرف المحذوف من جهة الثقة** اگر محذوف شخص کی بطور ثقہ شناخت ہو جائے تو "معلق" حدیث صحیح کے دائرے سے خارج نہیں ہوتی۔

۲۶۔ صاحب معالم اپنی کتاب **منتقی الجمان** جلد اول صفحہ ۲۱ پر لکھتے ہیں:

یہ بات جان لینی چاہیے کہ تینوں مشائخ (کتب اربعہ کے مؤلفین) اسناد کا ذکر مختلف طریقے سے کرتے ہیں۔ شیخ کلینی حدیث کو مکمل نقل کرتے ہیں یا پھر سابقہ سند کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ شیخ صدوق سند کے زیادہ حصے کو چھوڑ دیتے ہیں لیکن کتاب کے آخر میں اس کی مکمل تلافی کر دیتے ہیں۔ شیخ طوسی کبھی تو پوری سند بیان کرتے ہیں اور کبھی اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ بعض اوقات سند کے کچھ حصے کو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

چھوڑ دیتے ہیں اور باقی کو بیان کرتے ہیں۔ (علم درایہ کے ماہرین سند کے ابتدائی حصے کے چھوڑنے کو تعلیق کہتے ہیں)۔ پھر انھوں نے تہذیب کے آخر میں اس کی صراحت کی ہے اور مزید یہ کہ استبصار میں فرماتے ہیں کہ جس حدیث کے ابتدائی حصے کو میں نے بیان نہیں کیا وہ اس کے نام سے ہے جس کی کتاب سے حدیث لی گئی ہے اور اُنھوں نے اپنے سلسلۂ اسناد کو صاحبان کتاب (اُصول حدیث) تک تفصیلی طور پر بیان کیا ہے۔

مفرد۔ شاذ۔ نادر۔ محفوظ

حدیث مفرد کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ مفرد مطلق

۲۔ مفرد نسبی

اگر سند کے سلسلے کا پہلا اور ابتدائی راوی فرد واحد ہو تو اُس کی بیان کردہ روایت کو مفرد مطلق بصورت دیگر مفرد نسبی کہا جاتا ہے۔ (۱)

مفرد مطلق وہ حدیث ہے جس کا راوی نقل حدیث میں منفرد ہو یعنی کسی دوسرے راوی نے اس حدیث کو بیان نہ کیا ہو۔ (۲)

ایسی حدیث کو ''غریب'' بھی کہا جاتا ہے اور اگر دو راوی ہوں تو اسے ''عزیز'' کہا جاتا ہے۔

مفرد نسبی وہ حدیث ہے جس کے نقل میں کسی ایک شہر کے رہنے والے منفرد ہوں۔ (۳) (۴)

مشہور علمائے حدیث مفرد کو شاذ بھی کہتے ہیں (۵) جبکہ شافعی، علمائے حجاز اور کچھ شیعہ علماء نے شاذ کی یہ تعریف کی ہے: شاذ وہ حدیث ہے جو حدیث مشہور یا ایسی حدیث کی معارض ہو جس کے راوی نسبتاً زیادہ حافظ ہوں (۶) ایسی حدیث کو ''نادر'' بھی کہا جاتا ہے۔

اگر حدیث شاذ (مخالف مشہور) کا راوی غیر ثقہ ہو تو اسے **منکر** اور **مردود** بھی کہا جاتا ہے (۷)

جو حدیث، حدیثِ شاذ کے برعکس ہو اُسے حدیثِ محفوظ کہا جاتا ہے (۸) لہٰذا حدیثِ محفوظ اُس مشہور حدیث کو کہا جاتا ہے جس کے مقابلے میں حدیث شاذ پائی جاتی ہو۔

مشہور کی تعریف کے مطابق **انما الاعمال بالنیات** حدیث شاذ ہے کیونکہ پہلے طبقے میں اس کے راوی صرف حضرت عمرؓ ہیں۔ دوسرے طبقے میں اس کا راوی فقط علقمہ ہے اور تیسرے طبقے میں اس کا راوی فقط محمد بن ابراہیم اور چوتھے طبقے میں صرف یحییٰ بن سعید ہے۔ (۹)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بہر حال محققین صرف راوی کے مفرد ہونے کی بنیاد پر (اگر وہ ثقہ ہو تو) اُس کی روایت کو رد نہیں کرتے۔

متابع ، شاہد

اگر سلسلۂ سند کے کچھ افراد، حدیث مفرد کے راویوں کے ساتھ اسی ایک مفہوم کو نقل کریں اور ان میں مطابقت پائی جاتی ہو تو اس حدیث کو "متابع" کہا جاتا ہے۔ (۱۰) حدیث متابع اور شاہد چونکہ دوسری حدیث کی مؤید ہوتی ہے اس لیے اُسے اہمیت دی جاتی ہے لہٰذا صحتِ حدیث کو زیادہ ملحوظ نہیں رکھا جاتا اور اگر حدیث مفرد کا مضمون دوسرے سلسلۂ سند سے منقول ہو تو اسے "شاہد" کہا جاتا ہے۔ (۱۱) بعض اوقات متابع کو شاہد اور شاہد کو متابع بھی کہا جاتا ہے۔ (۱۲)

مدرج

مدرج اُس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کے متن میں راوی اپنا یا دوسروں کا کلام شامل کر دے جس کی وجہ سے کلام راوی اور کلام معصوم میں اشتباہ پیدا ہو جائے، یہ کام چاہے تشریح و توضیح کی غرض سے ہو یا کلام معصوم سے استدلال کے لیے کیا گیا ہو یا حدیث کے سلسلۂ سند کو بیان کرتے ہوئے کسی راوی کے متعلق کچھ وضاحت کے لیے اپنی بات کا اضافہ کیا گیا ہو یا دو ایسی حدیثوں کو جن کا سلسلۂ اسناد جدا جدا ہو کسی دوسرے سلسلۂ سند کے ضمن میں بیان کیا گیا ہو یا دو الگ الگ سلسلۂ اسناد کے متون کو ایک سلسلۂ سند سے بیان کیا گیا ہو یا متن حدیث کے ایک حصے کو بیان کیا گیا ہو اور کوئی دوسرا شخص اسی متن کو اس حصے کے ساتھ جو مذکورہ سند سے نہ آیا ہو بلکہ دوسری سند سے آیا ہو اس سے بیان کرے۔ (۱۳)

مکاتب

ایسی حدیث جس پر امام کے دستخط ہوں چاہے اس کی ابتدا میں ایسا کیا ہو یا کسی سائل کے جواب کے آخر میں دستخط کئے ہوں۔ اس میں یہ ضروری نہیں کہ پوری تحریر امام نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہو بلکہ اگر امام نے کسی کاتب کو تحریر املاء کرائی ہو اور آخر میں امضاء کئے ہوں تب بھی کافی ہے۔ (۱۴)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مصحف

ایسی حدیث جس کی سند یا متن کے کچھ حصے کو کسی مشابہ لفظ یا عبارت سے بدل دیا گیا ہو (۱۵) کبھی دو لفظوں میں مشابہت کی وجہ سے تصحیف واقع ہوجاتی ہے۔ ممکن ہے یہ کتابت میں ہو جیسے لفظ مراجم کو ''مزاحم'' لکھا جائے اور جریر ''حریز'' ہوجائے یا برید ''یزید'' سے بدل جائے مثلاً برید بن معاویہ عجلی کو یزید بن معاویہ عجلی لکھا جائے۔ ایک حدیث ہے : **من صام رمضان و ابتعه ستًّا من شوال** اس میں کاتب کی غلطی سے لفظ **ستًّا** ،**شَيئًا** سے بدل گیا ہے۔ (۱۶)

اسی طرح ایک حدیث کے الفاظ یوں تھے : **ان النبی احتجر بالمسجد** یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں چٹائی سے ایک حجرہ بنایا لیکن کاتب نے لفظ **احتجر** کو **احتجم** سے بدل دیا اور حدیث کا یہ مطلب بن گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں فصد کھلوایا۔ (۱۷)

بعض اوقات حدیث کے معنی و مطلب میں تصحیف واقع ہوجاتی ہے مثلاً ابو موسیٰ محمد بن مثنی عنزی سے یہ جملہ منقول ہے : (۱۸) **نحن قوم لنا شرف نحن عنزه صل الينا رسول الله** (۱۹)

عربی زبان میں چھوٹے عصا کو **عنزہ** کہا جاتا ہے۔ اتفاق سے راوی کے قبیلے کا نام بھی عنزہ تھا لہٰذا اُس نے عنزہ سے لاٹھی کی بجائے اپنا قبیلہ مراد لیا جبکہ اس حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اُن کی لاٹھی پڑی تھی۔ آپ نے اُس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی۔ اب اس تصحیف کے بعد اس کے یہ معنی نکلتے ہیں : ہم بہت معزز قوم ہیں، ہم عنزہ ہیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف منہ کرکے نماز پڑھی تھی۔

اس جملے میں لفظ عنزہ سے عصا مراد ہے لیکن راوی نے اشتراکِ الفاظ سے سوء استفادہ کیا اور کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف منہ کرکے نماز پڑھی تھی۔ (۲۰)

محرف

محرف (تحریف شدہ) وہ حدیث ہے جس کی سند یا متن میں کوئی کمی بیشی ہوئی ہو یا ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف رکھا گیا ہو۔ (۲۱) مثلاً ابن ابی ملیکہ کو ''ابن ابی ملائکہ'' لکھا جائے۔ اسی طرح ایک حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا :

یا علی یهلك فيك اثنان ، محب غال و مبغض قال اے علی ! تمھارے متعلق دو طرح

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے، ایک محبت میں غلو کرنے والا اور ایک دشمنی میں بغض رکھنے والا۔

اس حدیث میں موجود **محب غال** کو **مبغض غال** سے تحریف کیا گیا ہے۔ (۲۲)

اسی طرح کتب مقاتل میں ہے کہ جب حضرت علی اکبرؑ میدان میں جانے لگے تو امام حسینؑ نے اپنی سبابہ آسمان کی طرف اُٹھا کر فرمایا: خدایا! تو گواہ رہنا! یہاں بعض لوگوں نے سَبَّابَتَهٗ (انگشت شہادت) کی جگہ لکھا ہے **رفع الحسین شیبته** (امام حسینؑ نے اپنی ڈاڑھی پکڑ کر آسمان کی طرف بلند کی) یعنی اُنھوں نے تحریف کردی۔ (۲۳)

عالی اور نازل

عالی (بلند) وہ حدیث ہے جس کی سند متصل ہو اور راوی کم سے کم ہوں اور نازل (پست) وہ حدیث ہے جس کی سند میں اتصال نہ ہو اور راوی زیادہ ہوں۔ (۲۴) علماء کے ایک گروہ نے عالی السند احادیث کے متعلق تحقیق کی اور اپنی کتابوں میں ایسی احادیث کو قرب الاسناد کے نام سے جمع کیا۔ عبد اللہ بن جعفر حمیری کی کتاب **قرب الاسناد** اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ (۲۵)

جس کتاب میں عالی احادیث ہوں اُسے اہل سنت ''عوالی''[۱] کے نام سے یاد کرتے ہیں مثلاً حافظ ذہبی کی کتاب **العوالی المنتقاة** جس کا ایک نسخہ دار الکتب الظاہریہ، دمشق میں موجود ہے۔ (۲۶)

مساوات اور مصافحہ

اگر شیخ حدیث نے کسی روایت کو راویوں کی ایک مخصوص تعداد کے واسطے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہو اور مؤلفین صحاح نے بھی اس حدیث کو راویوں کی مخصوص تعداد سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہو جس کی تعداد مساوی ہو تو اسے ''مساوات'' کہتے ہیں۔

اور اگر راویوں کی ایک مخصوص تعداد کسی شیخ سے کوئی حدیث روایت کرے اور اتنے ہی راویوں سے صحاح کے مؤلفین بھی وہی حدیث نقل کریں البتہ یہاں راوی مختلف ہوں اور صرف اُن کی تعداد برابر ہو تو اسے ''مصافحہ'' کہا جاتا ہے کیونکہ یہ ایسا ہے جیسے راوئ اور اس کتاب کا مؤلف ہم عصر ہوں اور دونوں نے ایک ہی استاد سے حدیث کا سبق لیا ہو اور ایک دوسرے سے مصافحہ کیا ہو۔ (۲۷)

۱۔ اس سلسلے کی ایک اور مشہور کتاب عوالی اللئالی ہے جسے غلط طور پر غوالی اللئالی پڑھا جاتا ہے۔ اس کے مؤلف مشہور شیعہ عالم ابن ابی جمہور، شیخ محمد بن علی بن ابراہیم احسائی ہیں۔ (رضوانی)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مطروح

ایسی حدیث جو دلیل قطعی کی مخالف اور نا قابل تاویل ہو اسے ''مطروح'' کہا جاتا ہے۔

روایۃ الاقران

اگر راوی اور جس نے اس سے روایت کی ہے وہ دونوں ہم عصر اور ہم عمر ہوں یا ایک ہی شیخ سے روایت نقل کریں (۲۸ ۔ ۲۹) تو اسے ''روایۃ الاقران'' کہا جاتا ہے مثلاً سید مرتضیٰ اور شیخ طوسی دونوں نے شیخ مفید سے روایت کی ہے۔

مدبج

مذکورہ بالا صورت میں اگر ایک ہی شیخ کے دونوں شاگرد ایک دوسرے سے حدیث نقل کریں تو اس حدیث کو ''مدبج'' کہا جاتا ہے۔ (۳۰)

روایۃ الاکابر عن الاصاغر

جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ وہ حدیث ہے جسے بڑی عمر کا شخص اپنے سے کم عمر کے آدمی سے روایت کرے یعنی کم عمر کے آدمی نے شیخ سے حدیث پہلے سن لی ہو اور بعد میں اس سے بڑی عمر کا شخص اُس سے وہ حدیث نقل کرے مثلاً ایک باپ اپنے بیٹے سے یا ایک صحابی کسی تابعی سے حدیث نقل کرے۔ (۳۱)

معروف ، منکر ، مردود اور متروک

''معروف'' اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کا مضمون اُس کی معارض حدیث کی نسبت راویوں کے درمیان زیادہ شہرت رکھتا ہو اور اس کے برعکس کو منکر کہا جاتا ہے یعنی وہ حدیث جسے صرف ایک غیر ثقہ فرد نے نقل کیا ہو اور معروف کے مخالف ہو۔ (۳۲)

منکر کو بعض اوقات مردود اور متروک بھی کہا جاتا ہے۔ (۳۳) اور یہ تب ہوتا ہے جب حدیث منکر کا راوی متہم بالکذب ہو۔ معروف و مشہور اور منکر و شاذ کا ایک ہی مفہوم ہے اگرچہ عام طور پر معروف

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سے مراد وہ حدیث ہے جس کے مقابلے میں حدیث منکر پائی جاتی ہو نیز اصطلاحی طور پر منکر اُس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کے سلسلۂ سند میں ضعف کا باعث بننے والی چیز پائی جاتی ہو اور شاذ وہ صحیح السند حدیث ہے جو خود سے راجح تر کسی حدیث کے ساتھ معارض ہو۔ (۳۴) شہید ثانی شاذ کو صحیح السند سے اعم قرار دیتے ہیں۔ (۳۵)

محفوظ اور شاذ

''محفوظ'' وہ حدیث ہے جسے ایک گروہ نے نقل کیا ہو اور وہ دوسری ایسی حدیث کی مخالف ہو جسے صرف ایک فرد نے نقل کیا ہو۔ دوسری کو'' شاذ'' کہا جاتا ہے (۳۶) یعنی'' شاذ'' کی مخالف روایت کومحفوظ کہا جاتا ہے۔ (۳۷)

مسلسل

''مسلسل'' اُس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کے معصوم تک سلسلۂ سند کے تمام یا زیادہ تر راوی ایک دوسرے کے ہم نام ہوں یا پھر سارے راوی ایک ہی شہر کے رہنے والے ہوں یا روایت کرتے وقت گفتار یا کردار میں مشابہ خصوصیات کے حامل ہوں یا ہر راوی نے اپنے والد سے روایت کی ہو مثلاً اخبرنی فلانہ'' واللہ'' پھر سلسلۂ سند کے ہر راوی نے'' واللہ'' کا تکرار کیا ہو یا سلسلہ سند کچھ یوں ہو مثلاً اخبرنی ابی قال، اخبرنی ابی... (۳۸ ۔ ۳۹ ۔ ۴۰)

مزید

مزید وہ روایت ہے جس کے متن یا سند میں اضافہ (زیادہ) کیا گیا اور یہ اضافہ اس جیسی دوسری حدیث میں موجود نہ ہو مثلاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے:

جعلت لی الارض مسجدًا و طھورًا زمین کو میرے لیے مقام سجدہ اور پاکیزگی کا ذریعہ بنایا گیا ہے لیکن دوسری سند سے مروی حدیث میں **و ترابھا طھورًا** کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔ (۴۱)

سلسلۂ سند میں اضافے کی صورت یہ ہے کہ کوئی روایت کسی ایک سلسلۂ سند سے منقول ہو جبکہ اس کی دوسری سند میں ایک فرد زیادہ ہو۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ناسخ ومنسوخ

ناسخ وہ حدیث ہے جو قرآن وسنت میں موجود کسی حکم کو کالعدم کردے اور جو حکم اس کے ذریعے کالعدم ہوجائے اسے ''منسوخ'' کہا جاتا ہے (۴۲) مثلاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزے کی حالت میں فصد کھلوانے کو مبطل روزہ قرار دیتے ہوئے فرمایا تھا: **افطرا لحاجم والمحجوم** پچھنے لگانے والے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ باطل ہے لیکن یہ حدیث منسوخ ہو چکی ہے کیونکہ راویوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل یوں بیان کیا ہے: **احتجم رسول اللہ و ھو صائم** رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزے کی حالت میں پچھنے لگوائے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے آٹھویں سال پچھنے لگوانے والے اور لگانے والے کے روزے کے باطل ہونے کا اعلان کیا تھا پھر ہجرت کے دسویں سال آپ نے خود پچھنے لگوا کر اُس حکم کو عملی طور پر منسوخ کردیا۔ (۴۳)

محکم

ایسی حدیث مقبول جس کے مقابلے میں کوئی معارض نہ ہو۔ (۴۴)

متشابہ

تشابہ کبھی سند میں ہوتا ہے اور کبھی متن میں۔ متشابہ السند وہ حدیث ہے جس کے بعض راویوں کے نام تلفظ اور کتابت میں یکساں ہوں لیکن دونوں کے باپ کے نام کے ''صرف کتابت میں'' یکساں ہوں لیکن تلفظ میں فرق ہو مثلاً ایک راوی کا نام محمد بن عَقیل ہے۔ (عقیل کی عین پر زبر) جبکہ دوسرے راوی کا نام بھی محمد بن عُقیل ہے لیکن اس میں عُقیل کی عین پر پیش ہے۔ (۴۵)

بعض اوقات صورت حال یہ ہوتی ہے کہ دونوں راویوں اور اُن کے باپ کے نام مکمل طور پر یکساں ہوتے ہیں اور اُن کی پہچان کا ذریعہ ان کا الگ لقب ہوتا ہے مثلاً احمد بن محمد بن عیسیٰ (اسدی) اور احمد بن محمد بن عیسیٰ (القسری)۔ (۴۶)

متشابہ المتن: یہ وہ ہے جس کا مفہوم ومعنی میں دو مساوی احتمال موجود ہوں۔ (۴۷)

نص، مجمل، ظاہر، مؤوّل

حدیث کا متن کی اپنے معنی ومقصود کے واضح یا غیر واضح ہونے کی وجہ سے مذکورہ بالا قسمیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بنتی ہیں۔ اگر حدیث میں ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہوں جن کا فقط ایک ہی معنی ہو اور اس میں کسی دوسرے معنی کا احتمال نہ ہوتو اُسے ''نص'' کہا جاتا ہے۔ اگر حدیث ایسے الفاظ پر مشتمل ہو جن میں دو یا دو سے زیادہ معانی کا احتمال ہو اور کسی ایک معنی کے تعین پر کوئی واضح قرینہ موجود نہ ہوتو اُسے ''مجمل'' کہتے ہیں اور اگر حدیث کے الفاظ کے بہت سے معانی ہوں لیکن کسی ایک معنی کا احتمال راجح ہوتو اُسے ''ظاہر'' کہتے ہیں اور اگر حدیث کو عقلی اور نقلی شواہد کی وجہ سے خلاف ظاہر معنی پر محمول کیا جائے تو اُسے مؤوّل کہتے ہیں۔ (۴۸)

مبین و مجمل

''مبین'' وہ حدیث ہے جس کے الفاظ کی دلالت بالکل واضح ہو۔ اس کی ضد ''مجمل'' ہے۔

مقبول و مردود

مقبول اُس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کے مضمون کو علماء نے قبول کیا ہو اور اُس کے مطابق عمل کیا ہو۔ (۴۹)

نوعاً یہ اصطلاح اُن احادیث کے لیے استعمال کی جاتی ہے جو اصطلاحی طور پر صحیح سے متصف نہ ہوں مثلاً مقبولہ عمر بن حنظلہ وغیرہ جس سے شیخ انصاری نے رسائل اور دیگر کتب اُصول میں استدلال کیا ہے کیونکہ رجال میں عمر بن حنظلہ کے متعلق جرح و تعدیل وارد نہیں ہوئی۔ (۵۰ ـ ۵۱)

مردود

مردود وہ حدیث ہے جس کی صداقت پر اطمینان نہ ہونے کی وجہ سے عمل نہ کیا گیا ہو۔ (۵۲)

معتبر

معتبر وہ حدیث ہے جس کے مضمون پر عمل ہوا ہو یا اس کے معتبر ہونے پر کوئی دلیل موجود ہو مثلاً وہ روایت اُصول اربعماَۃ جیسے معتبر کسی اُصول میں موجود ہو۔ (۵۳)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حواشی اورتشریحات

(۱) درایہ شہید ص ۱۷

(۲) اگرچہ اس کے معنی کو کوئی دوسری روایت بیان نہ کرے تب بھی وہ مفرد میں سے ہے۔ (اختصار علوم الحدیث ص ۵۹)

(۳) ابن حجر کہتے ہیں کہ مفرد نسبی وہ حدیث ہے جس کی دو یا چند طبقات میں صرف ایک ہی شخص روایت کرے۔ (شرح نخبۃ الفکر ص ۱۰) تدریب الراوی میں اسے مفرد نسبی کی اقسام میں سے ایک قسم شمار کیا گیا ہے۔

(۴) مفرد نسبی کی مثال : ابو نصر احمد بن سهل الفقيه عن حكم بن عتيبة عن حنش قال كان علي يضحي بكبشين، بكبش عن النبي و بكبش عن نفسه حضرت علیؑ عید قربان پر دو بکرے ذبح کیا کرتے تھے، ایک بکرا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے۔
اس حدیث کے جملہ راوی کوفی ہیں۔ اہل کوفہ کے سوا اس حدیث کو کسی اور نے نقل نہیں کیا۔

(۵) مشہور کی مخالف روایت ''شاذ'' کہلاتی ہے۔ (وجیزہ، شیخ بہائی)
شاذ وہ حدیث ہے جسے کسی ثقہ نے روایت کیا ہو اور وہ جمہور کی روایت کی مخالف ہو۔ (درایہ شہید ص ۴۵)

(۶) شافعی کہتے ہیں کہ شاذ وہ روایت ہے جسے مقبول نے روایت کیا ہو اور اس کی روایت اس سے بہتر شخص کی روایت کی مخالف ہو۔ ایسا نہیں کہ اُس نے ایسی روایت بیان کی ہو جو اس کے علاوہ کسی نے روایت نہ کی ہو۔ (قواعد التحدیث ص ۱۳۱۔ تقریب ص ۱۴۶۔ مقدمہ ابن صلاح ص ۳۶)

(۷) درایہ شہید ص ۴۶۔ مقدمہ ابن صلاح ص ۳۷

(۸) شرح نخبۃ الفکر ص ۲۰

(۹) مقدمہ ابن صلاح ص ۳۶۔ تدریب الراوی ص ۸۰

(۱۰) اگر کوئی حدیث مفرد نسبی کے مضمون کے موافق ہو تو وہ ''متابع'' ہے اور متابعت اگر راوی کو حاصل ہوجائے تو وہ تامہ کہلاتی ہے اور اگر اس کے شیخ یا اس سے اوپر کے سلسلۂ سند کو حاصل ہو تو وہ قاصرہ ہے اور اس سے تقویت کا استفادہ کیا جاتا ہے۔ (شرح نخبۃ الفکر ص ۲۱۔ قواعد التحدیث ص ۱۲۸)

(۱۱) اگر اس کا مضمون کسی اور طریق کے واسطے سے کسی دوسرے صحابی سے منقول ہو تو اسے اس کے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مضمون کا شاہد کہا جاتا ہے۔ (اختصار علوم الحدیث ص ۵۹۔ شرح نخبۃ الفکر ص ۳۴۔ قواعد التحدیث ص ۱۲۴۔ **هدیة المحصلین** ص ۶۴۔ تدریب الراوی ص ۱۷۳)

(۱۲) شرح نخبۃ الفکر ص ۲۳

(۱۳) خطیب بغدادی نے اس مضمون پر ایک کتاب لکھی تھی۔ (تدریب الراوی ص ۱۷۸)

(۱۴) مامقانی کہتے ہیں: سچ یہ ہے کہ مکاتبہ حجت ہے البتہ اس میں دوسری احادیث سے زیادہ تقیہ کا احتمال ہوتا ہے۔ (مقیاس الدرایہ ص ۵۱)

(۱۵) اگر سند یا متن میں تصحیف کی جائے تو وہ مصحف کہلاتی ہے۔

(۱۶) ابوبکر صولی اس تصحیف کا مرتکب ہوا تھا۔ (تدریب الراوی ص ۳۸۵)

(۱۷) یہ تصحیف ابن لہیعہ نے کی تھی۔ (تدریب الراوی ص ۳۸۵)

مثلاً یہ حدیث کہ **الدنیا رأس کل خطیئة** دنیا (کی محبت) ہر غلطی کی بنیاد ہے۔

اخلاق ناصری میں یہ اس طرح لکھی گئی ہے: **الدینار رأس کل خطیئة** دینار، ہر غلطی کی بنیاد ہے۔ (**هدیة المحصلین** ص ۷۱)

اسی طرح تصحیف کی ایک اور مثال ملاحظہ کیجیے مثلاً:

زُر غبا تزدد حبًا کچھ دن غائب رہ کر ملاقات کرو تا کہ محبت میں اضافہ ہو۔

کچھ لوگوں نے اس سیدھے سے جملے کو یوں پڑھا: **زُرعنا تزدد حبًا** ہم سے ملاقات کرتے رہا کرو تا کہ محبت میں اضافہ ہو۔ (تدریب الراوی ص ۳۸۵)

(۱۸) درایہ شہید ص ۴۳۔ علوم الحدیث ابن صلاح ص ۲۵۵، طبع ڈاکٹر نور الدین عتر

(۱۹) مجمع البحرین میں مرقوم ہے: **کان رسول الله یجعل العنزة بین یدیه اذا صلی و کان ذالك لیتستر عن المارة** رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے وقت اپنے آگے ایک لکڑی (سترہ) رکھ دیتے تھے تا کہ راہ گیروں سے ستر حاصل ہو۔ (درایہ مروج ص ۷۲)

(۲۰) قواعد التحدیث ص ۱۲۶، طبع سوم

(۲۱) کچھ حضرات مصحف اور محرف دونوں کو ایک ہی سمجھتے ہیں جبکہ کچھ حضرات کا خیال ہے کہ تحریف خاص ہے اور تصحیف عام ہے۔ کچھ علماء نقطوں کے لحاظ سے الفاظ کی تبدیلی کو تصحیف اور لفظ میں تبدیلی کو تحریف کہتے ہیں۔ (درایہ مروج ص ۷۳) لیکن میر داماد نے محرف اور مصحف کا علیحدہ علیحدہ ذکر کیا ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ابن حجر کہتے ہیں کہ اگر سیاق میں خط کی صورت خط رہے اور ایک یا چند حروف بدل دیئے جائیں اور یہ تبدیلی شکل کی ہوتو وہ **محرف** ہے۔عسکری اور دارقطنی نے اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں۔ (شرح نخبۃ الفکر ص ۳۵)

(۲۲) لفظ "**غال**" **غلا، یغلو، غلوا** (بروزن **دعا یدعو**) سے اسم فاعل ہے جس کے معنی حد سے گزرنے اور زیادہ کرنے کے ہیں[1] اور لفظ "**قال**" **قلی، یقلی، قلا** سے دشمنی کے معنی میں ہے۔

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصود یہ ہے کہ حضرت علیؑ کی محض دشمنی ہی ہلاکت کا سبب ہے، ہلاکت کے لیے شدید دشمنی ضروری نہیں کہ "**مبغض غال**" کہا جائے۔

(۲۳) بظاہر اس طرح کی تحریفات کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ رسم الخط ناقص تھا اور اس میں نقطے نہیں ہوتے تھے۔

(۲۴) قواعد الحدیث ص ۱۲۸۔ "**وقصیر السلسلة عال**" جس حدیث کا سلسلۂ سند مختصر اور کم سے کم ہو وہ "عالی" کہلاتی ہے۔ (وجیزہ، شیخ بہائی)

(۲۵) علمائے امامیہ میں سے چار علماء نے "قرب الاسناد" لکھی ہیں:

۱۔ صاحب **اعیان الشیعه** علامہ سید محسن امین عاملی اپنی کتاب **نقض الوشیعه** مطبوعہ **الغدیر للطباعة والنشر**، طبع اول ۲۰۰۱ء، ص۴۸۹ پر رقمطراز ہیں:

فكل حديث يرويه أى شخص كان، يخالف الكتاب والسنة او اجماع المسلمين، او فيه غلو يوجب المشاركة فى شيء من صفة الربوبية، او يخالف ماثبت بالضرورة من الدين الاسلام، فهو باطل، طرحه او تأويله، وائمة اهل بيت براء منه والشيعة ايضاً بريئة منه، ولو قال بمضمونه احد فهى لاتشك فى غلطه وخطئه ... فلابد من النظر اولاً فى السند، فاذا صح نظر فى المتن، فان خالف ما ثبت من الكتاب او السنة او اجماع المسلمين وجب طرحه، ولو كان سنده فى غاية الصحة

ہر وہ حدیث جسے کوئی نقل کرے (اگر) وہ کتابِ (خدا) یا سنتِ (رسول) یا اجماعِ مسلمین کے خلاف ہو یا اس میں غلو کی (بُو آرہی ہو) ایسا غلو کہ جو سبب بنے صفاتِ خدا میں شریک ہونے کا یا ایسا غلو جو مخالف ہو اُس نظریے کا جو ضروریاتِ دین میں شمار ہوتا ہو وہ باطل ہے اور اس کو چھوڑ دینا یا اس کی مناسب تاویل کرنا لازم ہے اور ایسی بات سے ائمہ اہل بیتؑ بری ہیں اور شیعہ بھی ایسی باتوں سے (اعلانِ) برأت کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ایسے مضمون کا قائل ہوتو اُس کے غلطی اور خطا پر ہونے میں بالکل شک نہیں کرنا چاہیے ...ضروری ہے کہ پہلے اُس کی سند دیکھی جائے، اگر سند صحیح ہے تو متنِ حدیث کو دیکھا جائے، اگر متن اُس عقیدے کے خلاف ہو جو کتاب، سنت یا اجماعِ مسلمین سے ثابت ہے اُس کو ٹھکرا دینا واجب ہے چاہے اس کی سند اعلیٰ درجے کی صحیح ہی کیوں نہ ہو۔ (رضوانی)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۱۔ ابوجعفر محمد بن محمد بن جعفر بن بطہ مؤدب قمی

۲۔ علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی

۳۔ علی بن ابراہیم قمی

۴۔ عبداللہ بن جعفر حمیری۔ اس کتاب میں ۱۳۷۸ احادیث ہیں۔

(فہرست آستان قدس رضوی ج ۵، ص ۱۴)

ان کے علاوہ بھی دیگر دو علماء نے قرب الاسناد مرتب کی ہے:

۱۔ محمد بن علیمی یقطینی

۲۔ محمد بن عمران ابی الفرج قزوینی۔ (فوائد الرضویہ ص ۲۶۴)

(۲۶) کتب عوالی کی تفصیلات کے لیے کشف الظنون جلد دوم دیکھیے۔

(۲۷) شرح نخبۃ الفکر ص ۵۱۔ تدریب الراوی ص ۳۶۶

(۲۸) شرح نخبۃ الفکر ص ۵۱۔ اگر مروی عنہ عُمر یا شیخ سے حصول حدیث میں یکساں ہو تو اسے **روایۃ الاقران** کہا جاتا ہے۔ (وجیزہ، شیخ بہائی)

(۲۹) ابن حجر نے شرح نخبہ ص ۵۲ پر لکھا ہے: ایک ساتھ شیخ کے درس میں شرکت کرنے والے دو قرین (ساتھیوں) کی وفات کے درمیان کا زیادہ سے زیادہ فاصلہ آخری ڈیڑھ سو سال ہے۔

(۳۰) اگر وہ دونوں ایک دوسرے سے روایت کریں تو وہ روایت ''مدبج'' کہلائے گی اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ دونوں کے چہرے کا دیباچہ (سامنے کا حصہ) ایک دوسرے کی طرف ہوتا ہے۔

(۳۱) خطیب نے اس علم پر ایک کتاب لکھی ہے اور اس کے برعکس (باپ اپنے بیٹے سے روایت کرے) پر صلاح الدین علائی اور ابن حجر نے علیحدہ علیحدہ کتابیں لکھی ہیں۔

(۳۲) اگر ضعیف کے ساتھ مخالف بھی واقع ہو تو راجح کو ''معروف'' اور اس کے مدمقابل کو ''منکر'' کہا جائے گا۔ (شرح نخبۃ الفکر)

(۳۳) درایہ مروج ص ۶۳ پر سیوطی لکھتے ہیں:

جس روایت کا راوی متہم بالکذب یا فاسق ہو یا غفلت میں مبتلا ہو اور زیادہ وہمی ہو تو اس کی روایت کو متروک کہا جائے گا۔ (قواعد التحدیث ص ۱۳۱۔ شرح نخبۃ الفکر ص ۲۱)

(۳۴) شرح بدایہ ص ۴۶

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۳۵) اور اگر ضعف کے ساتھ مخالف ہو تو راجح کو معروف اور اس کے مدمقابل کو منکر کہا جائے گا۔

(۳۶) کتاب ہذا کا صفحہ ۸۴ دیکھیے۔

(۳۷) درایہ مروج ص ۶۳۔ اگر اس سے زیادہ راجح روایت اس کی مخالف ہو تو راجح محفوظ کہلائے گی اور مقابل کو شاذ کہا جائے گا۔ (شرح نخبۃ الفکر ص ۲۰)

(۳۸) اگر ادائیگی کے صیغوں یا دوسرے حالات میں متفق ہوں تو وہ مسلسل ہے۔

(۳۹) روایت میں تسلسل کی اَقسام اور مثالوں کے لئے دیکھیے: حاکم، معرفۃ علوم الحدیث ص ۳۰۔ تدریب الراوی ص ۳۸۰۔ علامہ قاسمی، قواعد التحدیث ص ۱۲۷۔ درایہ مروج ص ۷۹۔ مسلسل احادیث کو درایہ مروج کے صفحہ ۸۹ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۴۰) مسلسل احادیث ضعف سے محفوظ ہوتی ہیں۔ درایہ شہید ص ۴۸۔ تدریب الراوی ص ۳۸۱

(۴۱) تدریب الراوی میں اس منفرد شخص کا نام ابو مالک سعد بن طارق اشجعی ہے اور اضافی لفظ تربتھا بیان کیا گیا ہے۔ (تدریب الراوی ص ۱۵۸)

(۴۲) شیعہ اور سنی دونوں قرآن مجید میں نسخ واقع ہونے کے قائل ہیں اور اس حوالے سے ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ اگرچہ متاخرین میں سے کچھ علماء نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ منسوخ آیات موقت یعنی عارضی تھیں اور ایک مخصوص وقت کے لیے نازل ہوئی تھیں البتہ اصطلاح میں اس پر کوئی دوسری رائے نہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا حدیث قرآن کی آیت کو نسخ کر سکتی ہے۔ اہل سنت کے بہت سے علماء اسے جائز نہیں سمجھتے۔ ذیل میں ہم اس حوالے سے **المحلی** سے ابن حزم کا کلام نقل کرتے ہیں جس میں اُنھوں نے نسخ کا اثبات کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

مسئلہ: قرآن و سنت، سنت اور قرآن کو منسوخ کر سکتے ہیں جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ... (سورۂ بقرہ: آیت ۱۰۶)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے فرمایا ہے:

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ○ وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے۔ بس یہ وحی ہے جو اُن کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ (سورۂ نجم: آیت ۳۔۴)

سچ یہ ہے کہ جو کچھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا وہ خدا کی طرف سے ہی کہا ہے اور نسخ، بیان ہی کا ایک حصہ ہے اور یہ سب کچھ خدا کی طرف سے ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ابن حزم نے حاشیہ میں کتاب ''الاحکام فی اصول الاحکام'' کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ وہ مزید لکھتے ہیں: ہمارے دور میں ایک بدعت ظاہر ہوئی ہے اور وہ نسخ کے انکار کی بدعت ہے۔ ہم نے اپنی کتاب ''الایمان و آثارہ'' میں اس بدعت کو غلط ثابت کیا ہے۔

(۴۳) یا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان **کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها** (میں نے تمھیں زیارت قبور سے منع کیا تھا لیکن تم اب ان کی زیارت کر سکتے ہو)۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ہی ناسخ و منسوخ کو بیان کیا ہے۔ (تدریب الراوی ص ۱۹۵)

(۴۴) شرح نخبۃ الفکر ص ۲۳

(۴۵) جب کسی راوی اور اس کے والد کا نام دوسرے راوی اور اس کے والد کے نام کے ساتھ مشابہ ہو تو اس حدیث کو ''متشابہ'' کہا جاتا ہے۔ (وجیزہ، شیخ بہائی)

(۴۶) یہ قسم دراصل وہی متفق و مفترق ہے۔ (درایہ مروج ص ۶۹)

(۴۷) ایک اور لحاظ سے یہ حقیقت، مجاز، مشترک، منقول، مطلق، مقید، عام و خاص، مبین فی نفسہ اور وہ جس کے لیے بعد میں بیان آجائے اور ناسخ و منسوخ میں تقسیم ہوتی ہے۔

(۴۸) جو کسی لفظ کا غیر راجح معنی ہو۔ (مقباس الہدایہ ص ۵۱)

(۴۹) اگر اس کے مضمون کے مطابق مشہور کا عمل بھی ہو تو اسے مقبول کہا جائے گا۔ (وجیزہ، شیخ بہائی) جمہور کے نزدیک اس کی تعریف یہ ہے کہ جس حدیث پر عمل واجب ہو جیسے کہ وہ روایت جس کے ساتھ قرائن موجود ہوں اور اکثر کے نزدیک اس سے صحیح حدیث مراد ہے اور ایک قول کے مطابق حسن ہے۔ (درایہ شہید ص ۱۸)

(۵۰) درایہ شہید ص ۵۵۔ مقدمہ ترجمہ شرائع ص ۳۱ اور درایہ مروج ص ۷۶

(۵۱) مذکورہ روایت کو کلینی نے فروع کافی کے اواخر میں باب **كراهة الارتفاع الی قضاة الجور** میں اور شیخ طوسی نے تہذیب کے باب **من اليه الحكم و اقسام القضاة** میں اور اس کے علاوہ باب **الزيارات فی القضايا و الاحكام** میں بیان کیا ہے۔

(۵۲) یہ وہ قسم ہے کہ کچھ رکاوٹوں کی وجہ سے اس کے ''مخبر بہ'' کی صداقت کو ترجیح نہ دی گئی ہو۔

(۵۳) یعنی وہ قسم جس پر سب نے یا اکثر افراد نے عمل کیا ہو اور حجت اجتہادی یا وثاقت یا حسن کے ذریعے اس کے معتبر ہونے کی دلیل قائم کی گئی ہو۔ (مقباس الدرایہ ص ۵۰)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مشترک

وہ حدیث ہے جس کے سلسلۂ سند میں دو ہم نام راوی موجود ہوں، ایک ثقہ اور دوسرا غیر ثقہ اور ناموں کا یہ اشتراک حدیث کی وثاقت میں شک پیدا کردے مثلاً وہ روایت جس کے سلسلۂ سند میں محمد بن قیس موجود ہو (۱) مندرجہ ذیل ذرائع سے مشترک نام کے راویوں کو پہچانا جاتا ہے:

۱۔ لقب

۲۔ کنیت

۳۔ ولدیت

۴۔ قریبی دادا

۵۔ درمیانی دادا

۶۔ جد اعلیٰ

۷۔ ۸ مروی عنہ اور راوی جس نے روایت کی ہے

۹۔ جس امام سے راوی نے روایت کی ہے

۱۰۔ راوی کا شہر یا قبیلہ

۱۱۔ راوی کا زمانہ

۱۲۔ وَلاء (وَلاء العتق، وَلاء العہد، وَلاء العبد)

متفق اور مفترق وہ حدیث ہے جس کے کچھ راوی اور ان کے والد دوسری روایت کے راویوں اور اُن کے والد کے ہم نام ہوں (۲) مثلاً احمد بن محمد بن عیسیٰ الاسدی اور احمد بن محمد بن عیسیٰ القسری (۳)

اس حدیث اور متشابہ السند حدیث میں یہ فرق ہے کہ اس میں دو احادیث کے اندر ایک ہی نام کے دو راوی ہوں، اگرچہ وہ دونوں مؤثق ہوں۔ اس کے برعکس متشابہ السند میں ایک حدیث کا راوی اپنے ہم نام دوسرے راوی سے وثاقت کے اعتبار سے فضیلت رکھتا ہے۔

مؤتلف ومختلف

مجموعی طور پر یہ ایسی حدیث کا نام ہے جس کے سلسلۂ سند میں کوئی ایسا نام ہو جس کو دو طرح سے پڑھا جا سکتا ہو جبکہ کتابت میں یکساں طور پر لکھا جاتا ہو۔ (۴) چنانچہ راوی کے نام کی وجہ سے وہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حدیث متفق کہلاتی ہے مگر اس کے کئی افراد پر اطلاق کے احتمال کی وجہ سے مفترق کہلاتی ہے۔ یہ دراصل تصحیف ہی کی ایک قسم ہے البتہ یہ وہ تصحیف ہے جو سلسلۂ سند میں ہے جو متن میں نہیں ہے مثلاً حنان اور حیان (۵) جریر اور حریز (۶) خثیم اور خیثم (۷) ہمدانی اور ہمذانی اور برید اور یزید (۸۔۹)

متعارض احادیث کو کبھی **مختلف** بھی کہا جاتا ہے (۱۰) مثلاً ایک حدیث میں کہا گیا ہے:

فر من المجذوم فرارك من الاسد جذامی سے اس طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔

جبکہ دوسری حدیث میں کہا گیا ہے: **لا عدوی** (پرہیز نہ کرو) کہ یہ بیماری متعدی نہیں ہے۔

اس طرح کی بظاہر متعارض احادیث قابل جمع ہیں۔

علمائے اہل سنت میں سے امام شافعی، ابن قتیبہ اور طحاوی نے **مختلف الحدیث** کو جمع کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ یہ متعارض دکھائی دینے والی احادیث درحقیقت متعارض نہیں ہیں۔ علمائے شیعہ میں سے شیخ طوسی نے "**الاستبصار**" اسی عنوان پر لکھی تھی۔

مشکل

ایسی حدیث کو جس میں مشکل الفاظ یا معانی ہوں، مشکل کہا جاتا ہے۔ (۱۱)

موقوف، اثر

ایسی حدیث جو کسی معصوم کے صحابی سے منقول ہو لیکن صحابی نے اسے معصوم سے منسوب نہ کیا ہو چاہے سلسلۂ سند صحابی تک متصل ہو یا نہ ہو (۱۲) اور اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی سے حدیث منقول ہو تو اسے "اثر" بھی کہا جاتا ہے۔ (۱۳)

مرسل

وہ حدیث جسے ایسا راوی بیان کرے جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا امام سے براہ راست حدیث نہ سنی ہو لیکن وہ درمیان کے صحابی کا حوالہ دیئے بغیر بیان کرے تو اُسے **حدیث مرسل** کہا جاتا ہے (۱۴) دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مرسل اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کی سند کا آخری راوی معلوم یا مذکور نہ ہو۔ بعض اوقات اُس حدیث کو بھی مرسل کہا جاتا ہے جس کے سلسلۂ سند میں ایک سے زیادہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

راویوں کے نام محذوف ہوں۔(۱۵)

اسی وجہ سے بعض اوقات **مقطوع** یا **معضل** کے لیے بھی ''مرسل'' استعمال ہوا ہے۔(۱۶)

بلکہ **مرفوع** اور **معلق** احادیث پر بھی ''مرسل'' کا اطلاق ہوا ہے۔

مرسل روایت حجت ہے یا نہیں اس بارے میں علماء میں اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل جاننے کے لیے ہماری کتاب علم الحدیث، صفحہ ۱۱۹ دیکھئے۔(۱۷)

تبصرہ جات

(۱) اہل سنت کے ہاں حجیت مرسل کے حوالے سے سیوطی نے یہ دس اقوال لکھے ہیں:

۱۔ مطلقاً حجت ہے۔

۲۔ ہرگز حجت نہیں ہے۔

۳۔ پہلی صدی کی مراسیل حجت ہیں۔

۴۔ عادل راویوں کی مراسیل حجت ہیں۔

۵۔ صرف سعید بن مسیب کی مراسیل حجت ہیں۔

۶۔ جس موضوع پر دوسری کوئی حدیث نہ ہو اس میں حدیث مرسل حجت ہے۔

۷۔ جب مرسل، مسند سے اقویٰ ہو۔

۸۔ جب مرسل کا تعلق مستحبات سے ہو۔

۹۔ جب یہ حدیث، مرسلاتِ صحابہ پر مشتمل ہو۔

۱۰۔ دسواں قول سیوطی نے نہیں لکھا۔

ابن صلاح نے مسلم سے نقل کیا ہے کہ مرسل حجت نہیں مگر مالک اور ابوحنیفہ نے اس پر عمل کیا ہے شیعہ امامیہ میں اصحابِ اجماع کی مراسیل کو حجت کا درجہ دیا جاتا ہے۔ اصحابِ اجماع ۱۸ ہیں اور وہ ائمہ طاہرینؑ کے اصحاب میں سے ہیں۔ اُن کے نام صفحہ ۳۹ پر گزر چکے ہیں۔(۱۸)

(۲) روایاتِ اہل سنت میں زیادہ تر مرسل روایات ان افراد سے نقل ہوئی ہیں:

۱۔ عطاء بن ابی رباح (اہل مکہ سے)

۲۔ سعید بن مسیب (اہل مدینہ سے)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۳۔ حسن بصری (اہل بصرہ سے)

۴۔ ابراہیم نخعی (اہل کوفہ سے)

۵۔ مکحول (اہل شام سے)

(۳) اہل سنت کے نزدیک سعید بن مسیب کی مراسیل کو صحیح ترین مانا گیا ہے کیونکہ وہ فقہائے حجاز میں سے تھے اور اُنھوں نے بہت سے بزرگ صحابہ سے ملاقات بھی کی تھی۔ اس کے علاوہ اُن کی بہت سی مراسیل دوسروں کی صحیح سند کے ساتھ نقل ہوئی ہیں۔ (۱۹)

مضمر

یہ وہ حدیث ہے جس کے راوی نے اُس امام کا نام نہ لیا ہو جس سے روایت کی ہے۔ (۲۰)
مثلاً زرارہ کہے: **عنه** یعنی اُس سے منقول ہے۔

یہاں یہ بات جاننے کے قابل ہے کہ تقطیع روایات کے ذریعے احادیث مضمرہ کے کچھ حصے کتابوں میں بیان ہوئے ہیں مثلاً علی بن جعفر کی امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت جو بہت سے سوالات پر مشتمل ہے اور اس کے ہر حصے کو احادیث جمع کرنے والوں نے اس کے لیے مخصوص باب میں نقل کیا ہے۔ ان روایات مضمرہ کی ضمیر کا مرجع معلوم ہے اسی لیے ان پر مضمر کا حکم نہیں لگایا جاتا مثلاً مضمرات علی بن جعفر اور زرارہ جیسے کچھ اعلام ثقات۔

مقطوع

وہ حدیث جو تابعی سے منقول ہو اسے ''مقطوع'' کہا جاتا ہے۔ (۲۱) اس لفظ کی جمع مقاطع اور مقاطیع ہے۔ (۲۲)

کچھ محدثین نے صحابی کے قول جیسے **کنا نفعل کذا و نقول کذا** کو بھی حدیث مقطوع میں شمار کیا ہے۔ (**الباعث الحثیث** ص ۴۶)

منقطع

یہ وہ ہے حدیث جس کے سلسلۂ سند کے درمیان سے کسی ایک راوی کا نام غائب ہو (۲۳)
کچھ علماء مقطوع اور منقطع کو اور کچھ علماء منقطع اور مرسل کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ (۲۴) منقطع میں ناقل حدیث

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اُن لوگوں میں سے ہو جنھوں نے عام طور پر اُس کے ہم عصر لوگوں سے حدیث نقل کی ہو مگر اس کا نام مخفی رکھا ہو تو وہ حدیث اَقسام ''مدلس'' سے ہوگی۔ (۲۵)

معضل

اس حدیث کو جس کے سلسلۂ سند کی ابتدا یا درمیان سے دو یا اس سے زیادہ راوی پے در پے حذف ہوں **معضل** کہا جاتا ہے۔ (۲۶ ۔ ۲۷)

معلل

وہ حدیث جس میں کسی حکم کی علت بیان کی گئی ہو، اُسے معلل کہا جاتا ہے۔ بعض اوقات اس لفظ کا اطلاق اُس حدیث پر بھی ہوتا ہے جس کی سند یا متن میں ایسا ضعف اور قدح (عیب) موجود ہو جو بظاہر مشہور نہ ہو۔ (۲۸) اگرچہ اس آخری قسم کو ''معلول'' کہا جاتا ہے۔ (۲۹)

قدح حدیث کا موجب بننے والے اسباب درج ذیل ہیں:

۱۔ متن یا سند کا اضطراب

۲۔ ارسال

۳۔ وقف

۴۔ راویوں کے ناموں کا مشترک ہونا جس سے ثقہ، غیر ثقہ سے مشتبہ ہو جائے۔

۵۔ ایک حدیث کو دوسری حدیث میں داخل کرنا۔ اس کے علاوہ اور بھی اسباب ہیں۔ (۳۰)

جب دو ثقہ راوی ہم نام ہوں تو ان ناموں کا اشتراک قدح کا باعث نہیں ہوتا۔ (۳۱ ۔ ۳۲)

مدلس

ایسی حدیث جس پر عمل سے وہ معتبر دکھائی دے جبکہ حدیث میں ایسی خصوصیت نہ ہو۔ (۳۳)

مدلس، تدلیس سے اسم مفعول ہے جس کے معنی مخلوط کرنے اور دھوکا دینے کے ہیں۔ (۳۴)

تدلیس کبھی سند میں اور کبھی مشائخ حدیث کے حوالے سے کی جاتی ہے۔

پہلی صورت میں یہ ہوتا ہے کہ محدث حدیث بیان کرتے وقت کہتا ہے: **اخبر فلان** اور اس

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

طرح وہ یہ ظاہر کرتا ہے گویا اُس نے خود یہ حدیث سنی ہے حالانکہ اُس نے خود یہ حدیث نہیں سنی ہوتی۔ راوی نے مروی عنہ سے ملاقات تو کی ہوتی ہے مگر اُس سے حدیث نہیں سنی ہوتی یا ایسا بھی ہوتا ہے کہ راوی، مروی عنہ کا ہم عصر ہوتا ہے لیکن ملاقات نہیں ہوئی ہوتی۔

تدلیس کی دوسری صورت یہ ہے کہ حدیث بیان کرنے والا سلسلۂ سند میں موجود ضعیف راوی کو حذف کر دے تاکہ اُس کی بیان کردہ حدیث مقبول شمار ہو۔ (۳۵) یا یہ کہ راوی مشہور شیخ حدیث کا نام نہ لے اور اس کی بجائے اُس کی غیر معروف کنیت یا لقب بیان کرے۔ (مقدمہ ابن صلاح)

حدیث مدلس کی کئی اقسام ہیں جنھیں سیوطی نے تدریب الراوی میں بیان کیا ہے۔ حافظ برہان الدین ابن عجمی (متوفی ۸۴۱ھ) نے تدلیس اور مدلس پر ایک کتاب لکھی تھی جو حلب سے چھپ چکی ہے۔ ابن حجر عسقلانی نے بھی اس موضوع پر ایک کتاب لکھی تھی جو مصر سے شائع ہو چکی ہے۔

(سیوطی، شرح الفیہ از احمد محمد شاکر ص ۳۵)

مضطرب

وہ حدیث ہے جو مختلف سند یا متن کے ساتھ نقل ہوئی ہو (۳۶) اگر اس اختلاف کی وجہ سے اس کے معنی یا سند کی وثاقت کو نقصان پہنچے تو وہ درجۂ اعتبار سے گر جاتی ہے ورنہ قابلِ عمل ہوتی ہے (۳۷) ہاں ! اگر دو حدیثوں میں سے کسی ایک حدیث کے راوی، دوسری حدیث کے راویوں سے زیادہ حافظ ہوں تو پھر حدیث راجح قابلِ عمل ہوگی۔

مقلوب

وہ حدیث ہے جس کے متن کی کچھ عبارات آگے پیچھے ہوگئی ہوں یا جس کے تمام یا کچھ راویوں کے نام کسی دوسرے فرد یا افراد کے ناموں سے تبدیل ہو گئے ہوں (۳۸) یا سلسلہ سند میں موجود دو راویوں کے نام آگے پیچھے ہو گئے ہوں (۳۹) یا جو راوی اس حدیث کی سند میں موجود ہے اسے کسی دوسری حدیث کی سند میں داخل کر دیا گیا ہو (اس آخری قسم کو مرکب بھی کہا جاتا ہے) یا متن کے کچھ الفاظ کو آگے پیچھے کر دیا گیا ہو مثلاً ایک حدیث ہے :

سبعة يظلهم الله في عرشه ... (فمنهم) رجل تصدق بصدقة فاخفاها حتى لا تعلم

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

یمینه ما تنفق بشماله یعنی سات آدمی ایسے ہیں جن کو خدا اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا۔ ان میں ایک وہ ہے جو صدقہ دے اور اسے اتنا مخفی رکھے کہ اُس کے دائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ بائیں ہاتھ نے کیا صدقہ کیا ہے جبکہ حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں : **حتی لا تعلم شماله تنفق بیمینه** حتیٰ کہ اُس کے بائیں ہاتھ کو پتا نہ چلے کہ اُس نے دائیں ہاتھ سے کیا صدقہ کیا ہے۔ (۴۰) یہاں الفاظ آگے پیچھے ہو گئے ہیں۔

بعض اوقات بھول چوک کی وجہ سے بھی ایسا ہوتا ہے اور بعض اوقات محدث کے امتحان کے لیے ایسا کیا جاتا ہے جیسا کہ اہل بغداد نے امام بخاری کی اس طرح آزمائش کی تھی اور بعض اوقات ایسا اس لیے کیا جاتا ہے کہ لوگ پوری توجہ سے حدیث سنیں۔ (۴۱)

مہمل

مہمل ایسی حدیث ہے جس کے بعض رجال سند کا ذکر کتب رجال میں کہیں موجود نہ ہو اور اگر موجود ہو تو اُن کی کوئی توصیف بیان نہ ہوئی ہو۔ (۴۲)

مجہول

ایسی حدیث جس کے سلسلۂ سند کے کچھ افراد کے عقیدے اور مذہب کے متعلق کتب رجال میں کوئی تذکرہ نہ کیا گیا ہو اور اُن کے لیے کوئی مدح وقدح موجود نہ ہو۔ (۴۳) میر داماد فرماتے ہیں کہ مجہول کی دو قسمیں ہیں : مجہول اصطلاحی اور مجہول لغوی

۱۔ مجہول اصطلاحی

وہ روایت جس کے راوی کے متعلق ائمہ رجال نے ''مجہول'' ہونے کا اعلان کیا ہو مثلاً اصحاب امام علی رضاؑ میں سے اسماعیل بن قتیبہ اور امام محمد باقرؑ کے اصحاب میں سے **کثیر مستنیر جعفی**۔

۲۔ مجہول لغوی

وہ راوی جس کا نام کتب رجال میں موجود نہ ہو۔

پھر اُنھوں نے فرمایا: پہلی قسم کی روایت تو قطعی طور پر ضعیف ہے مگر دوسری قسم کی روایت پر صحت یا ضعف کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ (۴۴)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

موضوع

وہ حدیث جو راوی کی خود ساختہ ہو۔ (۴۵) حدیث موضوع کا علم بعض اوقات تو راوی کے اقرار سے ہوتا ہے اور بعض اوقات قرائن سے اُس کے موضوع (جعلی ہونے) کی تشخیص کی جاتی ہے۔

اعتبار

جوامع ، مسانید اور اجزاء سے طرق حدیث کی تلاش وجستجو کو اعتبار کہا جاتا ہے۔ جب کسی حدیث کا متابع مل جائے تو وہ انفراد کے حکم سے خارج ہو جاتی ہے۔ (۴٦)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حواشی وتشریحات

(۱) اس کی وجہ یہ ہے کہ راویوں میں محمد بن قیس نام کے چار افراد موجود ہیں۔ ان میں سے ''اسدی اور بجلی'' ثقہ ہیں۔

(۲) اگر دو راوی اور اُن کے والد کے نام لفظی طور پر یکساں ہوں تو وہ حدیث متفق اور مفترق کہلاتی ہے۔ اگر ان کے درمیان فرق ہے تو وہ مؤتلف اور مختلف کہلائے گی۔ (وجیزہ، شیخ بہائی)

(۳) شرح نخبۃ الفکر۔ درایہ مروج ص ۶۹۔ اتفاق ناموں کے لحاظ سے ہے اور افتراق اشخاص کے لحاظ سے ہے۔ (درایہ مامقانی ص ۵۱) اس علم پر خطیب بغدادی اور ابن حجر نے کتابیں لکھی ہیں۔

(۴) درایہ مامقانی ص ۵۲

(۵) امام موسیٰ کاظمؑ کے صحابی حنان بن سدیر واقفی المذہب تھے، حنان السراج کیسانی تھے لیکن حیان عنزی امام جعفر صادقؑ کے اصحاب میں سے تھے اور ثقہ تھے۔

(۶) جریر بن عبداللہ بجلی امیرالمومنینؑ کے اور حریز بن عبداللہ سجستانی امام جعفر صادقؑ کے اصحاب میں سے تھے۔ ان دونوں کے طبقات میں اختلاف ہے۔

(۷) خثیم، خواجہ ربیع کے والد تھے۔ خواجہ ربیع کا شمار زہاد ثمانیہ میں ہوتا تھا جبکہ خیثم، سعید ہلالی کے والد تھے۔ وہ طبقہ تابعین میں سے تھے اور ضعیف الروایت تھے۔

(۸) برید بن معاویہ عجلی اور ابو خالد یزید قماط دونوں امام جعفر صادقؑ کے اصحاب میں سے تھے۔ برید ثقہ تھے۔

(۹) اس قسم کی مثالوں کے لئے مقباس الہدایہ ص ۵۳ دیکھئے۔

اس فن پر عسکری نے ایک کتاب لکھی پھر عبداللہ بن سعید نے **مشتبہ الاسماء** نامی کتاب لکھی۔ دارقطنی اور خطیب نے بھی اس فن پر کتابیں لکھیں۔ اُن کے بعد ''ابن ماکول'' نے اپنی کتاب **اکمال** میں اس فن پر خوب بحث کی۔ بعدازاں ابوبکر ابن نقطہ نے اکمال کا **ذیل** لکھا۔ منصور بن سلیم اور صابونی نے ابن نقطہ کے **ذیل** پر **تذییل**[۱] لکھی اور حافظ علاؤ الدین نے اُن کے **ذیل** پر اپنے **تکملہ** میں ناموں

۱۔ تذییل ''ذیل'' کے مادہ سے باب تفعیل کا مصدر ہے جس کے معنی کسی چیز کو دوسری چیز کے ذیل میں قرار دینا ہے اور اصطلاح میں اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کلام مکمل ہونے کے بعد اُس کلام کے معنی کا حامل مزید کوئی مستقل جملہ لایا جائے تاکہ اس کلام کا منطوق یا مفہوم واضح ہوجائے اور جس نے کلام کے معنی جان لیے ہیں اس کے لیے یہ جملہ تقریر و تکمیل بن جائے اور جس نے نہیں جانا اس پر جملے کا معنی واضح اور روشن ہوجائے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کے اوپر اعراب لگائے۔ حفظ ذہبی نے بھی اپنی کتاب **مشتبہ لنسبة** میں ناموں کے اوپر اعراب لگائے حافظ ابن حجر نے بھی اس موضوع پر ایک بے نظیر کتاب **تبصیر المنتبہ بتحریر المشتبہ** لکھی ہے۔ ابن حجر نے کتاب کے متن میں تمام ناموں کو حروف تہجی میں علیحدہ علیحدہ لکھا ہے۔ (شرح نخبۃ الفکر۔ تدریب الراوی ص ۴۱۵) شیعہ علماء میں سے علامہ حلی نے اس موضوع پر **ایضاح الاشتباہ** لکھی ہے۔

(۱۰) مقبول حدیث اگر معارض سے محفوظ ہو تو وہ **محکم** کہلاتی ہے اور اگر اسی جیسے معارض کا سامنا ہو اور ان دونوں کا جمع کرنا ممکن ہو تو اسے **مختلف الحدیث** کہتے ہیں۔ (نخبۃ الفکر) امام شافعی نے اس موضوع پر اپنی کتاب **الام** میں مفصل بحث کی ہے۔ اس عنوان پر ابن قتیبہ، ابن جریر طحاوی اور ابن خزیمہ نے بھی اس فن میں کتابیں تالیف کی تھیں۔ (تدریب الراوی ص ۳۸۷)

(۱۱) علمائے اہل سنت میں سے اس موضوع پر طحاوی، خطابی اور ابن عبدالبر نے کتابیں لکھی ہیں۔ (شرح نخبۃ الفکر ص ۳۷)

شیعہ علماء میں سے سید عبد اللہ شبر نے اس موضوع پر **مصابیح الانوار فی مشکلات الاخبار** کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔

(۱۲) وہ روایت جس میں صحابی کے قول، فعل اور تقریر کی حکایت کی گئی ہو چاہے متصل ہو یا منفصل۔

(۱۳) درایہ شہید۔ اور صحابی کے قول کنا نفعل کذا و نقول کذا کا تعلق بھی اسی سے ہے۔ نووی کہتے ہیں: فقہائے خراسان "موقوف" کو لفظ "اثر" سے تعبیر کرتے ہیں۔ (تقریب ص ۱۰۹)

(۱۴) مرسل وہ روایت ہے جس کو معصوم سے ایسا شخص نقل کرے جس نے خود معصوم سے ملاقات نہ کی ہو چاہے بلا واسطہ نقل کرے یا بالواسطہ نقل کرے مگر اس کو راوی بھول چکا ہو یا جان بوجھ کر اس کے نام کو چھوڑ رہا ہو۔ (درایہ شہید ص ۸۹)

مرسل وہ روایت ہے جس کی اسناد منقطع ہو جائے۔ سب سے زیادہ مراسیل تابعین کی روایات میں موجود ہیں، جب وہ براہ راست رسول خدا ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔ (الکفایہ ص ۲۱)

(۱۵) چاہے حذف ہونے والا ایک ہو یا ایک سے زائد۔ (درایہ شہید ص ۸۹)

(۱۶) اس کو منقطع، مقطوع اور معضل بھی کہا جاتا ہے۔ مرسل مطلقاً حجت نہیں ہے۔ (درایہ شہید ص ۶۰)

(۱۶) قواعد التحدیث ص ۱۴۰۔ تدریب الراوی ص ۱۲۳

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۷) علم الحدیث ص ۱۱۹

(۱۸) قواعد التحدیث ص ۱۴۱

(۱۹) معصوم کے ذکر کو مضمر طور پر بیان کیا جائے۔ (وجیزہ، شیخ بہائی)

(۲۰) جو روایت تابعین اور تابعین کا حکم رکھنے والے لوگوں سے منقول ہو وہ منقطع ہے چنانچہ امام کے صحابی کا ساتھی تابعی ہی ہے... اور اس کی روایت کو بھی منقطع کہا جاتا ہے۔ (درایہ شہید ص ۵۸۔ الرواشح ص ۱۸۳) جو تابعین کے قول و فعل پر موقوف ہو وہ غیر منقطع ہے۔ (**الباعث الحثیث** ص ۴۶) اگر تابعی سے پہلے ایک راوی حذف ہو تو وہ منقطع ہے۔ (تقریب نووی ص ۱۱۸)

(۲۱) تقریب ص ۱۱۷۔ مقدمہ ابن صلاح ص ۲۳

(۲۲) اگر تابعی سے پہلے کوئی راوی ساقط ہو تو وہ روایت منقطع کہلاتی ہے۔ (تقریب نووی ص ۱۱) اگر درمیان میں سے کوئی ایک راوی ساقط ہو تب بھی منقطع ہے۔ (وجیزہ، شیخ بہائی)

(۲۳) منجملہ شہید، درایہ صفحہ ۵۸ اور اختصار علوم الحدیث میں ابن کثیر کے نقل کی بنا پر شافعی اور طبرانی وغیرہ۔ (ابن صلاح، علوم الحدیث ص ۴۶)

علامہ جمال الدین قاسمی دِمشقی کی عبارت بھی اس جمع کے قابل ہے کہ " وہ ایسی حدیث ہے جس کے اسناد متصل نہ ہوں۔" (قواعد التحدیث ص ۱۳۰)

خطیب کہتے ہیں کہ وہ بھی " مرسل " کی مانند ہے لیکن یہ عبارت تب استعمال ہوتی ہے جب کوئی تبع تابعی، تابعی کو چھوڑ کر براہ راست صحابی سے روایت بیان کرے مثلاً مالک عن عبداللہ بن عمر۔ (خطیب بغدادی، الکفایہ)

(۲۴) اختصار علوم الحدیث ص ۵۰

(۲۵) حاکم، علوم الحدیث ص ۲۸

(۲۶) جس حدیث کی تبع تابعی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرے اسے **معضل** کہا جاتا ہے۔ (خطیب، الکفایہ) اگر اسناد میں سے دو یا زیادہ راویوں کے نام مسلسل ساقط ہوں تو وہ بھی معضل کہلاتی ہے۔

(۲۷) **معضل** کی ضاد پر زبر پڑھی جاتی ہے لیکن میر داماد ضاد کی زیر سے پڑھتے تھے۔ ابن صلاح کہتے ہیں کہ اس اصطلاح کا تعلق ایسی روایت سے ہے جس کے الفاظ کے معنی لغت سے ڈھونڈنا مشکل ہو۔ (مقدمہ ابن صلاح ص ۲۸)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۲۸) یہ ایسی روایت ہے جو بظاہر سالم ہو مگر تحقیق کے بعد اس میں کوئی قدح (عیب) دکھائی دے۔
(قواعد التحدیث ص ۱۳۱)

حافظ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

حدیث کی علت کے کچھ اسباب ہیں جن کی وجہ سے روایت میں عیب پیدا ہو جاتا ہے۔

(۲۹) نووی نے تقریب اور سیوطی نے تدریب الراوی میں اس طرح کی روایت کو معلول کہنا غلط قرار دیا ہے کیونکہ اعل (رباعی) کا اسم مفعول، مفعول کے وزن پر نہیں آتا۔

(۳۰) سیوطی نے تدریب ص ۱۶۷ میں دس وجوہات کو مثالوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔

(۳۱) جیسا کہ اسنادِ احمد بن محمد بن عیسیٰ کے ہم نام احمد بن محمد بن خالد برقی کی تعلیل ہے اور دونوں ثقہ ہیں۔

(۳۲) معلل کے بارے میں علی بن مدینی، احمد بن حنبل، بخاری، یعقوب بن شیبہ، ابو حاتم رازی، ابو زرعہ اور دارقطنی نے کتابیں تالیف کی ہیں۔

(۳۳) اس سے مراد وہ خصوصیت یا عمل ہے جو اس کے عیب کو مخفی رکھے۔ (شہید ص ۶۴)

(۳۴) اَلدَّلَسُ (حرکت کے ساتھ) کے معنی ہیں اندھیروں کا مل جانا۔ (الرواشح ص ۱۸۶)

(۳۵) شہید نے ص ۴۷ پر کچھ تدلیس کرنے والوں کے نام لکھے ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے شرح نخبۃ الفکر الرواشح السماویہ اور درایہ مروج دیکھئے۔

(۳۶) متن کے لحاظ سے اضطراب مثلاً حیض اور زخم کے خون کی پہچان کے لیے کافی اور تہذیب کے کچھ نسخوں میں لکھا ہے کہ جو خون رحم کی دائیں جانب سے نکلتا ہے وہ حیض ہے لیکن تھذیب کے کچھ نسخوں میں بائیں طرف لکھا ہوا ہے۔ (درایہ شہید ص ۶۸)

سند میں اضطراب کی صورت یہ ہے کہ ایک راوی اپنے والد کے واسطے سے کسی محدث سے حدیث نقل کرے اور پھر دوسری مرتبہ اسی حدیث کو بلا واسطہ اپنے دادا سے روایت کرے۔
(مقدمہ ابن صلاح ص ۴۴)

(۳۷) وہ حدیث جو مختلف اور متقارب طرق سے روایت کی جائے۔
(قواعد التحدیث ص ۱۳۲۔ تقریب نواوی ص ۶۹)

یہ کبھی اسناد اور کبھی متن میں واقع ہوتا ہے۔ (تقریب نووی ص ۱۶۹)
یہی مضمون مقدمہ ابن صلاح صفحہ ۴۴ میں بھی ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سیوطی الفیہ میں لکھتے ہیں : وہ حدیث جس کے مختلف طرق ہوں اور بعض اوقات ایک راوی سے مروی ہو اور بعض اوقات متن اور سند کئی ایک راویوں سے مروی ہو لیکن مرجح نہ ہو تو اسے **مضطرب** کہا جاتا ہے اور یہ حدیث کے ضعیف ہونے کا موجب ہے۔ ابن حجر نے اس موضوع پر **المتقرب فی بیان المضطرب** کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔

(۳۸) قواعد التحدیث ص ۱۳۲۔ یا مقلوب کے ناموں میں تقدیم و تاخیر کی مخالفت ہو۔ (شرح نخبۃ الفکر ص ۳۴)

(۳۹) رجال شیعہ میں ایک راوی کا نام محمد بن احمد بن عیسیٰ لکھا جاتا ہے جبکہ اُن کا صحیح نام احمد بن محمد بن عیسیٰ ہے۔ اسی طرح رجال اہل سنت میں ایک راوی کا نام کعب بن مرہ لکھا جاتا ہے جبکہ اُن کا اصل نام مرہ بن کعب ہے۔ خطیب بغدادی نے اس موضوع پر کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے **رفع الاتیاب فی المقلوب من الاسماء و الالقاب**۔

(۴۰) مکمل حدیث درایہ مروج ص ۱۰۴ پر دیکھئے۔

(۴۱) ایسی حدیث جسے دوسرے طرق سے بیان کیا جائے تاکہ وہ اس سے بہتر ثابت ہو اور لوگ اس کی طرف رغبت کریں۔ (درایہ شہید ص ۶۹)

(۴۲) درایہ مروج ص ۱۰۳

(۴۳) جیسے مسلم جصاص

(۴۴) الرواشح ص ۶۰

(۴۵) وہ گھڑی ہوئی جھوٹی روایت ہے۔ (درایہ شہید ص ۶۹) وہ خود ساختہ اور ایجادِ بندہ ہے۔ (تقریب نووی ص ۷۸)

(۴۶) اعتبار ، اس بارے میں تحقیق و جستجو کا نام ہے کہ کیا کسی دوسرے راوی نے بھی اسے روایت کیا ہے؟ (سیوطی ، الفیہ ص ۱۵۱)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جعلی حدیث

کسی بھی حدیث کا جعلی ہونا حسب ذیل ذرائع سے ثابت ہوتا ہے:

۱۔ حدیث گھڑنے والا خود حدیث سازی کا اعتراف کرے جیسا کہ ابوعصمت نوح بن مریم المعروف نوح جامع نے اعتراف کیا تھا کہ اُس نے ابن عباس کی زبانی قرآن کریم کی سورتوں کی تلاوت کے فضائل خود گھڑے تھے۔

۲۔ اگر حدیث میں ادبی قواعد کی غلطیاں ہوں یا کوئی حدیث معنی کے لحاظ سے رکیک ہو تو وہ بھی جعلی حدیث شمار ہوگی کیونکہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ عرب کے فصیح ترین انسان تھے۔ اسی طرح ائمہ اہل بیت بھی فصیح ترین افراد تھے لہٰذا اُن سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ ایسی زبان استعمال کریں گے جو اغلاط سے پُر ہو اور جس کا مفہوم رکیک ہو۔

ربیع بن خثیم کہتے تھے کہ حدیث کی نورانیت روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے۔ (۱) اسلامی معاشرے میں شروع سے ہی احادیث کے نقل بالمعنی کا رواج عام تھا اور تمام لوگ معانی کو فصیح الفاظ کے قالب میں ڈھالنے کی صلاحیت حاصل نہیں رکھتے تھے اس لیے صرف لفظی غلطی کو حدیث کے جعلی ہونے کی وجہ قرار نہیں دیا جا سکتا لہٰذا حافظ ابن حجر نے جعلی حدیث کے معیار اور ایسی حدیث کی پہچان کے لیے معنوی طور پر رکیک ہونے کو میزان قرار دیا تھا۔

ہاں! جب کوئی راوی یہ تصریح کرے کہ وہ حدیث کو انہی لفظوں میں بیان کر رہا ہے جو کہ معدنِ بلاغت سے جاری ہوئے تھے مگر اس تصریح کے باوجود اس میں لفظی غلطیاں ہوں تب بھی حدیث کو جعلی اور وضعی سمجھا جائے گا۔

۳۔ حدیث کا معنی اور مفہوم عقل یا مشاہدے یا نص قرآن یا اجماع قطعی یا روایتِ صحیح کے خلاف ہو اور اس کی تاویل بھی کسی صورت ممکن نہ ہو تو یہ بھی خود ساختہ کی علامت ہے مثلاً عبدالرحمان بن زیاد نے اپنے والد سے ... اس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ طوفان نوحؑ کی کشتی نے خانۂ کعبہ کا طواف کیا تھا اور حضرت نوحؑ نے مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی تھی۔ (۲)

۴۔ حدیث میں کسی غیر اہم اور چھوٹے کام کا بہت زیادہ ثواب بیان کیا گیا ہو مثلاً کچھ عام مستحبات یا کچھ دعاؤں کے پڑھنے کا ناقابل تصور ثواب بیان کیا گیا ہو۔ ایسی احادیث کو عام طور پر قصہ گو

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اور کم علم واعظین و مؤلفین زیادہ بیان کرتے ہیں۔ یہ روایات بھی خود ساختہ ہوتی ہیں۔[۱]

۵۔ حدیث کا ناقل جھوٹ بولنے کی شہرت رکھتا ہو اور وضعِ حدیث میں بدنام ہو جیسا کہ رجال شیعہ میں ابو الخطاب، یونس بن ظبیان اور یزید بن صائغ تھے اور اہل سنت میں ابان بن ابی عیاش ابو منصور اصفہانی، ابراہیم بن ہدبہ، احمد بن عبداللہ جویباری اور احمد بن صلت مغلس اور ایک مزید گروہ کے افراد حدیث ساز ہیں۔ (۳)

اگرچہ مذکورہ افراد میں سے صرف کسی کے بیان کرنے پر حدیث کو جعلی نہیں کہا جا سکتا لیکن ان کے حکم کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔

۶۔ اس حدیث کا موضوع ایسی چیز ہو جس کا بیان کرنا معصوم کے شایانِ شان نہ ہو۔

حسب ذیل امور میں بھی جعل سازی کے زیادہ احتمالات پائے جاتے ہیں:

۱۔ حدیث کا مضمون انتہائی عجیب و غریب ہو مگر اسے پوری تفصیل سے بیان کیا گیا ہو۔

۲۔ حدیث کا تعلق ایسے امور سے ہو جس کے نقل کے محرکات بہت زیادہ ہوں اور عام طور پر ایسے معاملات مخفی نہ رہ سکتے ہوں مگر اس کے باوجود صرف ایک شخص نے روایت کی ہو تو ایسی حدیث کے جعلی ہونے کا زیادہ احتمال ہوتا ہے۔

۳۔ حدیث کا مضمون ایسے واقعات سے متعلق ہو جو لوگوں کے سامنے واقع ہوئے ہوں یا مکرر ہوئے ہوں اور اس کا منطقی تقاضا یہ ہو کہ بہت سے لوگ اسے روایت کریں (۴) لیکن وہ صرف ایک شخص سے منقول ہو۔ اس صورت میں روایت کے جعلی ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔

حدیث سازی کی وجوہات

ابن حجر نے شرح نخبۃ الفکر میں (۵) جعلی حدیث کے حسب ذیل محرکات بیان کئے ہیں:

۱۔ دین کی پابندی نہ کرنا جیسے زنادقہ۔

۲۔ جہالت کا غلبہ۔ جیسے بعض اہل ظاہر جو خود کو عابد کہتے ہیں۔

۳۔ تعصب کی زیادتی جیسا کہ کچھ مقلدین نے اپنے ائمہ کے حق میں حدیثیں گھڑی تھیں۔

۱۔ وہ روایات بھی جعلی ہوتی ہیں جن میں معمولی فعل کا بہت زیادہ گناہ بیان کیا گیا ہو مثلاً جو قبرستان میں ہنسے اُس نے گویا اپنی محارم کے ساتھ ستر بار زنا کیا۔ (رضوانی)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۴۔ دولت مند لوگوں کی پیروی۔

۵۔ مشہور ہونے کے لیے عجیب وغریب واقعات بیان کرنے کی خواہش۔

اس کے بعد ابن حجر کہتے ہیں کہ فرقۂ کرامیہ کے کچھ افراد اور کچھ صوفیاء لوگوں کو نیک کاموں کی ترغیب دلانے یا عذاب سے ڈرانے کے لیے جعلی روایت گھڑنے کو جائز سمجھتے ہیں۔

یاد رہے کہ حدیث سازی کے محرکات صرف یہی نہیں ہیں بلکہ اور بھی محرکات ہیں۔ بعض محرکات کو ہم کتاب علم الحدیث (۶) سے یہاں نقل کرتے ہیں:

۱۔ کچھ خلفاء اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشینوں کی خلافت کا اثبات یا نفی۔

۲۔ معاویہ نے قاتلین عثمانؓ سے انتقام لینے اور اپنی حکومت کی مضبوطی کے لیے فضائل عثمان کے لیے حدیث سازی کا بازار گرم کرایا تھا۔ اُس نے اس کام کے واسطے دو طریقے اختیار کئے تھے:

(الف) بنی امیہ کے فضائل میں نیز حضرت عثمانؓ کی مظلومیت اور حضرت علیؑ کو حضرت عثمانؓ کا قاتل ثابت کرنے کے لیے حدیثیں بنوانا۔

(ب) اہل بیت رسولؐ کی فضیلت کی احادیث کے بالمقابل غیر ہاشمیوں کے فضائل پر مبنی احادیث بنوانا تاکہ حضرت علیؑ کی خصوصیت باقی نہ رہے نیز حضرت علیؑ کی مذمت میں احادیث بنوانا۔

۳۔ خوارج کے عقائد عام مسلمانوں کے عقائد کے خلاف تھے اس لیے اُنھوں نے اپنے عقائد کی ترویج کی خاطر احادیث بنائیں اور اپنے مخالفین کو بدنام کرنے کے لیے بھی احادیث گھڑیں۔

۴۔ مذہبی تفرقہ بازی۔ جب زیدیہ، معتزلہ، حنابلہ، ظاہریہ، مجسمہ، غلات، کرامیہ، اشاعرہ، متصوفہ اور باطنیہ جیسے فرقے منظرعام پر آئے اور مختلف فقہی مکاتب پیدا ہوئے تو ہر فرقے کے لوگوں نے اپنے فرقے کی تائید کے لیے حدیث سازی کی۔

۵۔ جب بنی عباس کا اقتدار مستحکم ہوا تو اُنھوں نے بھی بنی امیہ کی طرح اپنے مخالف اُمویوں اور علویوں کے خلاف حدیثیں بنوائیں نیز اپنے خاندان کے فضائل پر مبنی احادیث بھی بنوائیں۔ (۷)

۶۔ بعض زنادقہ مسلمانوں سے قریبی تعلقات رکھتے تھے۔ یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ گھل مل گئے تھے۔ اُنھوں نے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کے لیے بہت سی حدیثیں گھڑی تھیں۔ اُنھوں نے مبانی و احکام اسلام کو مشکوک بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ (۸)

۷۔ احادیث میں اسرائیلیات کو داخل کرنا۔ کچھ لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ لوگ تاریخی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

داستانوں اور افسانوں کو دل چسپی سے سنتے ہیں تو اُنھوں نے یہودیوں کے بے سروپا قصوں کو حدیث کا لیبل لگا کر حدیث کے جوامع میں داخل کر کے ان کو ابن عباس جیسے مشہور صحابی کی طرف منسوب کردیا چنانچہ بعد کے مؤلفین نے گزشتہ ناقلین پر حسن ظن رکھتے ہوئے انھیں نقل کیا۔ آج وہی قصے ہماری تفاسیر میں پوری تفصیل کے ساتھ دیکھے جا سکتے ہیں۔ (۹)

۸۔ قبائل اور اسلامی شہروں کے ایک دوسرے پر فخر جتانے کے لیے بھی حدیث سازی کی گئی چنانچہ کچھ شہروں اور اُن کے باشندوں کو نیک اور کچھ شہروں اور اُن کے باشندوں کو بد کہا گیا۔

۹۔ کچھ متشرع اور ''تقدس مآب'' لوگوں نے عوام کو دینی کاموں اور کتاب و سنت کی پیروی کی ترغیب دینے کے لیے احادیث گھڑیں۔

۱۰۔ چونکہ عوام محدثین اور ناقلین حدیث کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اس لیے کچھ صحابہ اور تابعین نے زیادہ سے زیادہ احادیث بنائیں۔

۱۱۔ اسلامی معاشرے میں نہ صرف فقہاء و محدثین کا بے حد احترام کیا جاتا تھا بلکہ اُن کی نسلوں اور اولادوں کے لیے بھی یہ اعزاز کی بات تھی کہ اُن کے آباء و اجداد فقیہ اور محدث تھے اس لیے کچھ کم علم اور نادان لوگوں نے احادیث گھڑ کر سلسلۂ سند میں اپنے آباء و اجداد کو شامل کیا تاکہ ایک تیر سے دو شکار کر سکیں یعنی خود بھی معزز کہلائیں اور اُن کے آباء و اجداد کی بھی واہ واہ ہوجائے یا پھر اُن لوگوں نے کسی ثابت اور مسلم حدیث کے سلسلۂ سند میں تبدیلی کی اور اپنے بزرگوں میں سے کسی کو سلسلۂ سند میں شامل کیا۔

چنانچہ علامہ امینی کی **الغدیر** جلد ۵ میں شذرات الذہب کے حوالے سے یہ بات ابوالبشر مروزی سے نقل کی گئی ہے۔

۱۲۔ معمولی اور غیر اہم کاموں کے لیے مبالغے کی حد تک ثواب پر مبنی احادیث بنائی گئیں۔ ایسی احادیث کو بے قیمت واعظوں اور قصہ گویوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور ان جھوٹی روایات کو خوب پھیلایا یہ لوگ بے سروپا کہانیاں سنا کر لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرتے تھے اور اپنی باتوں کو اہم بنا کر پیش کرتے تھے۔

۱۳۔ کچھ راوی خلفاء کے کاسہ لیس تھے۔ اُن کی نظریں دولت کی چمک پر رہتی تھیں چنانچہ وہ ان کی تائید میں احادیث بنا کر کے اُنھیں خوش کرتے اور اپنی جیبیں بھرتے اور اپنے دفترِ عمل کو سیاہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کرتے تھے۔

۱۴۔ جب مختلف فقہی دبستان منظرعام پر آئے تو ذاتی آراء کی تائید کے لیے بھی حدیث سازی کی ضرورت پیش آئی اور نوبت بایںجا رسید کہ کچھ لوگوں نے حکم شرعی کو فقیہ کی نظر میں مسلم ثابت کرنے کے لیے وضع حدیث کو جائز قرار دیا۔ (۱۰)

۱۵۔ غلط عقیدہ و اجتہاد بھی وضع حدیث کا سبب بنے۔ چنانچہ کچھ لوگ جعلی حدیث کو سامنے رکھتے اور اگر سمجھتے کہ مطابق عقل ہے تو آنکھیں بند کر کے اسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کر دیتے جیسا کہ محمد بن سعید دِمشقی کہا کرتے تھے: اگر بات اچھی ہو تو میں اسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کرنے میں کوئی عار نہیں سمجھتا۔ **فجر الاسلام** میں ابو جعفر ہاشمی کے متعلق مرقوم ہے کہ وہ کچھ سچی باتوں کو حدیث بنا کر پیش کرتا تھا۔

۱۶۔ کچھ ایسے لوگ بھی گزرے ہیں جو ائمہ طاہرینؑ کی محفل سے جدا ہوئے تو اُنھوں نے اپنے باطل عقائد کی تائید میں جھوٹی احادیث گھڑ کر امام سے منسوب کیں۔ اس کا مقصد اصحاب ائمہ کے درمیان اختلافات پیدا کرنا تھا تا کہ اتنے زیادہ اختلافات سامنے آئیں کہ کوئی ان کی مخالفت کرے تو اُس کی آواز دب کر رہ جائے۔ چنانچہ ایسے افراد میں سے ایک ابو الخطاب بھی تھا۔ وہ احادیث گھڑنے کے بعد اُنھیں امام جعفر صادقؑ سے منسوب کر دیتا تھا۔ الغرض مذکورہ بالا اور دیگر محرکات کی وجہ سے مفاد پرستوں نے جھوٹی احادیث گھڑ کر اُنھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرینؑ کی طرف منسوب کیا۔ جعلی احادیث کے پھیلاؤ کی وجہ سے ناقلینِ حدیث کو سخت پریشانی ہوئی اور اُنھوں نے صحیح اور جعلی احادیث کی پہچان کے لیے ضروری سمجھا کہ معصوم تک روایت کرنے والے تمام راویوں کے حالات کو جمع کیا جائے اور سچے اور جھوٹے راویوں کی نشاندہی کی جائے اور تمام راویوں کو جرح و تعدیل کی چھلنی سے گزارا جائے۔ چنانچہ راویانِ حدیث کے سلسلۂ سند اور کیفیت نقل کی وجہ سے احادیث کو مختلف قسموں میں تقسیم کیا گیا اور اُن کے متعلق مخصوص اصطلاحات وضع کی گئیں اسی لیے "درایت الحدیث" کی زیادہ تر اصطلاحات کا تعلق سندِ حدیث سے ہے۔

ضمنی طور پر یہ جاننا چاہیے کہ ایک حدیث پر مختلف لحاظ سے کئی اصطلاحات صادق آتی ہیں مثلاً سلسلۂ سند کے تمام راویوں کا سلسلہ اگر معصوم پر منتہی ہوتا ہو تو اسے **متصل** اور اگر یہ سلسلہ امامی المذہب اور باوثوق ہے تو اسے **صحیح** اور اگر کیفیت نقل میں لفظ عن عن آیا ہے تو اسے **معنعن** اور اگر تمام راوی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

خصوصیات کے لحاظ سے ایک جیسے ہوں تو اسے **مسلسل** کہا جاتا ہے۔

ہم وضاحت کے لیے **صحیح** اور **ضعیف** میں مشترک اَقسام حدیث کو ذیل میں لکھتے ہیں :

مسند ، متصل ، آحاد ، معنعن ، مؤنن ، معلق (۱۱) مشهور ، مستفيض ، غريب عزيز ، مصحف ، مقلوب ، مسلسل ، عالي ، نازل ، فرد ، متابع ، شاهد ، نص ظاهر ، محكم ، متشابه ، مطلق ، مقيد ، مجمل ، مبين ، عام ، خاص (۱۲) معلل ، مدرج (۱۳) معروف ، ناسخ ، منسوخ ، مقبول (۱۴) مشترک (۱۵)

خبر واحد کی حجیت

ہم تک جو احادیث پہنچی ہیں اور جن سے ہم مستفید ہو رہے ہیں وہ سب کی سب ، چند ایک کے سوا ، اخبار آحاد ہیں۔ (۱۶) اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسری صدی ہجری کے نصف تک احادیث با قاعدہ طور پر مدون نہیں ہوئی تھیں۔ عہد رسالت سے ڈیڑھ سو سال تک احادیث کا دارومدار زبانی نقل پر تھا۔ اس عرصے میں روایات سینہ بہ سینہ چلتی رہیں اور اُن کا انحصار راویوں کے حافظے پر رہا۔ نیز یہ کہ صدر اوّل میں ناقلین کی تعداد کم تھی اور تواتر بعد کے طبقات میں حاصل ہوا۔ اس کی تیسری وجہ یہ تھی کہ جن لوگوں نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے احادیث سنی تھیں وہ سب بعد کے طبقات تک اُنھیں پہنچانے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ معدودے چند صحابہ تھے جنھوں نے کبھی ایک فرد کے اور کبھی چند افراد کے سامنے احادیث نقل کیں جو حد تواتر کو نہیں پہنچتی تھیں۔

اور اس کی چوتھی وجہ یہ ہے کہ جامعین حدیث تمام راویوں سے ملاقات نہیں کر سکے تھے۔

ان وجوہات کی بنا پر ہم تک جو احادیث پہنچی ہیں ان کی اکثریت اخبار آحاد پر مشتمل ہے۔

خبر واحد کی حجیت (یعنی مضمون حدیث پر عمل) کے متعلق متقدمین شیعہ علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے (۱۷) اور سید مرتضیٰ جیسے علماء خبر واحد پر عمل کو شیعہ مذہب کے برخلاف قیاس پر عمل کے مترادف قرار دیتے تھے۔ (۱۸) البتہ وہ علماء جو اخبار آحاد کو حجت نہیں سمجھتے اُنھوں نے ان کی صحت پر موجود قرائن وشواہد سے چشم پوشی کی ہے اور مقام عمل میں کتب اربعہ کی بیشتر روایات کو ایسے قرائن سے متصل سمجھا ہے جو کہ مفید علم ہوتے ہیں۔

ان میں سے ایک قرینہ یہ ہے کہ روایت کتب اربعہ میں موجود ہو کیونکہ ان کتابوں کے مؤلفین

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

قابل وثوق روایات جمع کرنے کی پابندی کیا کرتے تھے۔ علاوہ بریں صدور روایات کے قریبی زمانے کے اصحاب کا مضمون روایت پر عمل بھی اس روایت کی صحت کا ایک شاہد ہے۔ (۱۹)

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ کتب اربعہ کی چند روایات کو چھوڑ کر باقی روایات کو دونوں طرح کے علماء قابل عمل قرار دیتے ہیں اس لیے اصطلاحی طور پر ہم دونوں گروپ کے علماء کے اختلاف کو لفظی اختلاف کہیں گے کیونکہ احکام شریعت کے بیشتر حصے کو معلوم کرنے کے لیے دونوں گروپ کے علماء کے پاس روایات کے سوا کوئی اور راستہ نہیں ہے لہٰذا صاحب معالم کے نقل کے مطابق مسائل تبانیات کے جواب میں سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے اعتراف کیا تھا کہ کتب شیعہ میں موجود بیشتر روایات کو ہم تواتر کی وجہ سے یا صحت کا پتہ دینے والی امارات کی وجہ سے صحیح سمجھتے ہیں۔ ہمیں سید مرتضی کی بات کا اعتراف ہے مگر یہ اس بات کا لازمہ نہیں کہ خبر واحد کی حجیت ثابت کرنے والوں کے استدلال میں اس کو ذکر کیا جائے۔

علاوہ ازیں اس طرح کے بیشتر استدلالات اور اُن کے جوابات سے ذہنوں میں اصطلاحات کے متعلق بہت سے خدشات نے جنم لیا ہے ورنہ گزشتہ روایات پر عمل کرنا صرف احکام شرعی سے مخصوص نہیں بلکہ یہ تمام عقلاء کی فطرت اور اُن کے رجحان کے مطابق ہے۔ یہ اُصول گزشتہ امتوں اور ادیان میں جاری رہا اور آج بھی اس پر عمل ہو رہا ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تمام ادیان کے پیروکار اپنے نبی کے زمانے میں موجود نہیں تھے اور ان کے احکام بعد کے لوگوں تک راویوں کے ذریعے پہنچے ہیں۔

نیز یہ بھی ضروری نہیں کہ جہاں جہاں کسی نبی کے پیروکار رہتے ہوں وہاں وہ نبی گئے ہو اور تمام پیروکاروں نے اُن سے ملاقات کی ہو اور اُن سے براہ راست احکام حاصل کئے ہوں۔ ایسی صورت میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ بعد کے لوگوں تک دین کے احکام راویوں کے ذریعے ہی پہنچے تھے۔

ہم نے خبر واحد کی حجیت کے لیے جو استدلال پیش کیا ہے وہ "سیرت عقلاء" کے نام سے معروف ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ خبر واحد پر عمل کے صحیح ہونے کے لیے یہ استدلال نہ صرف کافی ہے بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ اس باب میں جن روایات سے استدلال کیا جاتا ہے اُن میں سے اکثر اسی دلیل کے گرد گھومتے ہیں۔ اصطلاحی طور پر یوں کہنا چاہیے کہ یہ روایات "سیرت عقلاء" کے موارد اور مصادیق میں سے ہیں۔ (۲۰)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

روایت اور راوی کی شرائط

روایت کی شرائط

شہید ثانی (زین الدین بن نورالدین علی بن احمد عاملی) فرماتے ہیں:

جو علماء خبر واحد کو حجت سمجھتے ہیں وہ خبر صحیح پر اس شرط کے ساتھ عمل کرتے ہیں کہ وہ شاذ اور دوسری خبر صحیح کے خلاف نہ ہو۔ شیخ طوسی نے خبر حسن کو، محقق نے معتبر کو اور شہید نے ''ذکریٰ'' میں مؤثق کو بھی حجت قرار دیا ہے۔

بعض علماء نے ایسی خبر ضعیف پر بھی عمل کیا ہے جس پر مشہور اصحاب نے عمل کیا ہو حتی کہ اُنھوں نے ایسی خبر ضعیف کو اس خبر صحیح پر مقدم قرار دیا ہے جس کی کوئی شہرت عملی نہ ہو۔

شہید اپنی تحقیق کے ضمن میں فرماتے ہیں:

ہمارے اصحاب کے درمیان شہرت عملی ممکن نہیں ہے کیونکہ شیخ طوسی سے پہلے علماء کی ایک جماعت جیسے سید مرتضیٰ وغیرہ خبر واحد کو اُصولی طور پر حجت نہیں سمجھتے تھے اور کچھ علماء نے صحت حدیث کی شرائط کو مدنظر رکھے بغیر احادیث کی جمع و تدوین کی ہے چنانچہ فریقین کے حالات کو پیش نظر رکھے بغیر علمائے فقہ کا فتویٰ تلاش کرنا آسان نہیں ہے۔ چونکہ شیخ طوسی نے اپنی فقہی کتابوں میں کچھ ضعیف احادیث پر عمل کیا ہے نیز کچھ دوسرے فقہاء نے اُن کی پیروی کی ہے اس لیے بعد میں یہ گمان پیدا ہوا کہ شاید ان ضعیف احادیث پر عمل مشہور ہے (یعنی یہ شہرت عملی رکھتی ہیں) جبکہ ان روایات پر صرف شیخ طوسی نے عمل کیا ہے۔ (۲۱)

شرائط راوی

صاحبِ معالم نے علماء کے ایک گروہ کی پیروی کرتے ہوئے راوی کے لیے حسب ذیل شرائط کو ضروری قرار دیا ہے:

۱۔ عقل، کیونکہ دیوانے کی خبر (دیوانگی کے دوران) قابل قبول نہیں ہے۔

۲۔ بلوغ، (تکلیف شرعی کی عمر کو پہنچنا) بھی عام طور پر شرائط کا حصہ ہے۔

۳۔ اسلام، غیر مسلم کی خبر حجت نہیں ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۴۔ ایمان، یعنی راوی امامی ہو۔

۵۔ عدالت، اس میں گناہانِ کبیرہ سے اجتناب اور گناہانِ صغیرہ پر اصرار نہ کرنے کا ملکہ موجود ہو یعنی وہ بڑے گناہوں سے پرہیز کرتا ہو اور چھوٹے گناہوں میں بے باک نہ ہونا اور یہ صفت ہمیشہ رہے اور اس کی طبیعت بن چکی ہو۔

۶۔ ضبط، یعنی کم بھولنے اور اشتباہ کرنے والا ہو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ سہو اور نسیان سے بالکل پاک ہو۔

مذکورہ بالا شرائط کا تعلق حدیث بیان کرنے والے راوی سے ہے لیکن اگر کوئی کتاب سے دیکھ کر حدیث سنائے تو اُس کے لیے یہ شرائط نہیں ہیں۔ (۲۲)

جاننا چاہیے کہ مذکورہ شرائط پر علماء متفق نہیں ہیں لیکن مذکورہ شرائط کے قائل علماء نے اپنے اپنے دلائل دیئے ہیں جو اشکال سے خالی نہیں۔ ہم نے اپنی کتاب علم الحدیث (۲۳) میں ان تمام دلائل اور اشکالات کو نقل کیا ہے اور اس ضمن میں یاد دلایا ہے کہ خبر پر علم کا اصل معیار اُس کے صدور پر اطمینان اور وثوق ہے لہٰذا مذکورہ بعض شرائط میں سے عقل اور ضبط کا تعلق اطمینان کے لوازمات سے ہے کیونکہ اگر راوی دیوانہ ہو تو اُس کی بات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح اگر راوی زیادہ بھولنے اور غلطیاں کرنے والا ہو تو اُس کی بات سے بھی وثوق حاصل نہیں ہوتا۔

لیکن مذکورہ شرائط میں سے اسلام اور ایمان حتی کہ عدالت اور بلوغ کا تعلق بھی صدورِ روایت کے اطمینان و وثوق سے نہیں ہے۔ بسا اوقات اُس ممیز اور باشعور بچے کی بات بھی قابل اطمینان ہوتی ہے جو جھوٹ بولنے کا عادی نہ ہو۔ اسی طرح بہت سے غیر امامی رواۃ کی روایات پر بھی ہمارے اصحاب نے عمل کیا ہے مثلاً ''سکونی'' اہل سنت تھے، اسحاق بن عمار اور ان کے والد عمار بن موسیٰ ساباطی دونوں فطحیہ مذہب سے تھے لیکن ثقہ تھے (۲۴) حتیٰ کہ کچھ اصحابِ اجماع جن کی مرسل روایات کو محدثین نے حجت اور قابل عمل جانا ہے غیر امامی تھے۔ اصطلاحی طور پر اُن کو **تلقی بقبول** کہا جاتا ہے۔ (۲۵)

محققین اہل سنت نے بھی قبول روایت کے لیے مذہب کی شرط نہیں رکھی ہے۔

علامہ قاسمی نے ابن حجر کے حوالے سے لکھا ہے کہ درحقیقت جن لوگوں کی بدعت کے سبب تکفیر کی جاتی ہے اُن کی روایت کو بھی رد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ہر فرقہ اپنے مخالفین کو بدعتی کہتا ہے اور کبھی تو یہ معاملہ تکفیر تک جا پہنچتا ہے لہٰذا اگر یہ اصول اپنا لیا جائے کہ اہل بدعت مطلقاً کافر ہیں تو پھر اسلام

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کے تمام فرقوں کو کافر کہنا پڑے گا لہٰذا کافر صرف وہی ہے جو ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار کرے۔ اس کے علاوہ ہر ضابط اور پرہیزگار کی روایت کو قبول کرنا چاہیے چاہے اُسے بدعتی کیوں نہ کہا جاتا ہو۔

سخاوی اور ابن دقیق العید کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں یہ طے ہے کہ کچھ مخصوص مذاہب کے لوگوں کو نقل روایت میں معتبر نہیں سمجھتے اور ہم ضروریات دین کے منکر کے علاوہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے۔ اگر اہل قبلہ میں سے کوئی متقی و پرہیزگار روایت کرے تو اُس کی روایت لازمی طور سے قابل اعتماد ہے۔ امام شافعی کا مذہب بھی یہی ہے۔ وہ اہل اہواء اور مختلف مذاہب کے افراد کی گواہی کو قابل قبول سمجھتے ہیں۔

پھر اُنھوں نے جمع الجوامع کے مؤلف کا یہ قول **يقتل مبتدع بجرم الكذب** لکھ کر بطور شاہد محلی اور عراقی کے حوالے سے لکھا ہے کہ شیخین (امام بخاری اور امام مسلم) نے صحیحین میں بہت سے خوارج اور مرجئہ سے روایات نقل کی ہیں۔

اس کے بعد علامہ قاسمی لکھتے ہیں کہ بیشتر لوگوں کی طرف جو نسبتیں دی جاتی ہیں وہ مسلم نہیں ہیں میری اس بات کی سچائی مذاہب کی کتب رجال کی طرف رجوع کرنے سے معلوم ہو جاتی ہے کہ جس شخص کی طرف حدیث کی نسبت دی گئی ہے اُس کا نام منابع میں موجود نہیں ہوتا۔

عدالت کا مطلب

اگرچہ خبر واحد پر عمل کے باب میں سیرت عقلاء — جس پر خبر واحد کی حجیت کا انحصار ہے — صرف راوی پر وثوق اور اعتماد ہونے کو کافی قرار دیتی ہے اور راوی کی عدالت شرط نہیں ہے۔ اس کے ساتھ جن علماء نے راوی کے لیے عدالت کی شرط لگائی ہے اس سے اُن کی مراد کیا ہے یہ معلوم نہیں کیونکہ عدالت کی تعبیر وتفسیر کے متعلق علماء کے کلمات مختلف ہیں۔ بہت سے متقدمین کا یہ نظریہ تھا کہ عدالت محض ترکِ گناہ کا نام ہے اور ''اکتشاف'' میں کسی شخص کی عدالت کے اثبات کے لیے اسلام اور اس سے فسق ظاہر نہ ہونے کو کافی قرار دیا گیا ہے یعنی جب تک کسی مسلمان کو گناہ کرتے ہوئے نہ دیکھ لیا جائے وہ ''عادل'' ہے۔ (۲۶)

شہید ثانی شرح بدایہ میں فرماتے ہیں:

عدالت سے یہ مراد نہیں کہ انسان تارکِ گناہ ہو بلکہ عدالت سے مراد یہ ہے کہ انسان فسق کے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

موجبات سے پرہیز کرتا ہو اور موجباتِ فسق سے گناہانِ کبیرہ انجام دینا اور گناہان صغیرہ پر اصرار کرنا مراد ہے۔ (۲۷) پھر اُنھوں نے شیخ طوسی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مسلمان میں اصل اس کا فاسق نہ ہونا اور سچا ہونا ہے۔

بہر حال رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور صدر اسلام کی تاریخ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عدالت سے مسلمان کی ظاہری حالت کے علاوہ کچھ مراد نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؑ انہی مسلمانوں میں سے لشکر کے سپہ سالار اور حکام کا تقرر فرمایا کرتے تھے ور پھر یہی سپہ سالار اور حکامِ جمعہ و جماعت کی امامت کراتے اور لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے تھے۔

اس کے علاوہ یہ کہ اسلام سہولت کا دین ہے۔ اگر عدالت سے اس کے علاوہ کوئی اور معنی لیا جائے تو وہ سہولت کے منافی ہوگا اس لیے ضروری ہے کہ قضاوت، گواہی اور مجلس طلاق میں حاضری اور جمعہ و جماعت کی امامت کے لیے عدالت کو لازم قرار نہ دیا جائے یا بہ فرض لزوم عدالت کی شرط رکھی گئی ہے تو اس سے وہی حسن ظاہر اور عدم مشاہدہ فسق مراد لیا جائے۔

یہی وجہ ہے کہ شیخ طوسی نے اسی معنی پر کہ عدالت حسنِ ظاہر کا نام ہے **کتاب الخلاف** میں اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ عدالت کے حوالے سے مزید یہ کہا جا سکتا ہے کہ عدم فسق یا بالفاظ دیگر حسنِ ظاہر اس کے حال سے معلوم ہو سکتا ہے۔ لہٰذا صحیحہ ابن ابی یعفور میں عدالت کے مفہوم کی تعبیر یوں کی گئی ہے **بان یعرفوه بالستر** لوگ اسے ستر سے پہچانتے ہوں (یعنی اس کے عیوب لوگوں کے سامنے ظاہر نہ ہوں)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا: **من عامل الناس فلم یظلمھم و حدثھم فلم یکذبھم و وعدھم فلم یخلفھم فھو من کملت مروته و ظھر عدالته و وجبت اخوته و حرمت غیبتہ** جو شخص لوگوں کے ساتھ اس طرح معاملہ کرے کہ اُن پر ظلم نہ کرے، اُن سے گفتگو میں جھوٹ نہ بولے اور اُن سے وعدہ کر کے وعدہ خلافی نہ کرے تو یہ وہ شخص ہے جس کی مروت کامل اور عدالت ظاہر ہوگئی ہے اور ایسے آدمی سے بھائی چارہ واجب اور اس کی غیبت حرام ہے۔
(خطیب، الکفایہ ص ۷۸) (۲۸)

بہر حال اس کی مشہور تعریف یہ ہے کہ عدالت اُس انسانی ملکہ اور نفسانی حالت کا نام ہے جو انسان کو گناہانِ کبیرہ کرنے سے، گناہانِ صغیرہ پر اصرار کرنے سے اور مروت (دینی اقدار) کے منافی کاموں سے روک دیتی ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حواشی وتشریحات

(۱) ڈاکٹر صبحی صالح ،علم الحدیث۔ تدریب الراوی ص ۱۷۹

(۲) تدریب الراوی ص ۱۸۱

(۳) علم الحدیث ص ۸۳ ، طبع اول

(۴) شیخ طوسی ، عدۃ الاصول۔ علم الحدیث ، مؤلف کتاب ہذا ص ۷۷۔ ۷۹

(۵) صفحہ ۳۲

(۶) صفحہ ۲۶

(۷) اس طرح کے کچھ خود ساختہ فضائل تاریخ الخلفاء سیوطی کے شروع میں دیکھئے۔

(۸) مثلاً ابن ابی العوجاء اور مغیرہ بن سعید

(۹) اس قسم کی احادیث ثعلبی کی تفسیر اور العرائس فی قصص الانبیاء ثعلبی میں دیکھئے۔

(۱۰) پرتو اسلام ترجمہ فجر الاسلام ص ۲۵۷ ، طبع دوم

(۱۱) جہاں اولین راوی قرائن سے معلوم ہو۔

(۱۲) بیس سے تیس نمبر تک کا تعلق مضمون حدیث سے ہے مگر ان تمام اصطلاحات کا تعلق سلسلۂ سند سے ہے۔

(۱۳) جب راوی کا کلام امام کے کلام سے جدا ہو یا رجال سند کی وضاحت سے مربوط ہو۔

(۱۴) جب سلسلۂ سند کا ذکر کیا گیا ہو تو ممکن ہے کہ حدیث صحیح اور قابل قبول ہو۔

(۱۵) جب وثاقت اور عدم وثاقت میں دو ہم نام راوی ایک جیسے ہوں۔

(۱۶) شہید ثانی اس حدیث کے تواتر کے قائل نہیں البتہ وہ **من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعدہ من النار** کی حدیث کو ممکن التواتر سمجھتے تھے۔ شیخ بہائی کے والد ماجد حدیث غدیر کو بھی حدیث متواتر مانتے تھے۔ (علم الحدیث از مؤلف کتاب ہذا ص ۱۰۶)

(۱۷) ابن قبہ کے متعلق یہاں تک کہا گیا ہے کہ اُن کا دعویٰ تھا کہ خبر واحد پر عمل جائز نہیں ہے اور وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں دو دلائل پیش کرتے تھے :

ا۔ اگر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک راوی کی روایت دوسروں کے لیے حجت ہوتی تو پھر خدا کی طرف سے بھی خبر دینا جائز ہوتا جبکہ یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ خدا کی طرف سے خبر دینا جائز نہیں (البتہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

انبیاء کی بات الگ ہے، وہ اپنے معجزات کی وجہ سے دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں)۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بھی خبر واحد دینا جائز نہیں۔

۲۔ خبر واحد پر عمل حرام کو حلال اور حلال کو حرام سمجھنے کا باعث بنتا ہے کیونکہ خبر واحد سے انسان کو یہ یقین حاصل نہیں ہوسکتا کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں چیزوں اور فلاں کاموں کو واقعاً حلال کہا تھا یا حرام قرار دیا تھا۔ (خبر واحد سے انسان کو صرف شک اور گمان حاصل ہوتا ہے یقین نہیں)۔
(نقل از رسائل شیخ انصاری، در آغاز بحث ظن)

شیخ انصاری ظن کی بحث کے ضمن میں ''رسائل'' کے آغاز میں فرماتے ہیں:
سلطان العلماء سید حسین بن رفیع الدین مرعشی (متوفی ۱۰۶۴ھ) نے معالم کے حاشیہ میں اسی مفہوم (عقلاً خبر واحد پر عمل کرنے کے عدم جواز) کو ابو علی جبائی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

(۱۸) رسائل میں عدم جواز کو سید مرتضیٰ، قاضی ابن براج، سید ابو المکارم بن زہرہ، شیخ طوسی اور ابن ادریس حلی سے نقل کیا گیا ہے۔ (رسائل شیخ انصاری، آغاز بحث حجیت خبر واحد)

(۱۹) مرفوع زرارہ میں بھی اُس روایت پر عمل کو لازم قرار دیا گیا ہے جو اصحاب کے درمیان مشہور ہو۔ **خذ بما اشتہر بین اصحابک ودع الشاذ النادر** (رسائل شیخ انصاری میں اس حدیث اور دیگر کے ذریعے خبر واحد کی حجیت پر استدلال کیا گیا ہے)۔

(۲۰) تفصیل کے لیے ہماری کتاب علم الحدیث کا مطالعہ فرمائیں۔

(۲۱) درایہ شہید ص ۲۹۔۳۰

(۲۲) امام نووی لکھتے ہیں:

باب: جس کی روایت قابل قبول ہے اُس کی صفات اور اس کے متعلقات کے علاوہ اس باب میں کئی مسائل درج کئے گئے ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے:

ائمہ حدیث و فقہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ راوی میں درج ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے:
عادل ہو، ضابط ہو یعنی مسلمان ہو، بالغ ہو، عاقل ہو، اسبابِ فسق سے بچتا ہو اور خلافِ مروت کام نہ کرتا ہو۔ نیز بیدار مغز ہو، جس سے حدیث بیان کرے یا جس کو حدیث لکھوائے اس کا نام یاد رکھتا ہو اور جانتا ہو کہ اُس کے بیان کردہ روایت کے کیا معنی لیے جا رہے ہیں۔ (تقریب ص ۱۹۷)

یعنی امام نووی کی نظر میں عدالت سے مراد اسلام، بلوغ، عاقل ہونا، اسبابِ فسق اور خلافِ مروت

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

امور سے دور رہنا ہے۔

بہرحال اہل سنت کے ہاں (بقول نووی) راوی کے حسب ذیل شرائط ہیں:

۱۔ عدالت

۲۔ ضبط

۳۔ بیدار مغز اور توجہ

۴۔ حفظ حدیث یا ضبط حدیث

(۲۳) طبع اول ص ۱۴۱ اور طباعت دوم وسوم ص ۱۸۴

(۲۴) شیخ طوسی نے تہذیب میں عمار کے متعلق لکھا ہے:

محدثین کی ایک جماعت نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ جس روایت میں وہ منفرد ہو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اُس کا مذہب فطحیہ تھا لیکن ہم اس پر طعن نہیں کرتے لیکن نقل حدیث میں ثقہ تھا اس لیے صرف مذہب کی بنا پر اس کو مطعون نہیں کیا جا سکتا۔ (نقل از نقد الرجال ص ۲۴۷)

(۲۵) جیسے عبداللہ بن بکیر اور حسن بن علی بن فضال جن کا تعلق اصحابِ اجماع سے ہے۔ علامہ نے عبداللہ بن بکیر کے بارے میں لکھا ہے: میں اُن کی روایت پر اعتماد کرتا ہوں اگرچہ اُن کا مذہب فاسد تھا۔ (خلاصۃ الاقوال، نقدل الرجال، رجال کبیر میرزا)

(۲۶) اگرچہ شیخ انصاری (رسالہ عدالت میں) میں فرماتے ہیں کہ بعض علماء، عدالت کے لیے حسنِ ظاہر کو شرط قرار دیتے ہیں لیکن بظاہر حسنِ ظاہر اور مسلمان کو گناہ کا ارتکاب کرتے نہ دیکھنے میں کوئی فرق نہیں البتہ اگر حسنِ ظاہر سے ترک گناہ کا ملکہ مراد لیا جائے تو (تحقیق شیخ کے مطابق) وہ خود عدالت ہے نہ کہ عدالت معلوم کرنے کا طریقہ۔

(۲۷) شیخ طوسی نے یہ قول ابن ادریس کی سرائر، ابن حمزہ کی وسیلہ اور ابو صلاح حلبی سے نقل کیا ہے۔ (رسالہ عدالت از شیخ انصاری)

(۲۸) اس مأخذ میں صحابہ اور تابعین سے بہت سی ایسی روایات نقل کی گئی ہیں جن میں حسنِ ظاہر کو عدالت قرار دیا گیا ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

راوی کا حال جاننے کے ذرائع

حسب ذیل امور کے ذریعے راوی کی عدالت اور وثاقت معلوم کی جا سکتی ہے :

۱۔ اُس کے ساتھ رہنے اور ملنے جلنے سے اُس کے حالات کا پتا چلایا جا سکتا ہے۔

۲۔ راوی وثاقت کی شہرت رکھتا ہو مثلاً کلینی کے بعد سے آج تک کے مشائخِ حدیث

۳۔ ایسا شخص راوی کے ثقہ ہونے کی گواہی دے جو اُس کے حال سے آگاہ ہو۔ (۱)

راوی کی جرح تعدیل

دنیا میں صرف چند راوی ایسے ہیں جن کی وثاقت مشہور ہے۔ ان کے علاوہ باقی راویوں کے احوال سے آگاہی ، احوالِ رواۃ جاننے والوں کی جرح و تعدیل کے علاوہ اور کسی ذریعے سے ممکن نہیں۔ اس کام کو آسان بنانے کے لیے علماء نے راویوں کے حالات جاننے والوں کی زبانی اُن کے حالات جمع کئے اور کتب رجال کے ضخیم مجموعے لکھے۔ یہ علماء راویوں کی پہچان کے لیے اُن ماہرین رجال کے اقوال کو میزان اور معیار کا درجہ دیتے ہیں۔ چنانچہ تعدیل اور توثیق کرنے والے کو معدل اور جرح کرنے والے کو جارح کہا جاتا ہے۔

توثیق اور مدح کے الفاظ

چونکہ کتب رجال میں اختصار کو ملحوظ رکھا گیا ہے اس لیے راویوں کی توثیق اور جرح کے لیے مخصوص الفاظ وضع کئے گئے ہیں اور راوی کی وثاقت کے لیے حسب ذیل الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں :

ثقة ، ثبت (۲)

عين ، عين من عيون اصحابنا

وجه ، وجه من وجوه اصحابنا

من اولياء امير المومنين ، من مشائخ الاجازة ، من اولياء احد الائمة

شيخ الطائفه ، من اجلاء الطائفة

صدوق ، محل الصدق

صالح الحديث

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نقی الحدیث

یحتج بحدیثه

بصیر فی الحدیث

خیر

وکیل الامام

صاحب الامام

یروی عنه جماعة من الاصحاب

روی الاجلاء عنه

مصطلع الروایة

حافظ

ضابط ینظر فی حدیثه (اس کی حدیث کو نظر انداز نہیں کیا جاتا بلکہ اس پر غور کیا جاتا ہے)

لا بأس به (یعنی وہ ظاہراً ضعیف نہیں)

جلیل

مشکور

فاضل

خاصی

ممدوح

زاهد

عالم

صالح

قریب الامر

مسکون الی روایته (اس کی روایت تسلی بخش ہے)

متقن

فقیه

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

صحیح الحدیث

عادل

حجۃ

مقدم

معتمد الطائفۃ

اسند عنہ

سلیم الجنبۃ

یکتب حدیثہ

معتمد الکتاب

کثیر المنزلۃ (وہ بلند مرتبے کا حامل ہے)۔ (۳)

مذکورہ بالا الفاظ میں سے حسب ذیل الفاظ راویوں کی تعدیل و توثیق پر دلالت کرتے ہیں:

عادل، ثقۃ، حجۃ، ثبت اور **صحیح الحدیث**۔ (۴)

میر داماد فرماتے ہیں کہ توثیقِ راوی کے لیے جتنے الفاظ استعمال ہوتے ہیں ان میں سے **ثبت** زیادہ قوی لفظ ہے۔

بوعلی فرماتے ہیں کہ اگرچہ **عین، وجہ** یا **وجہ من وجوہ اصحابنا** کے الفاظ سے راوی کی مدح ضرور ثابت ہوتی ہے مگر کیا ان سے راوی کی توثیق بھی ہوتی ہے؟ اس بارے میں اختلاف ہے۔

اسی طرح لفظ **صحیح الحدیث** اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ متقدمین اس راوی کی روایت کو ''موثوق الصدور'' سمجھتے تھے اگرچہ راوی بذات خود ثقہ نہ ہو۔ (۵)

وحید بہبانی نے **منہج المقال** کے حاشیہ میں محمد رضا مامقانی اور عبد اللہ مامقانی کی کتاب **مقباس الھدایۃ فی علم الدرایۃ** کی پیروی کرتے ہوئے ایسے اور بھی کئی الفاظ لکھے ہیں جن سے راوی کی تعریف ثابت ہوتی ہے۔ چونکہ اُن کے متعلق اختلاف ہے اس لیے ہم اُنھیں یہاں ذکر نہیں کرتے۔

جرح کے الفاظ

علمائے رجال حسب ذیل الفاظ کے ذریعے راویوں کی جرح کرتے ہیں:

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ضعیف

کذاب

کذوب

وضاع للحدیث

غال

مضطرب الحدیث

منکر الحدیث

لین الحدیث (غیر ثقہ سے روایت لینے میں سستی کرنے والا)

متروک (اپنی ذات میں)

متروک الحدیث

مرتفع القول (بے اعتماد)

متہم (جھوٹ اور غلو سے متہم)

ساقط (ذاتاً اچھا نہ ہو)

ساقط الحدیث (انتہائی ضعیف)

لاشیء

لیس بذالک الثقۃ

عامی

مجہول

مہمل

غیر مسکون الی روایتہ (۶)

حدیث کے راویوں کی جرح و تعدیل

۱۔ راویوں کی تعدیل یا جرح میں اگر علمائے رجال نے اُن کی توثیق یا جرح کی وجہ بیان نہ کی ہوتو مذکورہ جرح و تعدیل کے قابل قبول ہونے میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

علماء کی ایک جماعت تعدیل یا جرح کا سبب بیان کرنے کو ضروری نہیں سمجھتی جبکہ علماء کی دوسری جماعت اسے ضروری قرار دیتی ہے اور ایک گروہ کا خیال ہے کہ راوی کی جرح میں سبب کا بیان کرنا ضروری ہے لیکن تعدیل میں ضروری نہیں۔ (۷) اور چند دیگر علماء اس کے برعکس نظریہ رکھتے ہیں۔ ہر گروہ کے پاس اپنے نظریے کے اثبات کے لیے دلائل موجود ہیں۔ (۸)

علامہ فرماتے ہیں کہ جرح یا تعدیل کرنے والا شخص اگر جرح و تعدیل کے اسباب کو جانتا ہے تو اس کا قول بطور مطلق قابل قبول ہے ورنہ ضروری ہے کہ وہ راوی کی جرح اور تعدیل کے اسباب یا سبب کو بیان کرے۔

شہید ثانی فرماتے ہیں کہ جب تعدیل و جرح کرنے والے یا وہ عالم جو خبر پر عمل کر رہا ہے اسباب جرح و تعدیل پر یکساں موقف رکھتے ہوں تو جرح و تعدیل کا سبب بیان کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر اس بارے میں یکساں موقف نہ رکھتے ہوں تو پھر جرح و تعدیل کا سبب جاننا ضروری ہے۔ (۹)

صاحب معالم نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ (۱۰)

یہ بات قابل توجہ ہے کہ جو احادیث اس وقت ہمارے پاس موجود ہیں اور اُن پر عمل ہو رہا ہے وہ کتابیں آج سے ہزار برس قبل مدون ہوئی تھیں (کتب اربعہ اور دیگر مجامع حدیث کے اندر) ان کے راویوں کی جرح و تعدیل (کتب اربعہ کے رجال کے ضمن میں) (۱۱) اسی دوران ہو چکی تھی۔

۲۔ کتب رجال میں ارباب جرح و تعدیل کے نظریے کو بیان نہیں کیا گیا اور اگر کسی شخص کے نظریے کو اس باب سے خارج سمجھیں کیونکہ کتب رجال میں جرح و تعدیل کے مدرک و ماخذ کو بیان نہیں کیا گیا اور ہم یہ دیکھیں کہ اہل خبرہ کے الفاظ کا خلاصہ اس کے قائل کا تذکرہ کئے بغیر نقل کیا گیا ہے تو جرح و تعدیل کا مذکورہ شخص کی طرف نسبت دینا ممکن نہیں ہے اس لیے ہم جرح و تعدیل کرنے والے اور خبر پر عمل کرنے والے کے موقف کی یکسانیت کو معلوم نہیں کر سکتے۔ جب اس پہلو پر توجہ دی جائے تو شہید ثانی اور اُن کے فرزند کی تحقیق کا کوئی مورد باقی نہیں رہتا۔ (۱۲)

حدیث امامیہ کی مشہور کتابوں کی روایات کے راویوں پر کتب حدیث کی تدوین کے وقت جرح و تعدیل کی گئی تھی اس لیے علامہ کی مذکورہ تفصیل کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ سابقہ کتب رجال میں جو جرح و تعدیل کی گئی ہے یقیناً اس کی بنیاد اُن علمائے رجال کی آراء ہیں جو مذکورہ راویوں کی جرح و تعدیل کے اسباب کو جانتے تھے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جب جرح و تعدیل ایک دوسرے کے معارض ہوں

جرح و تعدیل کے تعارض کی صورت میں — جب کسی راوی پر بعض نے جرح کی ہو اور اُس کا حال ہمیں معلوم نہ ہو — ایک جماعت جرح کو تعدیل پر مقدم جانتی ہے کیونکہ جب تک کسی کے فسق کا علم نہ ہو، اُس کی تعدیل کی جا سکتی ہے اور فسق معلوم ہوئے بغیر کسی کی جرح نہیں کی جا سکتی لہٰذا اگر کچھ علماء نے کسی راوی کی جرح کی ہو اور کچھ نے اس کی تعدیل کی ہو تو اُن کی یہ جرح اور تعدیل ایک دوسرے کے منافی نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے جرح کرنے والے راوی کے عیب سے واقف ہوں جسے دیکھ کر جرح کی ہو اور تعدیل کرنے والے اُس کے عیب سے آگاہ نہ ہوں۔

واضح رہے کہ یہ بات (جرح کا تعدیل پر مقدم ہونا) اس صورت میں ہے جب تعدیل کا تعلق محض راوی کے قول باوثوق اور قابل اعتماد ہونے سے ہو مثلاً لفظ ثقہ یا پھر تعدیل کا تعلق راوی کی عدالت سے ہو اور عدالت کا یہ مفہوم لیا جائے کہ مسلمان بالعموم گناہوں سے پرہیز کرتا ہے لیکن اگر لفظ عدالت سے ہم وہ ملکہ اور نفسانی کیفیت مراد لیں جو انسان کو گناہانِ کبیرہ سے دور رکھتی ہے تو پھر تعدیل سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ تعدیل کرنے والا راوی کی حقیقی عدالت اور اُس میں ملکہ نفسانی کے موجود ہونے کا قائل ہے اور اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پھر اس شخص کی طرف فسق کی نسبت سے یہ نظریہ منافات رکھتا ہے۔

مگر جیسا کہ ہم نے بیان کیا متقدمین عدالت کو مسلمان کی حالت ظاہری سے مخصوص جانتے تھے۔ اس صورت میں جارح کا قول جو کہ راوی کے اندر موجود عیب کو واضح کرتا ہے وہ اس راوی کی تعدیل (جو کہ ظاہر حال سے تعلق رکھتی ہو) پر مقدم ہوگا لیکن یہاں اس امر کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے کہ جارح اور تعدیل کنندہ کے الفاظ میں واقعی منافات اور تعارض موجود ہو کیونکہ کچھ مدح کے الفاظ ایسے بھی ہوتے ہیں جو مذمت کے الفاظ کے منافی نہیں مثلاً راوی ثقہ ہو لیکن غیر امامی ہو۔

اسی طرح ممکن ہے کہ کسی راوی کے متعلق یہ الفاظ استعمال ہوں

صالح، خیر، فاضل، ممدوح، زاهد

اور پھر اسی راوی کے متعلق یہ الفاظ بھی بیان کئے گئے ہوں:

غال، مضطرب الحديث، منكر الحديث، لين الحديث، ساقط الحديث، متهم، ليس بذالک الثقة اور وضاع

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مذکورہ بالا الفاظ ایک دوسرے کے منافی نہیں کیونکہ تاریخ اسلام میں ایسے بھی بہت سے لوگ گزرے ہیں جو بظاہر عابد و زاہد تھے مگر اُس کے باوجود دین اسلام کی خدمت سمجھ کر حدیثیں گھڑ لیا کرتے تھے۔ فرقۂ کرامیہ اس کی واضح مثال ہے۔ یہ لوگ ترغیب و ترہیب کے لیے وضعِ حدیث کو جائز سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات کے بہترین مفاد میں جھوٹ بولتے ہیں اُن کو نقصان پہنچانے کے لیے نہیں۔ (۱۳)

شعرانی نے **عہود کبری** میں شیخ الاسلام زکریا کا یہ قول نقل کیا ہے:

"بعض محدثین کہتے ہیں کہ کچھ اچھے لوگ نیک باطن ہونے کی وجہ سے بہت سے افراد کی تعدیل کر کے جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں کیونکہ وہ لوگوں کے متعلق حسن ظن رکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ لوگ رسول خدا ﷺ پر جھوٹ نہیں تراش سکتے۔ (۱۴)

کیا ایک فرد کے بیان سے جرح یا تعدیل ثابت ہو سکتی ہے؟

مشہور نظریہ یہ ہے کہ راوی کی جرح یا تعدیل ایک فرد کے بیان سے ثابت ہوتی ہے جبکہ ایک اور گروہ کا خیال ہے کہ جرح و تعدیل کے اثبات کے لیے دو افراد کا ہونا ضروری ہے۔ (۱۵)

قولِ اول کی دلیل یہ ہے کہ جس طرح نقل حدیث میں راویوں کا متعدد ہونا شرط نہیں (یعنی اصطلاحی تعبیر کے مطابق خبر واحد کو حجت تسلیم کیا جاتا ہے) سی طرح سے راویوں کی تعدیل کے لیے بھی کم سے کم دو افراد کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ دوسرے قول کے قائلین کی رائے یہ ہے کہ راوی کی تعدیل اور جرح ایک طرح کی گواہی ہے اور گواہی کے لیے کم سے کم دو گواہوں کا ہونا شرط ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ خبر واحد کی حجیت کا معیار ان دو میں سے ایک ضرور ہے یا تو وہ سیرت عقلاء ہے یعنی آج تک دنیا کے تمام عقلاء قابل اعتماد لوگوں کی خبر پر عمل کرتے رہے ہیں اور لوگوں کے معاش اور معاد کی بنیاد اسی پر قائم ہے۔

اور یہ واضح بات ہے کہ بعض اوقات خبر دینے والا اکیلا ہو تب بھی انسان کو اس کی خبر پر اعتبار ہو جاتا ہے اور کبھی دو افراد کے کہنے پر بھی یقین نہیں آتا۔

یا پھر خبر واحد کی حجیت کو شرع کے حوالے سے (اصطلاحی طور پر جعلِ شارع سے) متعدد احادیث کے ذریعے بھی ثابت کیا جا سکتا ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ظاہر ہے کہ تعدیل راوی کی روایات میں زیادہ افراد کا ذکر نہیں کیا گیا ہے (اگر اس کے لیے زیادہ یا کم افراد کا ہونا ضروری ہوتا تو اسے ضرور بیان کیا جاتا) اور اُصول میں یہ بات طے ہے کہ ضرورت کے وقت بیان میں تاخیر کرنا جائز نہیں بلکہ دینی احکام اور معارف کو ثقہ افراد سے حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا راوی کی گفتگو پر اعتبار اور اعتماد کے مسئلے کو عُرف پر چھوڑ دیا گیا ہے اور ہم یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ لوگ ایک قابل اعتماد شخص کی خبر کو یقین کے لیے کافی سمجھتے ہیں۔

تبصرہ جات

۱۔ جب کسی ایک راوی کے متعلق دو مختلف نظریات پائے جاتے ہوں تو علماء کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ یہاں جرح کو تعدیل پر مقدم رکھا جائے گا کیونکہ یہ ممکن ہے کہ تعدیل کرنے والے کے سامنے راوی کا عیب نہ آیا ہو جبکہ جرح کرنے والے کو وہ معلوم ہو۔ اس لیے کچھ حضرات (۱۶) جرح کے قول کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ کچھ علماء کا خیال ہے کہ اگر کسی راوی کی تعدیل کرنے والے جرح کرنے والوں سے زیادہ ہوں تو تعدیل کرنے والوں کے قول کو ترجیح دی جائے گی۔

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ جرح و تعدیل کرنے والوں میں سے جو زیادہ حافظ ہو اُس کے قول کو فوقیت دی جائے گی۔

اگرچہ شیعہ علماء نے یہ بحث (جرح، تعدیل پر مقدم ہے) اہل سنت کی دیکھا دیکھی شروع کی لیکن متاخرین علمائے امامیہ کہتے ہیں کہ عدالت ایک ملکہ نفسانی ہے اس لیے جب تک کسی راوی کے اس نفسانی ملکہ کے حامل ہونے کا علم نہ ہو اُس وقت تک اُس کی تعدیل نہیں کی جا سکتی۔ اس بنا پر معدل وہ ہے جو راوی کے اندر اس ملکہ نفسانی کے ہونے کا علم رکھتا ہو اور جارح وہ ہے جو مذکورہ صفت کے نہ ہونے کا علم رکھتا ہو اور ظاہر سی بات ہے کہ یہ دونوں دعوے ایک دوسرے سے معارض ہیں اور کسی کو دوسرے پر ترجیح حاصل ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

لیکن اہل سنت اور متقدمین شیعہ کے نزدیک جو عدالت کو مسلمان کے حسنِ ظاہر اور اُس سے کسی فسق کے صادر نہ ہونے سے عبارت سمجھتے ہیں صحیح نظریہ یہ ہے کہ جارح کا قول تعدیل کرنے والے کے قول پر مقدم ہے کیونکہ تعدیل کرنے والے کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ وہ راوی کے عیب کو نہیں جانتا اور جارح اس بات کا مدعی ہے کہ وہ راوی کے فسق اور گناہ کو جان چکا ہے لہٰذا قاعدہ **عدم الوجدان لا**

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

یدل علی عدم الوجود (کسی چیز کا نہ ملنا اُس کے نہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا) کے تحت تعدیل کرنے والے کا یہ کہنا کہ اُسے راوی کے کسی عیب کا علم نہیں جارح کے قول (جس کا دعویٰ ہے کہ وہ راوی کے فسق کے بارے میں جانتا ہے) کے منافی نہیں ہے۔ اس فرض کی صورت میں جارح سے تعدیل کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۲۔ جب کوئی عادل اور ثقہ راوی کسی سے حدیث نقل کرے تو اُس سے مروی عنہ کی تعدیل ثابت نہیں ہوتی[1] کیونکہ عین ممکن ہے کہ عالی نے غیر عادل سے روایت کی ہو چنانچہ بعض علماء کہتے ہیں کہ کچھ ثقہ بزرگ مشہور جھوٹے راویوں سے بھی حدیث سن کر لکھ لیا کرتے تھے تاکہ اُنھیں خود ساختہ حدیثوں کا علم ہوجائے اور کل کلاں صحیح حدیث کے متعلق اُنھیں کوئی اشتباہ نہ ہو البتہ اگر بات ایسے راویوں کی ہو جو ہرگز غیر ثقہ افراد سے روایت نہیں کرتے تو اُن کا کسی سے روایت بیان کرنا اُس راوی کی تعدیل کا موجب بنے گا اور اسی بات کو تدریب الراوی میں علمائے اُصول کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

۳۔ اگر ایک مفتی کسی حدیث کی بنیاد پر فتویٰ دے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اُس حدیث کو صحیح مانتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مفتی کسی حدیث کے مطابق فتویٰ نہ دے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اس حدیث کو صحیح نہیں مانتا کیونکہ ممکن ہے کہ اُس نے اس حدیث کی بجائے اسی قبیل کی کسی دوسری حدیث کی بنا پر فتویٰ دیا ہو۔

کسی حدیث کے مطابق فتویٰ نہ دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس طرح فتوے دینے میں کوئی رکاوٹ موجود ہو (مثلاً اس حدیث کی معارض روایت موجود ہو) اس لیے مفتی نے فتویٰ دیا ہو لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ حدیث صحیح نہیں۔

۴۔ ایک گروہ کا نظریہ یہ ہے کہ اُن اہل بدعت کی شہادت اور روایت ناقابل قبول ہے جن کی بدعت کی وجہ سے تکفیر کی گئی ہو اور سیوطی نے بطور نمونہ لکھا ہے کہ ان میں وہ لوگ شامل ہیں جو خدا کی جسمانیت کا عقیدہ رکھتے ہیں یا کہتے ہیں کہ خدا کو جزئیات کا علم نہیں یا جو قرآن کو مخلوق مانتے ہیں۔

اس کے برعکس امام شافعی، ابن ابی لیلٰی اور قاضی یوسف وغیرہ کہتے ہیں:

اگر ان مذاہب میں جھوٹ بولنا حرام سمجھا جاتا ہے تو ان کی بیان کردہ روایت قابل اعتماد ہے۔

سچ یہ ہے کہ اگر روایت پر عمل کا میزان سیرت متشرعہ اور عمل عرف کو قرار دیا جائے — جس

۱۔ مثلاً زید نے حمید سے روایت کی ہے اور زید عادل ہے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حمید بھی عادل ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میں قابل اعتماد افراد کی بات پر یقین کیا جاتا ہے — تو بدعتی اور غیر بدعتی کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ ویسے بھی بدعت اور اس کے مصادیق کے متعلق علمائے اسلام میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ جلال الدین سیوطی نے شیخ الاسلام عالم الدین بلقینی سے یہ قول نقل کیا ہے:

ہر فرقہ اپنے علاوہ دوسرے فرقے کو جو عقائد میں اس کا مخالف ہو، بدعتی سمجھتا ہے۔

مثال کے طور پر جو لوگ قرآن کو حادث مانتے ہیں سیوطی نے اُن کو کافر اور بدعتی کہا ہے اور معتزلہ، امامیہ اور اسماعیلیہ قرآن کو حادث مانتے ہیں مگر اپنے نظریے کے مخالفین کو کافر نہیں کہتے۔ اسی طرح کچھ مسلمان فلاسفہ کہتے ہیں کہ خدا جزئیات کا علم نہیں رکھتا چنانچہ اس طرح کے نظریے کی وجہ سے بوعلی سینا کو کافر نہیں کہا سکتا۔

کچھ علماء مذاہب کے داعیوں اور دیگر لوگوں میں فرق کرتے ہیں کیونکہ ہو سکتا ہے ان داعیوں نے اپنے مذہب کی ترویج کے لیے حدیثیں گھڑی ہوں۔ یہ درست ہے کہ داعیانِ مذہب کے توسط سے ایسی حدیث کی نقل سے جو اُن کے مفاد میں ہو، اس کے جعلی ہونے کا تاثر ملتا ہے لیکن سابقہ مسئلے کی تحقیق (ناقل کی بات کا قابل اعتماد ہونا اُس کی خبر کے ثقہ اور قابل عمل کا معیار ہے) کے بعد یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ راوی کی بات کا قابل اعتماد ہونا اُس کے ثقہ اور صادق القول ہونے کی دلیل ہے۔ اس کے بعد اس میں کوئی فرق نہیں رہتا کیونکہ جو شخص جھوٹ کو حرام جانتا ہے اور عملاً اس سے پرہیز بھی کرتا ہے (خواہ اس کا تعلق داعیانِ مذاہب سے ہو یا عام لوگوں سے) اُس کی روایت کے قابل قبول ہونے میں کوئی فرق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امامیہ کی کتب اربعہ میں دوسرے مذاہب کے داعیوں کی روایات بھی موجود ہیں۔ امام نے بنوفضال کی روایات کے متعلق فرمایا تھا:

خذوا ماروو وذروا ماراوا اُنھوں نے جو روایت بیان کی ہے اُسے لے لو اور اُن کے ذاتی نظریات ہیں کو چھوڑ دو۔

سیوطی نے تدریب الراوی میں ایسے بہت سے لوگوں کے نام لئے ہیں جن پر بدعتی ہونے کی تہمت لگائی گئی تھی لیکن صحیحین میں اُن سے روایات نقل ہوئی ہیں۔ (۱۷)

۵۔ جن راویوں نے فسق سے توبہ کی ہو اُن کی روایت سب کے نزدیک قابلِ قبول ہے البتہ کچھ علماء جھوٹ کے عادی شخص کے متعلق کہتے ہیں کہ اگر جھوٹ بولنے والا توبہ کر لے تب بھی اُس کی روایت قابل قبول نہیں ہے۔ (۱۸)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حقیقت یہ ہے کہ جھوٹے راوی کی روایات میں فرق کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ اُس کی توبہ سے قبل کی روایات قابل قبول نہیں لیکن توبہ کے بعد کی روایات کو قبول کرنا چاہیے البتہ کسی راوی کی روایت کتب احادیث میں موجود ہوں اور اُس کے متعلق کتب رجال میں لکھا ہو کہ وہ جھوٹا تھا مگر بعد میں اُس نے توبہ کر لی تھی تو پھر مذکورہ روایت پر عمل نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس سے منقول روایات کے متعلق علم نہیں ہے کہ وہ توبہ سے پہلے نقل کی تھیں یا توبہ کے بعد۔

۶۔ روایت اور شہادت میں فرق: معصوم سے منقول روایت دراصل شریعت کا حکم صادر ہونے کی گواہی ہے اس لیے کچھ علماء کی نظر میں راوی کے لیے وہی شرائط لاگو ہیں جو گواہ کے لیے معتبر ہوتی ہیں مگر درحقیقت روایت اور شہادت میں کافی فرق ہے۔ چنانچہ سیوطی نے تدریب الراوی میں لکھا ہے:

۱۔ روایت ایک عام حکم کی خبر دینے کا نام ہے۔ اس کی قبولیت کے لیے حاکم کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا جبکہ گواہی کے لیے شہادت دینے والے کی طرف رجوع کرنا ضروری ہوتا ہے۔

۲۔ روایت کرنے میں راوی کا متعدد ہونا ضروری نہیں جبکہ شہادت کے لیے (جسے اصطلاح میں بینہ اور گواہ شرعی کہا جاتا ہے) دو عادل گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔

۳۔ مسلمان جانتے ہیں کہ حدیث کی نسبت خدا اور رسولؐ کی طرف ہے۔ بالفاظ دیگر یہ اللہ کا حکم ہے اس لیے وہ حدیث گھڑنے اور اس حوالے سے جھوٹ بولنے سے بچتے ہیں مگر جھوٹی گواہی کو وہ اتنی اہمیت نہیں دیتے۔

۴۔ ایک راوی سے منقول روایت کو جس میں جعل سازی کا امکان ہو رد کرنا عمومی مصلحت کی تفویت کا موجب بنتا ہے جبکہ کسی اکیلے شخص کی گواہی کو رد کرنا صرف ایک شخص کی مصلحت کی تفویت کا موجب ہوتا ہے۔

۵۔ کچھ علماء روایت نقل کرنے کے لیے بالغ ہونے کو شرط نہیں سمجھتے جبکہ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ گواہ کا بالغ ہونا شرط ہے۔

۶۔ روایت نقل کرنے کے لئے راوی کا آزاد ہونا شرط نہیں ہے لیکن شہادت میں گواہ کا آزاد ہونا شرط ہے۔ (البتہ اُن موارد میں جن کی فقہ میں تعیین کی گئی ہے)۔

۷۔ اگر کوئی شخص کسی خاص موقع پر جھوٹی گواہی دے تو اُس کا یہ عمل باقی جگہوں میں اُس کی گواہی کے مسترد ہونے کا باعث نہیں بنتا لیکن اگر کوئی نقل حدیث میں جھوٹ بولے تو یہ اُس کی بیان

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کردہ تمام روایات میں عدم اطمینان کا سبب ہوگا۔

۸۔ شہادت میں یہ ممکن ہے کہ پہلے حاکم شرع اس کا تقاضا کرے پھر شہادت دی جائے جبکہ روایت میں پہلے سے ایسا کوئی تقاضا موجود نہیں ہوتا۔

۹۔ مجتہد کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنے علم و اجتہاد کے تحت کسی روایت کو قبول نہ کرے اور اسے قابل عمل نہ سمجھے جبکہ (بعض علماء کے نظریے کے مطابق) اگر گواہی میں قبولیت کی ساری شرائط موجود ہوں تو حاکم کو یہ اختیار نہیں کہ وہ گواہی کے مطابق فیصلہ جاری نہ کرے۔

۱۰۔ گواہی کے مطابق حکم دینا شاہد (گواہ) کی تعدیل کے مترادف ہے جبکہ کسی کی روایت پر عمل کرنا اُس کے راوی کی تعدیل کے مترادف نہیں۔

۷۔ کچھ علماء نے اُن لوگوں کی روایت کو رد کیا ہے جو حدیث بیان کرنے کی اجرت لیتے ہوں لیکن ایک گروہ کا کہنا ہے کہ اگر کوئی شخص ضرورت کی وجہ سے اجرت لیتا ہے تو اس سے روایت لینا جائز ہے۔

سچ یہ ہے کہ حدیث بیان کرنا واجب نہیں (البتہ جن موارد میں شرعی حکم بیان کرنا ضروری ہو وہاں حدیث بیان کرنا واجب ہے) لٰہذا حدیث بیان کرنے کی اجرت لینا حرام نہیں بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جن جگہوں پر نقل حدیث واجب ہو وہاں پر بھی اجرت لینا حرام نہیں کیونکہ یہ واجب توصلی ہے۔ نقل حدیث میں قصد قربت اگرچہ بہتر ہے مگر شرط نہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ نان بائی اور طبابت جیسے واجبات توصلی پر اجرت لینا حرام نہیں ہے۔

۸۔ ایسے افراد کی روایت جو زیادہ بھولنے یا سماعِ حدیث میں سہل انگاری سے کام لینے میں مشہور ہوں یا عام طور پر **اصول مصححه** سے روایت نقل نہ کرتے ہوں یا شاذ اور منکر روایات بیان کرنے میں مشہور ہوں اُن کی روایت بھی علماء کا ایک گروہ قبول نہیں کرتا۔

ان وجوہات کی بنا پر ناقل سے اعتماد اُٹھ جاتا ہے اس لیے ایسے لوگوں کی روایت کو صحیح نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس سے قبل ہم بیان کر چکے ہیں کہ متقدمین علمائے امامیہ اس حدیث کو صحیح کا درجہ دیتے تھے جس کا باوثوق ذرائع سے معصوم سے صادر ہونا ثابت ہوجائے اس لیے اگر راوی میں مذکورہ عیوب موجود ہوں تو پھر اس کی روایت پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حواشی وتشریحات

(۱) معالم الاصول میں عدالتِ راوی کی مذکورہ شرائط ذکر کرنے کے بعد محقق حلی کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ وہ تعدیل کے لیے کم سے کم دو افراد کی شہادت کو ضروری سمجھتے تھے۔ صاحب معالم نے اس کو رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم حجیت خبر کے لیے راوی پر وثوق اور اعتماد کو معیار قرار دیتے ہیں للہذا راوی کی تعدیل کے لیے مذکورہ شرائط (تعدیل کرنے والے پر وثوق و اعتماد) کے سوا کسی اور شرط کے قائل نہیں اور ہم جانتے ہیں کہ عام طور پر جب قابل اعتماد شخص کسی راوی کی تعدیل کرتا ہے تو اُس کے حال سے بخوبی آگاہ ہوتا ہے پھر اُس کے وثوق و اعتماد کی تصدیق کرتا ہے۔

(۲) ثَبَتٌ (زبر کے ساتھ) یعنی حجت ہے۔ (الرواشح)

رَجُلٌ ثَبَتٌ (دو زبروں کے ساتھ) یعنی عادل اور ضابط شخص۔ (المصباح المنیر)

(۳) الرواشح السماویہ ص ۶۰۔ درایہ شہید ص ۹۵۔ توضیح المقال کنی ص ۳۶۔ مقدمات رجال بوعلی ص ۱۳۔ درایہ مامقانی ص ۱۰۶ - ۱۳۰

مامقانی نے اپنی کتاب کے ص ۱۳۱ پر وحید بہبہانی کے حوالے سے جو الفاظ نقل کئے ہیں اُن سے راوی کی مدح ثابت ہوتی ہے۔ وحید بہبہانی نے وہ الفاظ رجال کبیر میرزا کے حواشی پر لکھے ہیں۔ نیز ابو حاتم رازی کی کتاب جرح وتعدیل اور علوم الحدیث ابن صلاح ص ۱۱۰، مطبوعہ مدینہ ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) درایہ شہید۔ لیکن تقریب نووی اور تدریب الراوی میں مزید کچھ الفاظ کو بھی تعدیل کی علامت قرار دیا گیا ہے مثلاً متقن، عدل، حافظ، عدل ضابط یا مذکورہ الفاظ کی تکرار مثلاً ثقہ ثقہ یا مذکورہ الفاظ میں سے دو الفاظ کا اجتماع مثلاً ثقہ حجۃ یا صدوق، محل الصدق، لا بأس بہ اور مامون یا ایسے الفاظ جس سے کسی کی فضیلت ظاہر ہو مثلاً **اوثق الناس**، **اثبت الناس** یا پھر اس طرح کے الفاظ مثلاً **لا احد اثبت منه**، **فلان لا يسال عنه** ان سے بھی راوی کی تعدیل ثابت ہوتی ہے (تدریب الراوی ص ۲۳۲)

رجال نجاشی میں کچھ مزید الفاظ بھی مرقوم ہیں جن سے راوی کی مدح یا وثاقت معلوم ہوتی ہے مثلاً **متحقق بهذا الامر**، **قريب الامر**، **جيد الحديث**، **نقي الرواية**، **لا يعدل به**، **له محل عند الائمة**، **فقيه**، **واضح الرواية**۔

(۵) متقدمین اُس روایت کو صحیح الحدیث کہتے تھے جس کے متعلق اُنھیں وثوق ہوتا تھا کہ وہ معصوم سے صادر ہوئی ہے چاہے اُس کا راوی ثقہ ہو یا نہ ہو۔ (مقدمات رجال بوعلی، منتہی المقال)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۶) درایہ شہید ص ۹۹۔ الرواشح السماویہ ص ۶۰۔ تدریب الراوی ص ۲۳۳ پر ہمیں یہ الفاظ بھی دکھائی دیتے ہیں: **وسط، مقارب الحدیث، لا یحتج بہ، فی حدیثہ ضعف** اور **لا اعلم بہ باسا۔**

(۷) نووی تقریب میں اسی قول کے قائل ہیں۔ سیوطی نے تدریب الراوی ص ۲۰۲ پر اس قول کی نسبت اس اصطلاح کی طرف دی ہے اور خطیب کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ شیخین (بخاری اور مسلم) نے بھی اسی نظریے کی پیروی کی تھی۔

استاد محمد علی قطب نے علوم الحدیث (طبع دار الحدیث حمص) میں اس قول کو جمہور اہل حدیث سے منسوب کیا ہے اور اس کی صحت پر یہ استدلال کیا ہے: اسباب تعدیل کا بیان کافی طویل اور مشقت طلب کام ہے کیونکہ معدل کے لیے اصل عدالت سے متصف ہونا ہے۔ مزید یہ کہ اسباب جرح میں لوگوں کے درمیان بہت سے اختلافات ہیں۔

(۸) مذکورہ دعوے کے دلائل درایہ شہید اور شرح معالم (**ھدایۃ المسترشدین**) میں دیکھیں

(۹) درایہ شہید ص ۸۹۔ اس اجمال کی تفصیل کے لیے مامقانی کی مقیاس الدرایہ دیکھیں

(۱۰) معالم الاصول، باب اخبار

(۱۱) **کتب اربعۂ رجال** سے مندرجہ ذیل کتابیں مراد ہیں:

(۱) رجال کشی (۲) رجال نجاشی (۳) رجال شیخ طوسی (۴) فہرست شیخ

رجال ابن داؤد، خلاصۃ الاقوال علامہ اور میرزا کی رجال کبیر اور وسیط میں مذکورہ بالا کتب اربعہ رجال کی اجمال یا تفصیل بیان کی گئی ہے۔

(۱۲) شہید اس اشکال کی طرف خود ہی متوجہ ہوئے اور اس کا جواب یوں دیا:

جرح کے وقت انسان راوی کی عدالت میں شک کرتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس کے متعلق توقف اختیار کرے لیکن یہ بات واضح ہے کہ صرف اس بات سے اشکال دور نہیں ہوتا کیونکہ توقف کا مطلب روایت پر عمل نہ کرنا ہے اور راوی کی جرح کا بھی اس کے سوا کوئی مطلب نہیں ہوتا کہ اس کی روایت کو چھوڑ دیا جائے۔

(۱۳) فتح الباری فی شرح صحیح البخاری ضمن شرح حدیث علیؑ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا تکذبوا علی فانہ من کذب علی فلیلج النار مجھ پر جھوٹ نہ باندھو، جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ جہنم میں جائے گا۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۴) بہ نقل از علامہ قاسمی دِمشقی ص ۱۶۴

(۱۵) تقریب نووی ص ۲۰۴

(۱۶) تدریب الراوی میں اس قول کو فقہاء سے منسوب کیا گیا ہے۔

(۱۷) تدریب الراوی ص ۲۱۹

(۱۸) امام نووی نے اس بات کی تردید میں کہا ہے: جھوٹ بولنا کفر سے بڑا گناہ تو نہیں۔ اگر کافر مسلمان ہوجائے اور کفر سے تائب ہوجائے تو ہم اس کی روایت قبول کرتے ہیں۔

سیوطی نے نووی کے اس قول کے بعد لکھا ہے کہ اس سے حدیث میں جھوٹ بولنا مراد ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جھوٹے انسان کی وہ روایات جو اس نے توبہ سے پہلے بیان کی تھیں قابل قبول نہیں ہیں کیونکہ ان میں یہ امکان ہوتا ہے کہ اُس نے ان میں جھوٹ بولا ہو مگر جب وہ جھوٹ سے توبہ کرے اور اس کی سچائی ثابت ہو جائے پھر اُس کی روایات قبول نہ کرنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تقطیع حدیث

کچھ احادیث صرف ایک موضوع کے بارے میں وارد ہوئی ہیں اور صرف ایک ہی حکم پر مشتمل ہوتی ہیں مگر کچھ روایات میں مختلف احکام بیان ہوئے ہیں اور ان میں متنوع موضوعات بیان ہوئے ہیں چنانچہ ایسی حدیث کے ایک ٹکڑے کو اگر علیحدہ کیا جائے تو اصطلاحی طور پر اسے تقطیع حدیث کہا جاتا ہے آیا تقطیع حدیث جائز ہے یا نہیں اس کے متعلق اختلاف ہے۔ جو علماء حدیث کے نقل بالمعنی کو جائز نہیں سمجھتے وہ اس کی اجازت نہیں دیتے اور جو علماء نقل بالمعنی کو جائز قرار دیتے ہیں وہ اس کو درست سمجھتے ہیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں (۱) اگر متن دو احکام پر مشتمل ہو اور دو الگ الگ احادیث کی مانند ہو تو اس کو جدا جدا ٹکڑوں میں نقل کرنا جائز ہے اور کچھ ائمہ حدیث ایسا کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد اُنھوں نے لکھا ہے کہ احمد بن حنبل اُس حدیث کے صرف بقدر ضرورت حصے کو نقل کرتے تھے۔ بعض اوقات حدیث کا پہلا اور آخری حصہ نقل کرتے اور درمیانی حصے کو چھوڑ دیتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ تقطیع حدیث مندرجہ ذیل دو شرائط کے ساتھ جائز ہے:

۱۔ مذکورہ حدیث مختلف احکام یا متنوع موضوعات پر مشتمل ہو۔

۲۔ تقطیع صرف وہ شخص کرے جو اس کام کی علمی صلاحیت رکھتا ہو۔

ان شرائط کو پیش نظر رکھنے سے ممکنہ نقصانات سے بچا جا سکتا ہے:

عام طور پر تقطیع حدیث کی ضرورت تب محسوس ہوتی ہے جب روایات کی تدوین ابواب احکام کے حساب سے کی جائے اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ بہت سی کتب حدیث کی تدوین اسی روش پر ہوئی ہے جس کی وجہ سے مجتہدین — جو ایک ہی موضوع سے تعلق رکھنے والی احادیث کو جمع کرتے ہیں — کے لیے تقطیع حدیث ضروری ہوجاتی ہے (۲) کیونکہ ہر جگہ ایسی حدیث کو مکمل نقل کرنا جس میں کئی احکام بیان ہوئے ہوں، مؤلف اور محقق کے وقت کے ضیاع کا سبب بنتا ہے اور اس سے کوئی تحقیقی نتیجہ بھی برآمد نہیں ہوتا۔

ہاں! اگر مکمل حدیث کو کسی جگہ پر بیان کرے پھر اسی کتاب کے دوسرے باب میں اس کا ایک حصہ نقل کرے تو یہ بتا دینا چاہیے کہ یہاں میں نے بقدر ضرورت حدیث کا ایک ٹکڑا بیان کیا ہے جبکہ مکمل حدیث کتاب کے فلاں باب میں بیان کی گئی ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بہرحال تقطیع حدیث میں شرعی لحاظ سے کوئی حرج نہیں بلکہ کام کی سہولت کے لیے یہ روش ضروری ہے۔ عبداللہ بن سنان کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا کہ لوگ آپ کی احادیث سے استفادہ کرنے میرے پاس آتے ہیں لیکن میں تھک جاتا ہوں اور مجھ میں پوری حدیث بیان کرنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ امام نے فرمایا کہ موضوع کے لحاظ سے حدیث کے ابتدائی یا درمیانے حصے یا آخری حصے کو پڑھا کرو۔ (۳)

تنبیہ : تقطیع حدیث کو شیعہ حدیث کی اہم کتابوں (۴) اور کتب اہل سنت میں مؤطا مالک، صحیح بخاری سنن ابی داؤد اور سنن نسائی دیکھا جا سکتا ہے مگر احمد ابن حنبل کہا کرتے تھے کہ بہتر یہ ہے کہ حدیث کی تقطیع نہ کی جائے۔ (۵)

تحمل حدیث کے طریقے

ہم دیکھتے ہیں کہ جعلی احادیث سے بچنے کے لیے عموماً راویوں کے سلسلے کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ائمہ طاہرینؑ یا ان کے اصحاب تک ذکر کیا جاتا ہے۔ پھر جب محدثین نے احادیث کے بڑے بڑے مجموعے مدون کئے تو راویوں اور اُن کے مقام و منزلت کو جاننے کے لیے رجال حدیث کی ضخیم کتابیں منظرعام پر آئیں۔ اس کے بعد زبانی حدیث بیان کرنے کا زمانہ ختم ہوگیا اور کتابوں سے نقل کرنے کا دور شروع ہوا۔

نقل روایت میں مزید دقت اور احتیاط کو ملحوظ رکھنے کے لیے اجازہ کا رواج شروع ہوا اور استاد اور شیخ الحدیث اپنے اُن شاگردوں کو نقل حدیث کا اجازہ جاری کرتا تھا جن کے اندر اس کی صلاحیت ہوتی تھی۔ بعض اوقات شیخ اپنے شاگرد کو تمام مجامع حدیث نقل کرنے کا اجازہ دیتا تھا یا اُن احادیث کو بیان کرنے کا اجازہ دیتا تھا جو شاگرد نے اُستاد سے سنی تھیں یا پھر صرف اپنی مقبول روایات کے نقل کرنے کا اجازہ دیتا تھا اور مقبول سے مراد وہ روایات ہیں جو شیخ کی نظر میں درست ہوتی تھیں۔

اس طرح اجازہ دینے کے کئی فوائد ہیں۔ اس کا پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ نا اہلوں کی طرف سے نقل حدیث کی وجہ پیدا ہونے والے ممکنہ ہرج و مرج سے بچا جا سکتا ہے۔ اس کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ شیخ کے تعارف اور اجازہ کی وجہ سے سننے والے کو ناقلِ حدیث پر اطمینان ہوجاتا ہے اور تیسرا فائدہ یہ ہے کہ شیخ اپنے شاگرد کی صلاحیت کو مدنظر رکھ کر پوری احادیث یا کچھ احادیث نقل کرنے کی اجازت دیتا ہے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کیونکہ شیخ الحدیث کے درس میں کچھ ایسے شاگرد بھی ہوتے ہیں جنھیں شیخ صرف ایک مخصوص کتاب کی نقل کا اجازہ دیتا ہے اور کچھ وہ ہوتے ہیں جنھیں تمام کتب حدیث کے نقل کرنے کا اجازہ عطا کرتا ہے۔ اس طرح ، استاد، ناقلین حدیث کی صلاحیت کو کنٹرول کرتا ہے اور ناقلینِ روایات کی حدود متعین کرتا ہے۔

اس کا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ جب اُستاد اپنے شاگرد کو اجازہ دیتا ہے تو یہ اس کے لیے بہت بڑا اعزاز ہوتا ہے کیونکہ اس کے ذریعے وہ راویوں اور ناقلینِ حدیث میں شمار ہوتا ہے۔ اس طرح سلسلۂ سند جو مسلمانوں سے ہی مختص ہے تسلسل سے جاری و ساری رہتا ہے۔

اب چونکہ کتب حدیث کے نسخے بہت زیادہ ہو چکے ہیں اور فریقین کی سینکڑوں کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں نیز اہل منبر اور واعظین احادیث کو ان کتابوں سے نقل کرتے ہیں اس لیے درس حدیث کا رواج نہیں رہا۔ ایسے میں اجازہ کا اصلی مقصد بھی باقی نہیں رہا۔ اب صرف احترام کا پہلو ہی باقی رہ گیا ہے لہٰذا جو حضرات کہتے تھے کہ نقل حدیث کے لیے اجازہ شرط ہے (۶) یہ اُس زمانے کی بات کرتے ہیں جب اجازہ کے احترام کے پہلو کے علاوہ اور بھی کئی مقاصد تھے۔

اجازہ کے اطراف (اجازہ دینے اور لینے والے) کو **طرق تحمل حدیث** کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کے سات سے نو طریقے ہیں جنھیں ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

۱۔ استاد یعنی شیخ الحدیث سے حدیث سننا۔ یہ تحمل حدیث کی بہترین قسم ہے چاہے شیخ، کتاب سے پڑھ کر حدیث بیان کرے یا اپنے حافظے کے زور پر بیان کرے (۷) یا شاگرد کو حدیث املاء کرائے یا اس کے علاوہ کوئی طریقہ اپنائے۔ اس قسم میں جائز ہے کہ جو سامع اس طریق سے نقل حدیث کرے وہ اسے ان الفاظ سے نقل کرے: **حدثنا و اخبرنا و انبأنا، سمعت فلاناً، قال لنا فلان، ذکر لنا فلان** (۸) لیکن بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر سامع کے ساتھ حدیث سننے میں کئی لوگ شریک ہوں تو **حدثنا** کہے گا اگر وہ اکیلا ہو تو پھر **حدثنی** کہے گا۔ (۹)

کچھ محدثین لفظ **انبأنا** کو بھی اجازہ اور مناولہ کا مترادف قرار دیتے ہیں۔ (۱۰)

۲۔ شاگرد اپنے شیخ کے سامنے حدیث پڑھے یا کوئی دوسرا پڑھے اور وہ اسے سنے۔ پڑھ کر سنانے والا چاہے کتاب سے پڑھے یا زبانی پڑھے چاہے وہ حدیث استاد کو زبانی یاد ہو یا کتاب سے دیکھ کر حدیث کو پڑھے۔ (۱۱) (۱۲)

کچھ محدثین فرماتے ہیں کہ اگر راوی شیخ کے سامنے خود حدیث پڑھے تو یہ ایک قسم ہے۔ اگر کوئی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

دوسرا پڑھے اور راوی سن رہا ہو تو یہ ایک الگ قسم ہے۔ (قواعد التحدیث ص ۲۰۳)

مجامع حدیث کی تدوین کے بعد قرأت کی یہ قسم شیخ الحدیث سے سماع حدیث سے زیادہ رائج ہوئی اور اسے اصطلاحی طور پر لفظ ''عرض'' کہا جاتا ہے۔ عالم اسلام کی خوش قسمتی ہے کہ فریقین کی بہت سی کتب احادیث کی شیوخ کے پاس قرأت کی گئی تو شیوخ نے اُن کتابوں پر اپنے دستخط ثبت کئے۔ وہ کتابیں اس وقت بھی محفوظ حالت میں موجود ہیں۔ (۱۳)

اگر حدیث اس طرح حاصل ہوئی ہو تو حدیث نقل کرنے والا ان الفاظ میں اسے نقل کرتا ہے **قرأت علی فلان** یا **قرأ علیه و انا اسمع فاقر به** یا پھر اس کے الفاظ یوں ہوتے ہیں: **اخبر نا** یا **حدثنا قرأة علیه** یا پھر ان جیسے الفاظ سے حدیث کو نقل کرے گا۔ (۱۴)

۳۔ اجازہ سے مراد یہ ہے کہ اُستاد، شاگرد کو اپنی سنی ہوئی یا اپنی تالیف کی ہوئی احادیث نقل کرنے کی اجازت دے۔ اگرچہ شاگرد نے وہ روایات اُستاد سے سنی نہ ہو۔

اجازہ کی کئی قسمیں ہوتی ہیں:

(الف) شیخ ایک مرتبہ کسی شخص کو ایک مخصوص کتاب یا مخصوص روایات کا اجازہ دیتا ہے جسے عام طور پر علماء نے جائز قرار دیا ہے۔ (۱۵)

(ب) شیخ کسی معین شخص کو عمومی اجازہ عطا کرے کہ وہ ہر معتبر کتاب کے نقل کرنے کا میری طرف سے مجاز ہے۔ اس طرح کے اجازہ کے بارے میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔

(ج) شیخ غیر معینہ افراد کو اجازہ دے مثلاً لکھے **اجزت لجمیع المسلمین** میں جملہ مسلمانوں کو اجازت دیتا ہوں۔

اس طرح کے اجازہ کو قاضی ابو طیب، خطیب بغدادی اور ابن مندہ نے جائز قرار دیا ہے۔

(د) شیخ کسی مجہول آدمی کو اجازہ دے مثلاً کہے **اجزت لمن شاء فلاں** جو بھی روایت کرنا چاہتا ہے میں نے اُسے اجازت دے دی۔

بہت سے محدثین ایسے اجازہ کو ناکافی سمجھتے ہیں ور اس کے تحت نقل حدیث کو جائز نہیں سمجھتے البتہ کچھ حضرات اسے درست قرار دیتے ہیں۔

(ہ) ایسے شخص کو اجازہ دے جو ابھی موجود ہی نہ ہو مثلاً شیخ اپنے بیٹے کو اجازہ دے جو ابھی تک پیدا نہ ہوا ہو۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کچھ علماء کہتے ہیں کہ اگر شیخ موجودہ افراد کے ساتھ اُس بچے کو جو ابھی پیدا نہیں ہوا ضم کر کے اجازہ دے (اصطلاح میں معدوم کا موجود پر عطف کرے) تو جائز ہے مثلاً کہے **اجزت لک ولا بنک ولعقبک** میں تجھے، تیرے بیٹے اور تیری آئندہ نسل کو نقل حدیث کی اجازت دیتا ہوں۔

(ر) شیخ اپنے شاگرد کو ایسی روایات نقل کرنے کا اجازہ دے جو ابھی شیخ نے خود ہی نہ سنی ہوں مثلاً کہے **اجزت لک ماصح اویصح عندی من مسموعاتی۔**

کچھ حضرات اس طرح کے اجازہ کو ناکافی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایسے اجازہ کی صورت میں شاگرد صرف ایسی روایات کو نقل کرنے کا مجاز ہے جنھیں خود شیخ سن چکا ہے۔

(ز) شیخ اپنے شاگرد کو اُن تمام روایات نقل کرنے کی اجازت دے جن کا اجازہ اُس کے اُستاد نے اُسے دیا تھا مثلاً کہے **اجزت لک جمیع ما اجیز لی روایته** جن روایات کو نقل کرنے کی مجھے اجازت ہے وہ ساری روایات نقل کرنے کی تجھے اجازت دیتا ہوں۔

تنبیہ

(۱) ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ جب شیخ اپنے شاگرد کو اجازہ لکھ کر دے تو لکھے ہوئے الفاظ کا اظہار اپنی زبان سے بھی کرے یا کم از کم اجازہ لکھتے وقت اپنے دل میں اس کو دہرائے۔

(۲) ابن حزم اجازہ کی مذکورہ تمام اقسام کو بدعت اور ناجائز قرار دیتے ہیں کیونکہ اُن کے عقیدے کے مطابق شریعت میں اس پر دلیل موجود نہیں۔ (۱۶)

(۳) **مناولہ** بالعموم اجازہ کے ساتھ ہوتا ہے مثلاً شیخ اپنی کتاب شاگرد کے حوالے کرے اور اُسے اُس کی روایات نقل کرنے کی اجازت دے یا شاگرد اپنی سنی ہوئی احادیث شیخ کے سامنے پڑھے اور شیخ اُسے اُن کے نقل کا اجازہ دے۔ مناولہ کی اس قسم کو "عرض" بھی کہا جاتا ہے۔ (۱۷)

مناولہ میں یہ بھی ممکن ہے کہ شیخ اصل یا اپنی سنی ہوئی روایات پر مشتمل کتاب شاگرد کو دے مگر صریحاً اس کے نقل کا اجازہ نہ دے۔

مناولہ کی بنیاد وہ روایت ہے جسے امام بخاری نے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار کسی سریہ کے امیر لشکر کو ایک خط دیا اور فرمایا کہ جب تم فلاں جگہ پہنچو تو اسے کھول کر پڑھنا۔ اس نے ویسا ہی کیا تھا۔ (۱۸)

شیخ سے بعنوان مناولہ نقل روایت کے لیے کچھ لوگوں نے **حدثنا** اور **اخبرنا** کے الفاظ کا استعمال

Presented By: https://jafrilibrary.com
Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جائز قرار دیا ہے جبکہ بہتر یہ ہے کہ ناقل کہے **حدثنا یا اخبرنا اجازۃ یا مناولۃ**

مناولہ کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ شیخ الحدیث سے اجازہ حاصل کئے بغیر اُس کی کتاب سے روایت نقل کی جائے لیکن بہت سے محدثین کہتے ہیں کہ اس طرح نقلِ روایت درست نہیں البتہ شیخ سے نقل کے لیے لفظ **حدثنی یا اخبرنی** استعمال کرنا چاہیے۔ تصحیح شدہ کتاب سے تصحیح کنندہ کے حوالے سے روایت نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۴۔ کتابت: اس کا مطلب یہ ہے کہ شیخ کسی حاضر یا غائب شخص کے لیے از خود یا اُس کی فرمائش پر احادیث لکھے پھر اُس شخص کو روایت کا اجازہ دے۔ اس قسم میں ایک گروہ نے شیخ کے اجازہ کے بغیر نقل سے منع کیا ہے۔ اس صورت میں نقل کرنے والے کو ان الفاظ سے روایات نقل کرنا چاہیے **(کتب الی فلان، قال حدثنا)** یا **(اخبرنی فلان مکاتبۃ یا کتابۃ)**

۵۔ اعلام بھی تحمل حدیث کا ایک طریقہ ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ شیخ کسی کو اجازہ دیئے بغیر صرف یہ اعلان کرے: فلاں حدیث یا فلاں کتاب حدیث کو میں نے فلاں شخص سے سنا یا روایت کیا ہے۔

علماء کا ایک گروہ (۱۹) اس طرح نقل حدیث کو جائز نہیں سمجھتا (۲۰) کیونکہ ممکن ہے حدیث میں موجود کسی خلل کے پیش نظر شیخ اُس کی روایت کرنے کو جائز نہ سمجھتا ہو۔ (۲۱) بہرحال تحمل حدیث کی اس قسم کو **اعلمنا فلان** کہہ کر نقل کرنا چاہیے۔

۶۔ **وصیت:** اس سے مراد یہ ہے کہ شیخ سفر کے وقت یا اپنی رحلت کے وقت یہ وصیت کرے کہ فلاں شخص میری طرف سے فلاں کتاب کی روایت کرے یا یہ کہ میرا فلاں تصحیح شدہ نسخہ فلاں کی ملکیت ہوگا۔ محدثین کی ایک جماعت نقل حدیث کے لیے اسے جائز سمجھتی ہے۔ اس صورت میں ناقل کو یوں کہنا چاہیے: **وجدت کذا یا اوصی الی فلان بکذا** یا کہے **وجد کذا**

۷۔ **وجادہ** تحمل حدیث کا یہ طریقہ یوں ہے (۲۲) کہ حدیث کے طالب کو اپنے شیخ یا مشائخ حدیث میں سے کسی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب ملے اور اُسے یقین ہو کہ یہ شیخ کی تحریر ہے یا یہ کہ شیخ کی طرف سے تصحیح و مقابلہ کے بعد اُس کی معروف کتاب ہاتھ آئے اگرچہ ایک جماعت نے اُس کتاب یا احادیث کو نقل کرنے سے منع کیا ہے۔ (۲۳)

لیکن بہت سے شیعہ و سنی فقہاء و محدثین نے فریقین کی کتب صحاح کی نقل کو جائز قرار دیا ہے جن کا مؤلفین سے منسوب ہونا یقینی ہو البتہ اس صورت میں ان الفاظ کے ساتھ حدیث بیان کی جائے **وجدت بخط فلان او فی کتاب صححہ فلان کذا**

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اس سلسلے میں گمان یہ ہے کہ جن علماء نے اس طرح حدیث نقل کرنے سے منع کیا ہے وہ شاید **حدثنی و اخبرنی** جیسے الفاظ کے ساتھ نقل جائز نہیں سمجھتے تھے ورنہ حدیث کی معروف، قابل اعتماد اور تصحیح شدہ کتابوں سے نقل حدیث کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ بعض علماء نے یہ فرمایا ہے کہ جب راوی کو کتاب کے نسخے پر مکمل بھروسا ہو اور اس کی صحت پر کامل یقین ہو تو اس صورت میں وہ ان الفاظ سے روایت نقل کرسکتا ہے **قال فلان** اگر نسخہ سو فیصد قابلِ اعتماد نہ ہو تو پھر راوی کو اُس کی روایت ان الفاظ میں نقل کرنی چاہیے **بلغني عن فلان یا وجدت في نسخة من کتابه** (۲۴)

تبصرہ: اگر کوئی بچہ یا کافر حدیث سنے تو بچہ بالغ ہونے اور کافر اسلام قبول کرنے کے بعد اس حدیث کو نقل کرسکتا ہے جیسا کہ انس بن مالک، ابوسعید خدری، ابن عباس اور عبداللہ بن عمر سے بہت زیادہ روایات منقول ہیں جبکہ حیات رسول ﷺ میں یہ حضرات بالغ نہیں ہوئے تھے۔ (۲۵)

شہید ثانی نے چند ایسے افراد کا تذکرہ کیا ہے جنھوں نے چار پانچ سال کی عمر میں احادیث یاد کی تھیں۔ (شرح بدایہ ص ۱۰۴)

آدابِ محدث

غزالی اپنی کتاب **الادب في الدين** (۲۶) میں محدث کے درج ذیل آداب لکھتے ہیں:

۱۔ محدث کو ہمیشہ حق و صداقت کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

۲۔ جھوٹ سے اجتناب کرے۔

۳۔ عام طور پر مشہور احادیث نقل کرے (غریب اور شاذ روایات سے پرہیز کرے)۔

۴۔ باوثوق افراد سے حدیث نقل کرے۔

۵۔ منکر احادیث کو ترک کرے۔

۶۔ مقتضیات زمانہ سے آگاہ ہو۔

۷۔ نقل میں غلطی اور تصحیف حدیث سے بچے۔

۸۔ حدیث کو غلط پڑھنے اور اس میں تحریف کرنے سے پرہیز کرے۔

۹۔ حدیث بیان کرتے وقت ہنسی مذاق سے دور رہے۔

۱۰۔ حدیث نقل کرنا شیوۂ پیغمبری ہے۔ اس نعمت کی قدر کرے، خدا کا شکر ادا کرے اور

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

انکساری سے کام لے۔

۱۰۔ ایسی احادیث بیان کرے جن سے لوگوں کو واجبات، سنن اور دیگر آداب کے حوالے سے فائدہ حاصل ہو۔

۱۲۔ جس حدیث کو نہ جانتا ہو اُسے بیان کرنے سے گریز کرے۔ (۲۷)

محدث کو کن چیزوں کی ضرورت ہے؟

محدث کو فقہ، اُصول، عقائد، عربی ادب، اسماء الرجال، سلسلۂ اسناد اور تاریخ کے علم کو جاننے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ضروری ہے کہ وہ محدثین سے تبادلہ خیال اور مباحثہ کرے، اچھی سوچ رکھے، اپنے ذہن کو علم حدیث کی طرف متوجہ رکھے اور ہمیشہ حدیث پر تحقیق کرتا رہے۔

فوائد:

(۱) شیعہ احادیث کی کتب اربعہ

۱۔ **کافی**۔ اس کے مؤلف محمد بن یعقوب کلینی (متوفی ۳۲۹ھ) ہیں۔ اس کتاب میں ۱۶۱۹۹ احادیث ہیں۔ (۲۸)

۲۔ **من لا یحضرہ الفقیہ**۔ اس کے مؤلف شیخ صدوق، محمد بن علی بن بابویہ قمی (متوفی ۳۸۱ھ) ہیں۔ اس کتاب میں ۹۰۴۴ روایات ہیں۔

۳۔ **تہذیب الاحکام** اور

۴۔ **الاستبصار**۔ یہ دونوں محمد بن حسن المعروف شیخ طوسی (متوفی ۴۶۰ھ) کی تالیف ہیں۔ تہذیب میں ۱۳۵۹۰ اور استبصار میں ۵۵۱۱ روایات ہیں۔ کتب اربعہ میں مجموعی طور پر ۴۴۳۴۴ احادیث موجود ہیں۔

(۲) صحاح ستہ کا تعارف

۱۔ صحیح بخاری، تالیف محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ اس میں ۹۰۸۲ احادیث ہیں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۲۔ صحیح مسلم تالیف مسلم بن حجاج نیشاپوری (متوفی ۲۶۱ھ) اس میں ۷۲۷۵ احادیث ہیں۔

۳۔ سنن ابی داؤد سجستانی تالیف سلیمان بن اشعث (متوفی ۲۷۵ھ) اس میں ۴۸۰۰ احادیث ہیں۔

۴۔ سنن ترمذی تالیف محمد بن عیسیٰ بن سورہ (متوفی ۲۷۹ھ)۔ اس میں ۵۰۰۰ احادیث ہیں۔

۵۔ سنن نسائی تالیف احمد بن شعیب (متوفی ۳۰۳ھ) اس میں ۵۲۷۰ منتخب احادیث ہیں۔

۶۔ سنن ابن ماجہ تالیف محمد بن یزید بن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) اس میں ۴۳۴۱ احادیث ہیں۔

(۳) متقدمین کی اصطلاحات سے عدول کی وجوہات

شیخ بہائی **مشرق الشمسین** میں متقدمین اور متاخرین کی اصطلاح میں مختلف احادیث کو مختلف نام دینے کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

متاخرین نے کچھ ناگزیر اسباب کی بنا پر متقدمین کے طریقے اور اُن کی بعض اصطلاحات کی بجائے اہل سنت کے ہاں رائج اصطلاحات کو استعمال کیا ہے جو کہ حسب ذیل ہیں :

۱۔ متاخرین اور شروع کے راویوں کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ تھا۔

۲۔ حدیث کے اوّلین اُصول کا بڑا حصہ ناپید ہو چکا۔

۳۔ اوّلین اُصول کی احادیث کتب اربعہ میں درج ہیں۔ اس کے نتیجے میں معتبر اور غیر معتبر احادیث میں اشتباہ پیدا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں ان اُصول میں کئی احادیث کا مکرر ہونا۔

۴۔ مذکورہ اور دیگر اسباب کی بنا پر حدیث کی صداقت اور صحت کے قرائن کا مخفی رہ جانا۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حواشی وتشریحات

(۱) خطیب، الکفایۃ فی علم الدرایہ ص ۱۹۳

(۲) مثلاً شیخ صدوق نے نقل کیا ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے ایک نشست میں اپنے اصحاب کے سامنے مومن کی چار سو صفات بیان کی تھیں۔ الخصال، مطبوعہ مکتبۃ الصدق ص ٦١١

(۳) علم الحدیث ص ۹۴

(۴) خاصہ در وسائل الشیعہ

(۵) تدریب الراوی ص ٣١٦۔ خطیب، الکفایہ فی علم الدرایہ ص ۱۹۰

(٦) شرح من لا یحضرہ الفقیہ میں علامہ مجلسی نے اس قول کو علماء کے ایک گروہ سے نقل کیا ہے۔ (علم الحدیث ص ۱۲۸)

(۷) تقریب نووی

(۸) قطب، علوم الحدیث ص ٢٦

(۹) الحدیث النبوی ص ۱۵۰

(۱۰) حاکم، علوم الحدیث

(۱۱) تقریب نووی ص ۲۴۲۔ قطب، علوم الحدیث ۲۶

(۱۲) جب شاگرد اپنے شیخ کے سامنے حدیث پڑھ رہا ہو اور وہ توجہ سے سن رہا ہو تو شرط ہے کہ شیخ یا حافظ حدیث ہو یا حدیث کے صحیح نسخے سے اسے تطبیق دے رہا ہو۔

(قطب، علوم الحدیث ص ٢٦)

(۱۳) ہمارے پاس فروع کافی کا ایک مقابلہ کیا ہوا نسخہ موجود ہے جس پر شیخ حر عاملی کے دستخط ہیں اور اُنھوں نے اس کی روایت کا اجازہ لکھا ہے۔ نیز استبصار کے ایک نسخے پر مجلسی اوّل کی تطبیق کے ساتھ اجازۂ روایت کے دستخط موجود ہیں۔ استبصار کے ایک اور نسخہ پر مولانا محمد باقر سبزواری کی تطبیق کے دستخط کئے ہوئے ہیں۔ نیز ایک اور نسخہ شیخ محمد فرزند صاحب معالم اور شہید ثانی کے پوتے کے دستخط اور اجازۂ روایت کے ساتھ موجود ہے۔

مؤلف کے پاس من لا یحضرہ الفقیہ کا ایک نسخہ موجود ہے جس پر تطبیق اور اجازہ کے لیے محقق سبزواری کے دستخط موجود ہیں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۴) تقریب نووی۔ قطب، علوم الحدیث

(۱۵) اگرچہ اہل سنت میں سے شعبہ، ابراہیم حربی، قاضی حسین، ماوردی اور ابوبکر خجندی اسے درست نہیں سمجھتے تھے۔ (تدریب الراوی)

(۱۶) قطب، علوم الحدیث ص ۲۶

(۱۷) تقریب نووی ص ۲۷۰

(۱۸) تدریب الراوی ص ۱۲۸

(۱۹) جیسے ابو حامد غزالی

(۲۰) حدثنی یا اخبرنی کے لفظ سے

(۲۱) تدریب الراوی ص ۲۸۰

(۲۲) فعل وجد سے مصدر جعلی (مولد)

(۲۳) یہ ممانعت فقہ مالکی کے بزرگوں کی طرف سے نقل ہوئی ہے۔ (تقریب)

(۲۴) افسوس کہ آج کل نسخے کی صحت وسقم کا خیال رکھے بغیر حدیث کو کتاب کے مصنف یا امام کی طرف منسوب کردیا جاتا ہے جبکہ کچھ مطبوعہ اور قلمی نسخے اشتباہ اور تحریف سے خالی نہیں ہیں۔

(۲۵) خطیب، الکفایہ فی علم الدرایہ ص ۵۶، ۶۷

(۲۶) نقل از علامہ قاسمی دِمشقی، قواعد التحدیث ص ۲۳۴

(۲۷) علم الحدیث ص ۱۸۶، ۱۹۱

(۲۸) نقل از لؤلؤۃ البحرین مگر محترم غفاری کے مطابق احادیث کی تعداد ۱۵۱۷۶ ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۴) کتب رجال میں جن مشائخ کی قدح یا مدح نہیں ملتی

شیخ طریحی نے اپنی کتاب فوائد مشترکات میں ایسے مشائخ کی فہرست دی ہے جن کے نام کتب حدیث میں تو بکثرت آئے ہیں مگر کتب رجال میں اُن کی نہ تو مدح کی گئی ہے اور نہ ہی اُن کی مذمت کی گئی ہے مثال کے طور پر

۱۔ ابو الحسین علی بن جید (کتب رجال میں ان کا نام نہیں آیا) لیکن شیخ طوسی نے اُن کی روایت کو شیخ مفید کی روایت پر ترجیح دی ہے کیونکہ اُنھوں نے **شیخ قمیین** محمد بن حسن بن ولید کی صحبت پائی تھی لیکن شیخ مفید بالواسطہ ابن ولید سے روایت کرتے تھے لہٰذا اُن کا طریق اعلیٰ ہے۔

۲۔ احمد بن محمد عطار۔ آپ شیخ صدوق کے اُستاد تھے لیکن کتب رجال میں اُن کے متعلق کوئی مدح یا قدح مذکور نہیں۔

۳۔ محمد بن علی بن ماجیلویہ۔ ان سے شیخ صدوق نے بہت سی روایات نقل کی ہیں لیکن کتب رجال ان کی مدح اور قدح سے خالی ہیں۔

دو متعارض روایات میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح کیسے دی جائے؟

(جب دو روایات ایک دوسرے کے متعارض ہوں اور اُن دونوں کو جمع کرنا ممکن نہ ہو تو حسب ذیل قواعد کی بنیاد پر ایک روایت پر دوسری روایت کو ترجیح دی جائے گی):

۱۔ جو روایت عمومِ قرآن یا سنت متواترہ یا گروہ امامیہ کے اجماع کے موافق ہو، اُسے دوسری روایت پر مقدم کیا جائے گا۔

۲۔ جس روایت کا راوی زیادہ عادل ہو، اُسے دوسری پر ترجیح دی جائے گی۔

۳۔ ضابط ترین اور اعلم کی روایت کو ضابط اور عالم کی روایت پر ترجیح ہوگی۔ (بقول شیخ طوسی)

۴۔ روایت مسموعہ کو روایت مجازہ پر ترجیح دی جائے گی۔

۵۔ مسند کو مرسل پر اور معلوم کو مجہول پر ترجیح حاصل ہے۔

۶۔ روایت ''مزید'' (جس میں اضافہ پایا جائے) ''غیر مزید'' روایت پر ترجیح حاصل ہے۔

۷۔ جس روایت پر فقہاء کی اکثریت نے عمل کیا ہو اسے دوسری روایت پر ترجیح حاصل ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۸۔ جب کوئی روایت **اصل** کے موافق اور دوسری **اصل** کے مخالف ہو تو موافق مقدم ہے (کیونکہ بظاہر یہ روایت **اصل** کے بعد بیان ہوئی ہے اور اُس کی مؤید ہے) دوسرا قول یہ ہے کہ مخالف مقدم ہے (کیونکہ ایسی روایت درحقیقت حکم اصل کی ناقل ہوتی ہے اور ناقل مقدم ہے کیونکہ **اصل** کے موافق حکم پہلے ہی بذریعۂ **اصل** معلوم ہو چکا ہے)۔ (۱)

۹۔ جو روایت قولِ عامہ کی مخالف ہو اُسے ترجیح حاصل ہوگی کیونکہ ممکن ہے جو قولِ عامہ کے موافق ہے وہ تقیہ کی وجہ سے صادر ہوئی ہو۔

۱۰۔ زبانی روایت (**مشافهة**) کو لکھی ہوئی روایت (**مكاتبه**) سے مقدم ہے۔

۱۱۔ جس روایت میں کسی چیز سے منع کیا گیا ہو اور دوسری میں اُسے مباح کہا گیا ہو تو ممانعت والی روایت مقدم ہوگی کیونکہ اس روایت پر عمل کرنا احوط ہے مگر بعض علماء کا قول ہے کہ اس صورت میں توقف کیا جائے۔

چالیس احادیث پر مبنی کتابیں (اربعینیات)

چالیس احادیث لکھنے کا رواج بہت پہلے سے چلا آ رہا ہے اور اس کی بنیاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث پر ہے کہ آپ نے فرمایا: **مَن حفظ مِن امتی اربعین حدیثًا ممایحتجون فی دینهم بعثه الله یوم القیامة فقیهًا عالمًا** میری امت میں سے جو شخص ایسی چالیس احادیث یاد کرے جن کی لوگوں کو دینی معاملات میں ضرورت پڑتی ہو تو قیامت کے دن اللہ اس شخص کو فقیہ اور عالم کی حیثیت سے اُٹھائے گا۔

صحیح مسلم کے شارح امام نووی فرماتے ہیں: تمام حفاظِ حدیث کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث اگرچہ بہت زیادہ طرق سے مروی ہے لیکن وہ سب طرق ضعیف ہیں البتہ علماء اس پر متفق ہیں کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے۔

صاحبِ مشکوٰۃ نے احمد ابن حنبل سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مذکورہ حدیث اربعین اگرچہ لوگوں کے درمیان مشہور ہے مگر اس کی سند صحیح نہیں۔

مصطفیٰ بن عبد اللہ ملقب بہ کاتب چلپی معروف بہ حاجی خلیفہ نے **کشف الظنون** میں اربعین نووی کے ذیل میں لکھا ہے: کچھ علماء نے اُصول دین کے متعلق چالیس احادیث جمع کر کے اُن کی شرح لکھی ہے اور کچھ نے فروع دین کے متعلق چالیس احادیث جمع کی ہیں۔ کچھ نے جہاد کے موضوع پر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

چالیس احادیث جمع کی ہیں۔ بعض نے ادب اور بعض نے خطبت کے موضوع پر چہل احادیث یکجا کی ہیں۔ ان میں سے ہر کتاب اپنے موضوع پر مفید ہے۔

(۷) کتب اطراف

سیوطی نے تدریب الراوی میں لکھا ہے کہ تمام کتب حدیث میں احادیث اطراف کی جمع آوری بھی شامل ہے۔ طرف یعنی حدیث کا پہلا حصہ جس میں اُس کا مضمون نمایاں ہو بیان کیا جاتا ہے پھر اس کے اسناد کو جمع کیا جاتا ہے مثلاً حدیث غدیر **(من کنت مولاہ فعلی مولاہ)** نقل کرنے کے بعد اس کے طرق و اسناد کو جمع کیا جاتا ہے اور بعد میں اس حدیث کو ان طرق سے قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عنوان سے بیان کیا جاتا ہے۔

حسب ذیل کتابیں اس موضوع پر لکھی گئی ہیں:

۱۔ ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) کی کتاب **الاشراف فی معرفۃ الاطراف**

۲۔ حافظ یوسف بن عبدالرحمان مزی (متوفی ۷۴۲ھ) کی **تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف**

۳۔ شمس الدین ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) کی **مختصر اطراف الکتب الستۃ**

۴۔ شمس الدین محمد بن طاہر مقدسی (متوفی ۵۰۷ھ) کی کتاب **اطراف الکتب الستۃ**

(۸) حدیث کے منابع و مدارک

محدیث کی تحقیق کرنے والے کے لیے لازم ہے کہ وہ شیعہ سنی کتب رجال، فریقین کے محدثین اور مصطلح الحدیث کی کتابوں کا علم رکھتا ہو۔ اس سے بھی بڑھ کر اُسے فریقین کی مشہور کتب حدیث سے آگاہی ہو۔ ہم نے اپنی کتاب ''علم الحدیث'' کے آخر میں اس موضوع پر موجود کتابوں کے نام تحریر کئے ہیں اس لیے یہاں دوبارہ نہیں لکھتے۔

احادیث متواترہ

متواتر لفظی وہ احادیث ہیں جنھیں ہر طبقے میں ایک بڑی جماعت نے روایت کیا ہو جس کی وجہ سے اس حدیث کے مضمون پر یقین آجائے۔ ایسی احادیث بہت کم ہیں لیکن درج ذیل پانچ احادیث کے متعلق درج ذیل علماء نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ متواتر لفظی ہیں:

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۱۔ علامہ سیوطی، تدریب الراوی ص ۱۹۰

۲۔ علامہ قاسمی دِمشقی، قواعد التحدیث ص ۱۴۶

۳۔ علامہ احمد شاکر، شرح الفیہ سیوطی ص ۴۸

وہ احادیث یہ ہیں :

۱۔ من کذب متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنی جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں سمجھ لے۔

ابن صلاح کہتے ہیں کہ یہ حدیث ۶۲ صحابہ سے منقول ہے۔

۲۔ حدیث حوض[1] یہ حدیث ۵۰ صحابہ سے منقول ہے۔

۳۔ نماز میں رفع یدین ۔ یہ حدیث بھی ۵۰ صحابہ سے منقول ہے۔

۴۔ نضر اللہ امرأ سمع مقالتی یعنی خدا شادرکھے اُس شخص جس نے میری بات سنی۔

یہ حدیث ۳۰ صحابہ سے منقول ہے۔

۵۔ نزل القرآن علی سبعۃ احرف یعنی قرآن سات حروف پر نازل ہوا۔

یہ حدیث ۲۷ صحابہ سے مروی ہے۔

۶۔ من بنی للہ مسجدا بنی اللہ بیتا فی الجنۃ جس نے خدا کے لیے مسجد بنائی، خدا اُس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ اس حدیث کو ۲۰ صحابہ نے نقل کیا ہے۔

۱۔ دیکھیے : صحیح بخاری، جلد ۳، کتاب الرقاق، باب حوض کوثر کے بیان میں حدیث رقم ۱۴۹۹، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، لاہور ہم نے ترجمہ پر نظر ثانی کی ہے کیونکہ اس میں راویوں کے نام چھوٹ گئے ہیں اور ترجمہ واضح نہیں ہے۔ (رضوانی)

ہم سے ابراہیم بن منذر حزامی نے بیان کیا، اُن سے محمد بن فلیح نے، اُن سے ان کے والد نے، اُن سے ہلال بن ابی میمونہ نے، اُن سے عطا بن یسار نے، اُن سے ابو ہریرہ نے اور اُنھوں نے آنحضرت ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: جب میں حوض کوثر پر کھڑا ہوں گا تو ایک گروہ میرے سامنے آئے گا۔ میں ان کو پہچان لوں گا۔ اتنے میں میرے اور ان کے درمیان سے ایک شخص نکلے گا۔ اس گروہ سے کہنے لگے گا ادھر آؤ، میں پوچھوں گا کہ ان کو کہاں لے جارہے ہو؟ وہ کہے گا کہ دوزخ کی طرف۔ میں پوچھوں گا کہ کیوں؟ وہ کہے گا کہ یہ لوگ آپ کی وفات کے بعد الٹے پاؤں پلٹ گئے تھے۔ پھر اس کے بعد ایک اور گروہ آئے ہوگا۔ میں ان کو بھی پہچان لوں گا۔ اتنے میں میرے اور ان کے بیچ میں سے ایک شخص نکلے گا۔ وہ ان سے کہے گا ادھر آؤ۔ میں پوچھوں گا کہ ان کو کہاں لے جارہے ہو؟ وہ کہے گا کہ دوزخ کی طرف۔ اللہ کی قسم دوزخ کی طرف ۔میں پوچھوں گا کہ انھوں نے کیا کیا ہے؟ وہ کہے گا کہ یہ لوگ آپ کی وفات کے بعد الٹے پاؤں اسلام سے پھر گئے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان گروہوں میں سے ایک بھی نہیں بچے گا۔ (سب دوزخ میں جائیں گے)۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۰) کم سن صحابہ کے نام

۱۔ امام حسن بن علی علیہ السلام

۲۔ امام حسین بن علی علیہ السلام

۳۔ عبداللہ بن زبیر (رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر نو سال تھی)۔

۴۔ نعمان بن بشیر (یہ ہجرت کے دوسرے سال میں پیدا ہوئے تھے)۔

۵۔ ابو طفیل (انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے آخری آٹھ سال پائے تھے)۔

۶۔ جعد بن عبدالرحمان (یہ حجۃ الوداع کے وقت بچے تھے)۔

۷۔ مسور بن مخرمہ (۲) (رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر آٹھ سال تھی)۔

۸۔ مسلمہ بن مخلد خزرجی۔ (وفات رسولؐ کے وقت اُن کی عمر دس یا چودہ سال تھی)۔

۹۔ عمر بن ابی سلمہ۔ (وفات رسولؐ کے وقت اُن کی عمر نو سال تھی)۔

۱۰۔ عبداللہ بن جعفر۔

۱۱۔ قثم بن عباس۔

۱۲۔ عبداللہ بن عباس۔ (وفات رسولؐ کے وقت اُن کی عمر دس سال تھی)۔ (۳)

(۱۱) وہ کمسن صحابہ جن کی منقول احادیث زیادہ ہیں

حسب ذیل تین صحابہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بچے تھے مگر ان سے بہت زیادہ احادیث منقول ہیں:

۱۔ انس بن مالک

۲۔ عبداللہ بن عباس

۳۔ ابو سعید خدری (۴)

(۱۲) عدالت راوی

ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی شافعی لکھتے ہیں کہ محدث کی عدالت کے متعلق اہل سنت نے حسب ذیل شرائط لازمی قرار دی ہیں:

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۱۔ معاملات میں درست ہو۔

۲۔ لوگوں کی امانتیں واپس کرنے کے لحاظ سے امانت دار ہو۔

۳۔ فرائض کا پابند ہو۔

۴۔ گناہوں سے اجتناب کرتا ہو۔

مگر علم حدیث کے ماہرین نے مزید کچھ شرائط بھی عائد کی ہیں :

۱۔ راوی ضابط ہو۔

۲۔ بیدار مغز ہو۔

۳۔ حدیث کی ادائیگی کی کیفیت اور اس کے شرائط کو جانتا ہو۔

۴۔ جو احادیث اُس نے خود نہ سنی ہوں اُنھیں بیان نہ کرتا ہو۔

(۱۳) صحیح اور حسن کی اصطلاحات

مصابیح السنہ کے مؤلف نے اپنی کتاب کی احادیث کی دو اقسام بیان کی ہیں :

۱۔ صحاح

۲۔ حسان

''صحاح'' سے ان کی مراد وہ احادیث ہیں جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں کسی ایک میں موجود ہوں۔ ''حسان'' سے مراد وہ احادیث ہیں جنھیں ابو داؤد، ترمذی وغیرہ نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

شیعہ علماء اور سنی علماء حدیث حسن کی الگ الگ تفسیر کرتے ہیں اور اگر ہم یہ کہیں تو درست ہوگا کہ فریقین کی نظر میں حدیث حسن اسے کہا جاتا ہے جو حدیث صحیح سے ایک درجہ کمتر ہو۔

(۱۴) صحیح الاسناد

بعض اوقات کتب اہل سنت میں کسی حدیث کے آگے لکھا ہوتا ہے **هذا حديث صحيح الاسناد** یا **حديث حسن الاسناد** اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا سلسلہ سند صحیح ہے یا حسن ہے۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ اہل سنت ایسی حدیث کو صحیح کہتے ہیں جس کے رجال ثقہ ہوں اور سند شاذ یا معلل نہ ہو۔ (۴)

(مقدمہ ابن صلاح)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۱۵) حدیث مسند

ابن صلاح کہتے ہیں اگرچہ اہل سنت کی اصطلاح میں صحابہ اور تابعین کے اقوال کو بھی حدیث کا درجہ دیا جاتا ہے مگر **حدیث مسند** کا زیادہ تر اطلاق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول احادیث پر ہی کیا جاتا ہے چاہے وہ احادیث مسند، متصل الاسناد یا منقطع الاسناد ہوں۔ اگرچہ کچھ علمائے حدیث لفظ مسند کو حدیث متصل کے لیے مخصوص قرار دیتے ہیں۔

(۱۶) معلق

بخاری کی احادیث کا ایک حصہ **معلقات** پر مشتمل ہے(۵) ابن صلاح ان کی صحت اور عدم صحت کے متعلق کہتے ہیں کہ جن الفاظ سے قطعی طور پر حدیث کے معلق عنہ (جس سے منقول ہے) سے صادر ہونے کا اظہار ہو اُن کو صحیح سمجھنا چاہیے مثلاً **قال رسول اللہ کذا** رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "ایسا" کہا تھا یا **قال ابن عباس کذا** ابن عباس نے "ایسا" کہا تھا اور جہاں ایسے الفاظ کو فعل مجہول سے بیان کیا جائے یا یہ اس انداز سے بیان کیا جائے کہ اُن کے معلق عنہ سے یقینی اور حتمی طور پر صادر ہونے کا اظہار نہ ہوتا ہو تو ایسی حدیث کو صحیح نہیں کہا جا سکتا مثلاً یوں نقل ہو: **روی عن رسول اللہ یا فی الباب عن النبی کذا** تو حدیث کو ضعیف سمجھا جائے گا کیونکہ ایسے الفاظ ضعیف حدیث کے لیے استعمال کئے جاتے ہیں۔

اس کے باوجود چونکہ ایسی احادیث "صحاح" میں موجود ہیں اسی لیے ان کو صحیح قرار دیا جائے گا لیکن اگر معلق عنہ کا تعلق صحابہ کے نچلے درجے سے ہے تو حدیث کی صحت کا حکم اس کے دوسرے صحابی سے اتصال سند پر ہوگا۔

(۱۷) حدیث پر تنقید کے لیے تاریخ کا جاننا ضروری ہے

مسلم روایت کرتے ہیں کہ جب ابوسفیان نے اسلام قبول کیا تو اُس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میری تین خواہشیں ہیں آپ اُنھیں پورا فرمائیں۔ پہلی خواہش یہ ہے آپ میری بیٹی ام حبیبہ سے نکاح کر لیجیے۔ دوسری خواہش یہ ہے کہ میرے بیٹے معاویہ کو کاتب وحی بنا لیجیے اور تیسری خواہش یہ ہے کہ مجھے کسی لشکر کی سرداری عطا کیجیے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کے یہ تینوں خواہشیں پوری فرما دیں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حالانکہ ام حبیبہ جب حبشہ میں تھیں تب آنحضرت ﷺ نے انھیں اپنی زوجیت میں لے لیا تھا اور ابو سفیان فتح مکہ کے دن مسلمان ہوا تھا۔ ان دونوں واقعات کے درمیان کئی سال کا فاصلہ ہے نیز کسی تاریخ میں نہیں لکھا کہ رسول خدا ﷺ نے ابوسفیان کو کسی غزوے میں لشکر کا سالار مقرر کیا ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث خود ساختہ ہے۔ (**اضواء علی السنة المحمدیه ص ۲۶۲**)

(۱۸) حدیث کی تصحیح

خطیب بغدادی نے اپنی کتاب الکفایہ فی علم الدرایہ ص ۱۹۴ پر لکھا ہے کہ اعمش کا نظریہ یہ تھا کہ اگر کوئی راوی حدیث کو غلط طریقے سے نقل کرے تو اسے درست کر دینا چاہیے۔ پھر انھوں نے امام محمد باقرؑ سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: **لا بأس بالحديث اذا كان فيه اللحن ان يغير به** جب کسی حدیث میں لحن (یعنی غلطی) ہو تو اسے ٹھیک کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اس کے بعد خطیب لکھتے ہیں کہ شعبی، اوزاعی، نضر بن شمیل، یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل اور بہت سے دیگر علماء نے الفاظ حدیث کی تصحیح کی اجازت دی ہے۔

اوزاعی کہتے تھے **اعربوا الحديث فأن القوم كانوا عربا** حدیث پر اعراب لگاؤ کیونکہ لوگ اَن پڑھ تھے۔

(۱۹) کتب حدیث کی تصحیح

جس طرح سے بغیر کسی قول کو رسول خدا ﷺ سے منسوب نہیں کیا جا سکتا اسی طرح منقول روایات کو معصوم سے بھی منسوب نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ممکن ہے کہ اسے غلط نقل کیا گیا ہو۔ اس بنا پر حدیث ہمیشہ ایسے تصحیح شدہ نسخے سے نقل کرنی چاہیے جو استاد کے سامنے پڑھایا گیا ہو اور استاد نے دوسرے نسخوں سے اس کی تطبیق کی ہو۔ جس کتاب پر نظر ثانی نہ ہوئی ہو اور اس کی صحت کی ضمانت نہ دی گئی ہو ایسے نسخے سے صرف اس بنیاد پر حدیث کا نقل کرنا کہ اسے فلاں شخص یا فلاں ادارے نے چھاپ دیا ہے جائز نہیں اور اس نسخے کی کوئی عبارت وجوب و حرمت اور کسی دوسرے حکم کا مرجع و مستند نہیں بن سکتی کیونکہ کتاب چاہے پریس میں چھپی ہو یا قلمی نسخے کی شکل میں موجود ہو جب تک دوسرے نسخوں سے تطبیق نہ کی جائے تب تک اس میں سیکڑوں اغلاط کا امکان ہوتا ہے لہٰذا غیر تصحیح شدہ نسخے کی روایات کو معصوم کی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

ابن صلاح کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی حدیث کو صحیح بخاری، صحیح مسلم یا دوسری مستند کتابوں سے بیان کرنا چاہتا ہو تو ضروری ہے کہ وہ اپنے پاس موجود نسخے کا پہلے کسی تصحیح شدہ نسخے سے موازنہ کرے پھر اس سے حدیث نقل کرے۔

ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ میرے والد مجھے حدیث کا درس دیتے تھے۔ جب درس مکمل ہو جاتا تو پوچھتے تھے کیا تم نے سبق لکھ لیا ہے؟ میں کہتا تھا کہ جی ہاں لکھ لیا ہے۔ پھر پوچھتے تھے کہ کیا اس کا دوسرے نسخے سے تقابل کر لیا ہے؟ میں کہتا کہ نہیں۔ یہ سن کر وہ کہتے کہ پھر تم نے کچھ بھی نہیں لکھا۔

یہ واقعہ لکھنے کے بعد خطیب قعنبی سے ایک اور واقعہ نقل کرتے ہیں۔ پھر وہ اس میں ''اخفش'' (مشہور نحوی) کے اس قول کا اضافہ کرتے ہیں کہ جو شخص کتاب لکھتا ہے لیکن دوسرے نسخوں سے اس کا موازنہ نہیں کرتا تو دوسرے بھی اس کی کتاب کو دیکھ کر لکھ لیں گے مگر دوسری کتابوں سے موازنہ نہیں کریں گے۔ (**خرج اعجمیا**) ابو زکریا کہتے تھے کہ کوئی محدث کتاب سے دیکھ کر حدیث پڑھ رہا ہو اور شاگرد سن رہا ہو اس کے باوجود اگر شاگرد استاد کے نسخے سے اپنی کتاب کا موازنہ نہ کرے تو ایسی کتاب سے حدیث نقل کرنا جائز نہیں۔ (۶)

(۲۰) جوامع الکلم

آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے: **اوتیت جوامع الکلم** مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے ہیں۔

جوامع الکلم ان چھوٹے جملوں کو کہا جاتا ہے جن میں علم و حکمت کا خزانہ پوشیدہ ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ سے بہت سے ایسے کلمات منقول ہیں اور علمائے حدیث قدیم الایام سے آنحضرت ﷺ کے ایسے حکمت بھرے کلمات کو جمع کرتے آئے ہیں جیسا کہ ابن السنی نے آپ کے کلمات قصار کو جمع کر کے ''الایجاز'' نامی کتاب ترتیب دی۔ اسی طرح قضاعی نے جوامع الکلم سے الشہاب نامی کتاب مرتب کی۔ بعدازاں سیوطی نے جامع الصغیر (۷) میں دونوں کتابوں کی شرح لکھی۔ (۸)

نووی نے چالیس ۴۰ احادیث پر مشتمل ایک کتاب مرتب کی تھی جس میں سے ۲۹ احادیث ابن صلاح نے درس حدیث کی ایک مجلس میں املاء کرائی تھیں۔ باقی احادیث خود نووی نے تلاش کر کے چالیس احادیث مکمل کیں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حافظ ابن رجب بغدادی (متوفی ۷۹۵ھ) نے اس کی شرح لکھی۔ اس کے علاوہ مصلح الدین لاری (متوفی ۹۷۹ھ) اور ملا علی قاری ہروی نے بھی اس کی شرح لکھی ہے۔ (۹)

(۲۱) لمبی عمر پانے والے صحابہ

حسب ذیل صحابہ میں سے ہر ایک نے ۱۲۰ سال عمر پائی تھی۔ (۱۰)

۱۔ حسان بن ثابت
۲۔ حویطب بن عبداللہ العزی
۳۔ مخزمہ بن نوفل
۴۔ حکیم بن حزام بن خویلد (حضرت خدیجہؑ کا بھتیجا)
۵۔ سعید بن یربوع قرشی (اُنھوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں کا زمانہ دیکھا تھا)۔
۶۔ لبید بن ربیعہ عامری
۷۔ عاصم بن عدی عجلانی
۸۔ سعد بن جنادہ عوفی
۹۔ نوفل بن معاویہ
۱۰۔ منتجع نجدی
۱۱۔ عدی بن حاتم طائی
۱۲۔ نافع بن سلیمان عبدی
۱۳۔ نابغہ جعدی

(۲۲) وہ صحابہ جو اپنے والد سے منسوب نہیں

۱۔ ابن حمامہ۔ بلال بن رباح حبشی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مؤذن (حمامہ ان کی والدہ تھیں)
۲۔ ابن منیہ۔ یعلیٰ بن امیہ بن ابی عبیدہ (''منیہ'' اُن کی دادی تھیں)۔
۳۔ مقداد بن اسود۔ مقداد بن عمرو بن ثعلبہ۔ (اسود بن عبد یغوث نے اُن کی پرورش کی تھی اس لیے وہ مقداد بن اسود کہلاتے تھے)۔
۴۔ ابن جاریہ۔ مجمع بن یزید بن جاریہ۔ (جاریہ اُن کے دادا کا نام تھا)۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۲۳) مردوں اور عورتوں دونوں میں مشترک نام والے صحابہ

۱۔ اسماء بنت عمیس۔ یہ بی بی پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب کی زوجہ تھیں۔ اُن کی شہادت کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے نکاح میں آئیں۔

۲۔ اسماء بن عمیس بن مالک۔ اُنھوں نے اپنے والد کے توسط سے حضرت علیؑ سے احادیث نقل کی ہیں۔

اس کے علاوہ حسب ذیل نام مشترک ہیں:

اسماء بنت ابی بکر۔ اسماء بن حارثہ۔ اسماء بن رباب۔

۳۔ برکہ۔ ام ایمن کا اصلی نام ہے۔ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دایہ اور کنیز تھیں۔

۴۔ برکہ بن عریان۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے۔

۵۔ امیہ بن ابی الصلت ثقفی، شاعر تھے۔

۶۔ امیہ بنت ابی الصلت غفاری۔ یہ بی بی تابعین میں سے تھیں۔

۷۔ بسرہ بنت صفوان۔ یہ بی بی صحابیہ تھیں۔

۸۔ بسرہ بن صفوان۔ ان سے احادیث نقل کی گئی ہیں۔

۹۔ ہند بن مہلب۔ ان سے احادیث نقل کی گئی ہیں۔

۱۰۔ ہند بنت مہلب بن ابی صفرہ۔ ان کے والد سے احادیث نقل کی گئی ہیں۔

(۲۴) متفق و مفترق

انس بن مالک نام کے دس افراد تھے جن میں سے پانچ افراد سے احادیث نقل ہوئی ہیں:

۱۔ انس بن مالک۔ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم تھے۔

۲۔ انس کعبی قشیری۔ یہ صحابی تھے۔

۳۔ انس بن مالک۔ یہ امام مالک، صاحب مؤطا کے والد تھے۔

۴۔ انس حمصی

۵۔ انس کوفی۔ اُنھوں نے اعمش سے احادیث نقل کی تھیں۔ (الفیہ سیوطی)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

(۲۵) ایک حدیث کی سند میں موجود تین بھائی

دارقطنی کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: لبيك حجًّا حقًّا، تعبدًا ورقًّا اس حدیث کے سلسلۂ سند میں تین بھائی موجود ہیں۔ اس حدیث کو محمد بن سیرین نے اپنے بھائی یحیی سے، انھوں نے اپنے بھائی انس سے، انھوں نے انس بن مالک سے اور انھوں نے رسول خدا ﷺ سے اسے نقل کیا ہے۔ (۱۱)

(۲۶) روایۃ الاقران

حسب ذیل روایت کو چار صحابیوں نے بالترتیب ایک دوسرے سے نقل کیا ہے:

سائب بن یزید نے حویطب بن عبدالعزیٰ سے، انھوں نے عبداللہ بن سعدی سے، انھوں نے عمر بن خطاب سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ما جاءك من هذا المال من غير اشراف ولا سؤال فخذه و ما لا فلا تتبعه نفسك تم اس مال کو لے سکتے ہو جو غیر اشرافیہ سے اور مانگے بغیر ملے لیکن اگر ایسا نہ ہو تو (اپنی عزت کا خیال کرو اور) اپنی خواہش کے پیچھے نہ جاؤ۔ (۱۲)

حسب ذیل حدیث کو پانچ صحابیوں نے ایک دوسرے سے نقل کیا ہے:

عبداللہ بن عمرو نے عثمان بن عفان سے،

انھوں نے حضرت عمر سے،

انھوں نے حضرت ابوبکر سے اور

انھوں نے حضرت بلال سے (مرفوعاً) روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الموت كفارة لكل مسلم موت ہر مسلمان کے لیے کفارہ ہے۔ (۱۳)

(۲۷) وہ صحابہ جنھوں نے کثرت سے احادیث بیان کیں

حسب ذیل صحابہ نے بالترتیب بہت زیادہ احادیث بیان کی تھیں:

۱۔ ابوہریرہ

۲۔ بی بی عائشہ

۳۔ انس بن مالک

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

۴۔ عبداللہ بن عباس

۵۔ عبداللہ بن عمر

۶۔ جابر بن عبداللہ انصاری

۷۔ ابوسعید خدری

۸۔ عبداللہ بن مسعود

۹۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص (۱۴)

(۲۸) حدیث مسلسل کا ایک نمونہ

خصال ،ص ۳۱ پر امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے :

حدثني أبي موسى بن جعفر قال حدثني أبي جعفر بن محمد قال حدثني أبي محمد بن علي قال حدثني أبي علي بن الحسين قال حدثني أبي الحسين قال حدثني أخي الحسن بن علي قال حدثني أبي علي بن أبي طالب قال:

قال رسول الله صلى الله عليه و اله وسلم خلقت أنا و علي من نور واحد

اس حدیث میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ تمام راوی ہاشمی ہیں اور سب ائمہ اہل بیتؑ ہیں اور حدیث کا سلسلۂ سند اُن کے آبائے طاہرینؑ سے ہوتے ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منتہی ہوتا ہے۔

ختامه نور اللّٰهم نور قلبي

حررہ العبد المحتاج کاظم مدیر شانہ چی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حواشی وتشریحات

(۱) محقق حلی ، معارج الاحکام

(۲) مسور بن مخرمہ بن نوفل الزہری کی والدہ عاتکہ عبدالرحمان بن عوف کی بہن تھیں۔

(۳) خطیب بغدادی ، الکفایہ فی علم الدرایہ

(۴) ایضاً (معلق کے ذیل میں)

(۶) الکفایہ ص ۲۳۷ تا ۲۳۹ ۔قواعد التحدیث ص ۲۵۴

(۷) اُنھوں نے ایسے کلمات قصار کا ذکر بھی کیا ہے جو جزئی احکام پر مشتمل ہیں۔

(۸) الشہاب کی شروح میں خوانساری کی شرح بھی شامل ہے جسے محدث سید جلال الدین ارموی مرحوم نے تہران سے شائع کرایا تھا۔

جامع الصغیر فی حدیث البشیر النذیر کی شروح میں محمد عبد الرؤف مناوی کی فیض القدیر اورعلی بن احمد عزیزی کی السراج المنیر بھی شامل ہیں۔ یہ دونوں کتابیں مصر سے شائع ہوئی ہیں۔

(۹) مؤلف نے بھی جوامع الکلم پر ایک مقالہ لکھا تھا جو دانش کدہ الٰہیات مشہد کے مجلہ میں شائع ہو چکا ہے۔

(۱۰) حافظ سیوطی ، الفیہ فی علم الحدیث ص ۲۸۷

(۱۱) احمد شاکر ، شرح الفیہ ص ۲۴۲

(۱۲) حافظ سیوطی ، تدریب الراوی ص ۲۶۹

(۱۳) ایضاً

(۱۴) حافظ سیوطی ، شرح الفیہ ص ۲۱۸

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com